بار اوّل ۲۰۰۰ مئی ۳۷ء

دیال پرنٹنگ پریس دہلی

تمہید

سگسمنڈ کرانسکی پولینڈ کے اُنیسویں صدی عیسوی کے تین بہترین شاعروں میں شمار کیا جاتا، تھا۔ باقی دو سلوواکی اور میکاونز تھے۔ کرانسکی پیرس میں بتاریخ ۱۹ فروری ۱۸۱۲ء پیدا ہوا۔ اُس کا باپ نپولین کی فوج میں ایک رجمنٹ کا افسر تھا۔ اُس کی ماں خاندان ریڈزیول کی ایک شہزادی تھی نپولین کے معزول ہونے پر کرانسکی کا باپ روس کے پایۂ تخت شہر وارسا کو واپس گیا۔ یہاں اُس کا گھر سیاسی و ادبی حلقوں کا خاص مرکز تھا۔ کرانسکی کو اعلیٰ تعلیم دی گئی۔ اُسے ابتدائی عمر سے ادبی ذوق تھا، چنانچہ چودہ برس کے سن میں اسکاٹ کے طرز پر ناول لکھے لیکن والدین قانون کے مطالعہ پر مُصر ہوئے۔ اس کا باپ روسی حقوق کا زبردست حامی تھا اور ۱۸۲۵ء میں پولینڈ والوں نے بغاوت کی جو سازش کی تھی اُس انجمن کے ہر رکن کو سزا دینے کی تائید میں ووٹ دیا اور آخرکار پولینڈ کا گورنر بنا دیا گیا۔ کرانسکی نے اپنے باپ کے اس فعل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ ایک طرف حُبِ وطن کا جذبہ اُبھارتا تھا، دوسری طرف یہ خیال تھا کہ باپ کو صدمہ نہ پہنچے۔ ان متضاد جذبات کے طوفان نے اُس کی زندگی تلخ کر دی لیکن اس نے تفرقہ پرداز طاقتوں کے خلاف مسلح شورش کا مشورہ نہیں دیا باوجودیکہ وہی خاص شخص تھا جس نے اہلِ پولینڈ میں قومیت کی روح پھونکی اور اس کی تصانیف کا روس میں کسی کے قبضے میں پایا جانا بھی

سخت بغاوت قرار دیا گیا تھا۔ ان تصانیف کی اشاعت محض اس وجہ سے ممکن ہوئی کہ کرانسکی کی صحت اچھی نہیں تھی، پولینڈ کا شدید جاڑا برداشت نہیں کر سکتا تھا اور زیادہ حصہ اپنے وقت کا فرانس اور اٹلی میں بسر کرتا تھا۔ علاوہ بریں اُس نے اپنی تمام تصانیف کو فرضی نام سے شائع کیا۔ زارِ روس نے کوشش کی کہ اُس کو اپنا طرفدار بنا لے اور اُسی کی پسند کے موافق اعلیٰ اعلیٰ عہدے دینے کا لالچ دیا۔

۱۸۳۲ء-۳۳ء کا موسم سرما اُس نے سینٹ پیٹرسبرگ میں گزارا اور وہیں اُس عورت سے ملاقات ہوئی جس سے بعد کو شادی کی لیکن سیاسی گتھیوں سے گھبرا کر خرابیٔ صحت و مرضِ چشم کے بہانے سے وآسنا بھاگ گیا۔ میکاوز کے مطالعہ نے شاعری کی طرف متوجہ کیا اور اپنی پہلی نظم "آ گئے ہیں" ۱۸۳۳ء میں شائع کی۔ اُسی سال روما پہنچ کر اپنا معرکہ آرا ڈراما "دی اَن ڈیوائن کامیڈی" تصنیف کیا۔ ("ہلاک فریب" اُسی کا ترجمہ ہے)۔ اُس کی دو عظیم الشان تصنیفوں میں ایک یہ ہے۔ اس میں کرانسکی نے پیشین گوئی کی ہے کہ انفرادی حکومت پر جمہوریت کی فتح کو قیام نہ ہوگا اور نہ اس سے کوئی اچھا نتیجہ مترتب ہونے کی اُمید ہے بلکہ اس عقدے کا آخری حل عیسائیت کے ہاتھ میں ہے۔ جیسا نفس اس ڈراما سے واضح ہوتا ہے عیسائیت سے اس کی مراد باہمی اُخوت و مفاہمت و محبت ہے۔ روما ہی میں اُس نے اپنا دوسرا اہم بالشان ڈرامائی رزمیہ "آئریڈن" شائع کیا جس میں مسیحیت کے پیشتر قیصروں کے زیرِ حکومت روما کا تذکرہ ہے اور یونانی شہزادوں کا حال قلمبند ہے۔ اُس نے کئی اور پُرجوش کتابیں نثر میں بھی لکھیں مثلاً ٹپٹیشن (ترغیب) سمر نائٹ (گرمی کی رات)۔

کرانسکی نے ۲۴ فروری ۱۸۵۹ء کو بمقام پیرس ۴۷ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

ڈرامے کا مختصر خاکہ درج ذیل ہے۔ ترجمہ لفظی نہیں ہے بلکہ مفہوم کو لے کر اصل عبارت کا زور قائم رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اُمورِ تشریح طلب کے لیے فٹ نوٹ شامل کر دیے ہیں۔

ڈرامے سے قبل ایک نظم ہے جس میں مصنف نے "شاعری" کو مخاطب کیا ہے اور اُس کا

بجا و بے جا صرف بتا کر مدح یا مذمت کی ہے۔ ڈراما پانچ پیریڈ یا وقفوں میں تقسیم ہے۔ ہر وقفہ میں متعدد سین یا منظر ہیں۔ ہر وقفہ کے پیشتر ایک افتتاحیہ مقالہ ہے جس میں اس کے مرکزی خیال پر روشنی ڈالی ہے۔

پہلا وقفہ

کاؤنٹ، ہنری طبقۂ امرا کا نمائندہ اور اُن کی تمام خوبیوں اور بُرائیوں کا مجسمہ ہے۔ نوجوان ہے، شکیل ہے، دلیر ہے، دولتمند و ذی اثر ہونے کے علاوہ تمام علوم و فنون میں کامل دستگاہ رکھتا ہے، جاہ و ثروت کے ساتھ اوجِ کمال نے اُس کو مغرور و خود پسند بنا دیا ہے۔ اُس کا محبوب مشغلہ شاعری ہے، معیارِ حسن اس قدر بلند ہے کہ اُس کا معرضِ وجود میں ہونا غالباً محال ہے لیکن اُس کو دھوکا ہوتا ہے کہ اُسی کے طبقہ کی ایک عورت مریم میں اُس کا تصورِ حسن منتشکل ہو گیا ہے۔ اس بنا پر اُس سے شادی کرتا اور پیمانِ محبت باندھتا ہے۔ مریم حسین ہے، متین ہے، عفیفہ و پاک ہے، شوہر سے محبت کرنے والی اور مطیع و فرماں بردار ہے، حیا کی پتلی، وفا کی دیوی ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ اُس میں وہ تڑپ اور تڑپانے کی ادائیں کہاں جو شاعر کے تخیلِ حسن یا معشوقِ خیالی میں فرض کی ہوتی ہے اور شاعر کا دل شدہ اپنی بیوی سے بے اعتنائی شروع کرتا ہے۔ عہد و پیمانِ محبت توڑتا ہے اور پھر اپنے قدیم شاعرانہ اوہام کا پرستار بننا چاہتا ہے مگر معشوقۂ شاعری بھی برافروختہ اور اپنے ساتھ بے وفائی کا قصاص لینے پر آمادہ ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ متضاد جذبات و تخیلات نیکی و بدی میں جنگ کا آغاز ہوتا ہے۔ نیکی ایک فرشتے کی صورت میں ظاہر ہو کر بتاتی ہے کہ تاہل کی پاک زندگی بہتر ہے اور اس کی قدر کرنا چاہیئے، بدی (ارواح خبیثہ کی شکل میں) گمراہ کرتی ہے اور

بال بچوں کو چھوڑ کر حصول شہرت و نام و نمود کی ترغیب دلاتی ہے۔

دوسرا وقفہ

شادی کے بعد کاؤنٹ ہنری اپنے خیالی معشوق (شاعری) کی دُھن میں بیوی کو اکیلا چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ اکثر راتوں کو بھی غائب رہتا ہے حالانکہ بیوی میں آثار حمل پائے جاتے ہیں اور لق ودق محل میں شوہر کی معیت کے بغیر ڈرتی اور گھبراتی ہے، مگر وہ پروا نہیں کرتا، کئی کئی دن تک بات چیت کا موقع نہیں آتا۔ بیوی کو اس قدر صدمہ ہوتا ہے کہ دیوانی ہو جاتی ہے۔ اسی حالت میں اس کے یہاں ایک فرزند جارج پیدا ہوتا ہے۔ کاؤنٹ ہنری کو بحیثیت شاعر شہرت حاصل کرنے میں ناکامی ہوتی ہے اور بیوی کا ہوش آتا ہے، گھر پلٹتا ہے مگر یہاں اور ہی صورت حال ہے۔ بیوی مجنونوں کے اسپتال میں داخل کر دی گئی ہے، وہاں پہنچتا ہے اور اُس کے سامنے مریم کا دم نکلتا ہے۔

تیسرا وقفہ

ضدی اور خود پسند ہنری اپنے افعال و کردار پر نادم ہو کر راہ راست پر آنے کے بجائے قضا و قدر سے آمادۂ پیکار رہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ مصنف نے دکھایا ہے کہ ایسے والدین سے جیسے کاؤنٹ ہنری اور مریم تھے جو لڑکا پیدا ہوگا اُس کی طینت اور مزاج کی امتیازی خصوصیتیں کیا ہوں گی۔ جارج عام بچوں سے مختلف ہے۔ ایک طرف اُس میں اپنی ماں کی طرح نیکی و تحمل ہے تو دوسری طرف باپ کا شاعرانہ انداز کلام ہے۔ قویٰ ضعیف مگر بے حد ذکی الحس، اور اعصاب نہایت کمزور ہیں تاہم صورت ایسی

پیاری اور بھولی بھولی ہے گویا ایک بہشتی شگوفہ ہے۔

جارج ۱۵ برس کی عمر میں نابینا ہو جاتا ہے۔ کاؤنٹ ہنری اس مصیبت کو بھی اپنے کرتوتوں کا نتیجہ نہیں سمجھتا بلکہ تمام خلق اللہ سے متنفر ہو کر اُن کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا اور اُن پر فتحیاب ہو کر نام پیدا کرنا چاہتا ہے۔

چوتھا وقفہ

اُمرا کے مظالم سے عاجز ہو کر جمہور بغاوت کی ٹھانتے ہیں۔ کاؤنٹ ہنری امرا کا سرگروہ ہے اور پینکراس جمہور کا۔ کاؤنٹ ہنری جمہور کے مطالبات سننے اور اُن کی جائز شکایتیں رفع کرنے کے بجائے اُن کو کچل دینا چاہتا ہے۔ سازش میں خود اُمرا کے ملازم بھی شامل ہو گئے ہیں۔ اُمرا کو شکست پر شکست نصیب ہوتی ہے۔ فاقوں کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ کاؤنٹ ہنری کی منتیں کرتے ہیں دھمکیاں دیتے ہیں کہ صلح کر لے مگر وہ ایک نہیں سنتا۔

پانچواں وقفہ

آخری جنگ میں بھی اُمرا کو شکست ہوتی ہے۔ لڑائی کے دوران میں جارج بھی گولی کا نشانہ ہوتا ہے۔ کاؤنٹ ہنری ہزیمت کے بعد ایک چٹان سے کود کر جان دیتا ہے۔ جمہور کا سردار پینکراس بھی جمہور کے مظالم کی پاداش میں ہلاک ہوتا ہے۔

شاعری سے خطاب

ستارے راتوں کو چپکے چپکے بلائیں لیتے ہیں
بلائیں لیتے ہیں تجھ کو دعائیں دیتے ہیں

ترے قدم پہ سمندر نثار ہوتا ہے
وفورِ شوق سے جب بے قرار ہوتا ہے

بساطِ موج پہ قوسِ قزح ہے مست خرام
کہ جس کے غم سے ہے سینہ فگار ابر مدام

تری نظر پڑے جس پر وہ تیرا شیدا ہو
وہ کوہسار ہو ساحل، چمن، کہ صحرا ہو

وہ آسماں ہو، زمیں ہو کہ آدمِ کامل
تری نگاہ کا اُن میں ہر ایک ہے گھائل

ہر ایک پر تجھے اُن میں سے فضیلت ہے
نہ تیری شان اُن میں نہ تیری شوکت ہے

سماں وجد میں آتا ہے سن کے نغمہ ترا
نشاطِ قلب ہے تو اور سرور ہے صہبا

دلوں کو لڑیوں میں ہنس ہنس کے گوندھتی ہے تو
جدا بھی کرتی ہے جس طرح پھول سے خوشبو

ہے انحصار خوشی پر تری جو چاہے کرے
لگائے آگ تلوّن سے پھر بجھا بھی دے

بکھرے جو تیری نگہ، درد مند روتے ہیں
پھر اشک موجِ تبسم میں جذب ہوتے ہیں

یونہی لبوں سے تبسم فرار ہوتا ہے
ظہورِ گریہ بے اختیار ہوتا ہے

بیاں ہو نہیں سکتی تری فسوں سازی
کہ حسنِ حسن و محبت کا ہے وسیلہ تو ہی

کبھی جمالِ جہاں سوز کی ہمسر ہے   کبھی تو خاک، نہیں، خاک سے بھی بدتر ہے
شگفتگی میں گلِ تر کی ہے کبھی ہمسر   فسردگی میں کبھی دل سے بھی ہے بالاتر
بتا تو کچھ کہ ترے دل پہ کیا گزرتی ہے   جو کہتی ہے کبھی محسوس بھی وہ کرتی ہے
یہ سچ ہے تجھ سے ہے اک چشمہ نور کا جاری   مگر تو آپ ہے لمعاتِ حسن سے عاری
وہ بچہ جو رہے گریاں کنارِ مادر میں   گہر جو غرق ہوا ہے خود اپنے جوہر میں
وہ پھول جس کو نہیں علم اُس میں خوشبو ہے   اُسی میں مشک ہے آوارہ لیکن آہو ہے
اگرچہ قابلِ افسوس ان کی حالت ہے   خدا کے سامنے تجھ سے زیادہ وقعت ہے

ترا وطن ہے کہاں؟ بول سایۂ باطل   تجھے خبر نہیں گو نور کی ہے تو حامل
ذرا تجھے نہیں احساس نور و ظلمت کا   کبھی نہ تھا، نہ ہوا ہے، نہ ہوگا آئندہ
سمجھ میں لم نہیں آتی ہے تیری خلقت کی   نمونہ غیظ کا ہے یا برائی قسمت کی
فریب دیتی ہے اور پھر فرشتہ بنتی ہے   جو بدترین بھی کوئی گناہ کرتی ہے
اُلٹی ہوئی ہے خلا ظلمت میں تو کرم؂ کی طرح   مٹی ہوئی ہے نمائش پہ تو ورم کی طرح

بہت ہی قابلِ افسوس ہے تری حالت   شرفِ قبول کا پاتی نہیں تری محنت
کوئی حصول نہیں ہے مصیبتوں کا تری   ہمیشہ ہوتی ہے ضایع تری عرق ریزی
فغان درد کا ہے عرش پر خدا شنوا   فقیر زار کی ہر سانس کا شمار ہوا
فرشتے گاتے ہیں اس لحن میں بھجن اُن کے   کہ رقص کرتے ہیں سن سن کے جن کو سیارے
ترے لبوں سے جو فریاد کی صدا نکلی   زمیں ہی پہ رہی اور جزو خاک ہوئی

؂ عام تلفظ کا تتبع ۔ اثر

تری صحبتیں شیطان کا ہوئیں حصہ　　خوشی سے اُس نے اُنہیں بڑھ کے ہاتھوں ہاتھ لیا

اضافہ کرتا ہے اپنے دروغ و مکر میں وہ　　فریب و شر میں شرارت میں اور غدر میں وہ

خدا بھی کرتا ہے واپس اُنہیں نتیجۂ کار　　خدا کی ذات سے اُن کو ہے جس طرح انکار

نہ یہ سمجھ کہ ترا شاعری مخالف ہوں　　تجھی سے حسن کی نشو و نما سے واقف ہوں

تجھی سے ہستیٔ کامل کی یاد ہے قائم　　تجھی سے بزم محبت کی زیب ہے دائم

مجھے تو رحم فقط اُس کے حال پر آیا　　فریب زیست کا بدبخت جو شکار ہوا

اک احتضار کی حالت تمام عمر رہی　　کلیجا کھا گئی جس کا کہ یاد ماضی کی

توہمات پریشاں کی ایسی کثرت ہے　　لباس زیست انجم اُسے ملامت ہے

وہ جس نے روح کو اپنی ترے سپرد کیا　　جو تیرے سایہ کو سمجھا کہ جسم ہے تیرا

اُمید جاہ و حشم میں خیال شہرت میں　　اسیر رہتا ہے جو کذب میں ضلالت میں

اُسے تو خاک میں اے شاعری ملاتی ہے　　پھر اُس کی خاک بھی دوزخ میں جھونک آتی ہے

مگر وہ دل ہے مبارک وطن جو تیرا ہے　　جہاں تو مسند عزت پہ جلوہ فرما ہے

خدا ہے آنکھ سے دنیا میں جس طرح پنہاں　　مگر وجود ہے اُس کا ہر ایک شے سے عیاں

ہر ایک چیز سے جلوے ہیں آشکار اُس کے　　شرار و برق بھی اُس کے ہیں نور و نار اُس کے

یہ کہہ اُٹھیں جو دلوں میں ترنگ اُلفت ہو　　"یہاں ہے، ہم میں ہے، دیکھو نظر جو ہو دیکھو"

تو اُن کی انجم رہبر ہے نور پیشانی　　دروغ جن کی زباں سے نہ آشنا ہو کبھی

اُنہیں طلب ہے تری، تو ہے اُن کی مطلوبہ　　حبیب ہیں وہ ترے، تو ہے اُن کی محبوبہ

نبردِ زیست میں یہ لوگ مردِ میداں ہیں — تمام خلق سے اُلفت ہے اُن کو انساں ہیں

رہِ وفا میں قدم جس کا ڈگمگاتا ہے — حصولِ زر کا وسیلہ تجھے بتاتا ہے

جو حظِ نفس میں تجھ کو شریک کرتا ہے — قدم کے رنگوں میں رنگِ حدوث بھرتا ہے

وہ شوخ رنگ کہ بنیاد نور ہے جن کی — جنھیں زوال نہیں جو ہیں عکسِ یزدانی

تو اُس کو دیکھ کے منھ اپنا پھیر لیتی ہے — مگر کچھ اُس کی طرف پھول پھینک دیتی ہے

کہ جس سے موت کا سہرا وہ گوندھنا چاہے — تمام عمر نہ کافی ہو گوندھنے کے لئے

تو اشکِ خوں اُسے لے شاعری لاتی ہے — ہر ایک اشک میں تارِ نظر پروتی ہے

ہلاک فریب

(ایک ڈرامہ)

پہلا وقفہ

تمام متین چیزوں میں شادی نہایت مضحکہ انگیز ہے۔ (بومارشے)

پہلا نظارہ

(صبح کا وقت، کاؤنٹ ہنری کا محل، فرشتہ محافظ نازل ہوتا ہے)

فرشتہ :- ہر نیکوکار کو نوید امن! مبارک ہے وہ شخص جو صاحب دل ہے، وہی نجات پائے گا۔ نیک اور باعصمت بیوی سے اس خاندان میں ایک خوبصورت فرزند پیدا ہو۔ (فرشتہ غائب ہو جاتا ہے)

ارواح خبیثہ کا ایک غول (ظاہر ہو کر)۔

آؤ! بہنو، آؤ! چڑیلو، آؤ! فضا میں چکر کاٹو! اس کو گھیر لو! اے وہ جس سے عنفوان شباب میں اس نے اول اول محبت کی تھی اور جو کل ہی دفن ہوئی، اپنی لحد سے

نکل اور ان کی قافلہ سالار بن! آگے آگے چل تاکہ ہر ہر قدم پر جماعت میں اضافہ ہو۔ بجارات صبح میں از سر نو غسل کر! اپنی پیشانی کو موسم بہار کی دہن بستہ کلیوں سے آراستہ کر! اے شاعر کی بچھڑی ہوئی معشوقہ[۵] اس کے پیش پیش ہوا میں مست پرواز ہو!

اُٹھ! اے شہرت[۵a] اُٹھ! اے فراموش شدہ عقاب صدیوں سے جہنم جس کا دار القرار ہے، جو شکم سیر و توانا ہے، اپنے شکستہ اڈّے سے اُتر! اپنے عفریتی بازوؤں کو جو دھوپ میں سفید ہو گئے ہیں کھول اور شاعر کے سر کے گرد پھیٹا تاکہ اس کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں!

اے صنعت شیطانی کے بہترین بوسیدہ نمونے! ہماری قبروں کے گنبدوں سے نکل! اے دنیوی ارم کے مبہوت کن مرقع جو اس کے قلم سے شکل پذیر ہوا اپنے قرمز کے کہنہ شگافوں میں سرخی بھر اور قوس قزح کے عکاس بادلوں کا باریک لباس پہن لے! شاعر کی آنکھوں کے سامنے چمک، اور بہہ، اور رواں ہو!

اے پہاڑو اور سمندرو! اے سرکش چوٹیو! تاریک جنگلو! اپنی ارغوانی سحر اور سنہری نیچینی شام میں شاعر کو لوریاں دو تاکہ سو جائے اور شیریں مگر بے بنیاد خواب دیکھے! مادرِ گیتی! اپنے فرزند کو چھاتی سے لگائے رکھ!

---

۵ شاعری کا استعارہ ہے۔ مریم سے شادی کے بعد شاعری کو کاؤنٹ ہتری کی مردہ اور بچھڑی ہوئی معشوقہ کہا ہے۔

۵a حقیقی شہرت نہیں، جس کا دارومدار مجاہدہ و تزکیۂ نفس پر ہے بلکہ وہ شہرت مراد ہے جس کے محرک غرور و خود پرستی ہوتے ہیں۔ مترجم۔

دوسرا نظارہ

(ایک قریہ اور گرجا جس پر فرشتہ محافظ ہوا میں پر تولے ہوئے ہے)

فرشتہ :- اگر تو اپنے عہد پہ قائم رہا تو پاک پروردگا کے سامنے میرا بھائی ہے۔

تیسرا نظارہ

(اندرون کلیسا قربان گاہ پر موم شمعوں کی تیز روشنی ہے، گرد لوگ جمع ہیں۔ قربان گاہ کے سامنے ایک دولھا اور دُلہن گھٹنے ٹیکے ہوئے ہیں)

پادری :- (دُعا دے کر) میرے الفاظ اچھی طرح یاد رکھنا!

(دولھا اور دُلہن کھڑے ہو جاتے ہیں، نوشہ دست عروس کو بوسہ دے کر اپنے ایک عزیز کے پاس لے جاتا ہے۔ تمام حاضرین بجز نوشہ گرجے سے چلے جاتے ہیں)

نوشہ :- میں دنیوی مناکحت پر اس لئے آمادہ ہوا کہ مجھے ایسی بیوی ملی جس کا خواب میری روح دیکھا کرتی تھی۔ اگر اس کی محبت سے منہ موڑوں تو مجھ پر عذاب خدا نازل ہو!

چوتھا نظارہ

(ایک وسیع و آراستہ کمرہ جو مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہے۔ رقص و سرود۔ پھول سلیقے سے چنے ہوئے ہیں۔ کمرہ، روشنی اور مہمانوں کی زرق برق پوشاک سے جگمگا رہا ہے۔ دُلہن چند مہمانوں کے ساتھ ناچنے کے بعد اتفاقاً اپنے شوہر کے قریب پہنچ جاتی ہے۔ اُس کے پہلو میں بیٹھ کر اپنی گردن اُس کے شانہ پر موڑھا دیتی ہے)

نوشہ :- تم تھک کر اور زیادہ خوبصورت ہوگئیں! نارنگی کے پھول اور موتی کس بے ترتیب لطافت سے تمہارے گھونگروالے بالوں کی موجوں میں بکھرے ہوتے ہیں! تم ہمیشہ میرا نغمہ محبت رہوگی!

عروس :- ہاں جو میری ماں نے سکھایا تھا وہی میرا دل سکھاتا ہے۔ میں ہمیشہ تمہاری وفادار بیوی رہوں گی۔

کتنے مہمان جمع ہیں! کس قدر غل ہے! کیسی گرمی ہے! میرا دم اُلجھتا ہے۔

نوشہ :- جاؤ اور ان کے ساتھ مصروف رقص ہو تاکہ میں دیکھوں تم کس طرح روح مجسم بنا کر ہوا میں تیرتی ہو۔ اسی طرح میں نے خواب میں فرشتوں کو دیکھا ہے۔

عروس :- اگر تمہاری یہی خوشی ہے تو جاؤں گی مگر . . . . میں تھک گئی ہوں، میرا دل دھڑک رہا ہے۔

نوشہ :- آرام جاں! میں تیری منت کرتا ہوں، جا!

پانچواں نظارہ

(ایک خبیث روح دوشیزہ لڑکی کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔ آدھی رات گئی ہے۔ مطلع ابرآلود ہے۔ چاروں طرف سناٹا ہے، فاصلہ پر محل ہے، ادھر باغ اور قبرستان ہے)

خبیث روح :- زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ یہی وقت تھا اور ایسی ہی رات جب میں دنیا میں خوش خوش پھرتی تھی، آج بھوت دوڑا رہے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ لباس پارسائی اختیار کروں۔

(باغ پر اڑتی ہوئی نظر آتی ہے)

اے مہکتے ہوئے پھولو! نازک ڈالیوں سے ٹوٹ کر میرے بالوں میں بندھ جاؤ۔ع

(قبروں کے درمیان اُترتی ہے)

اے مدفون حسینوں کی تازہ و دلکش اداؤ جو ہوا میں منتشر ہو کر قبروں سے ٹکراتی ہو مجتمع ہو اور میرے تاریک رُخساروں کو اُمید و عشق و جوانی کے گلابی رنگوں میں رنگ دو! اس کائی لگے پتھر کے نیچے ایک سنہرے بالوں والی لڑکی کی لاش پھپوندی لگ لگ کر سڑ رہی ہے، اور بہت جلد جزوِ خاک ہو جائے گی۔ اُس کے حلقہائے زلف آئیں اور میری جلتی ہوئی پیشانی پر سایہ فگن ہوں!

اس گری ہوئی صلیب کے نیچے دو چمکدار آنکھیں جن کا نیلگوں رنگ آسمان کو شرماتا تھا اپنے حلقوں میں مُردہ پڑی ہوئی ہیں، مجھے! وہ صاف و زباں دراز شعلہ مجھے! جو کبھی اُن سے لپکتا تھا!

اُن سلاخوں کے اندر سیکڑوں شمعیں روشن ہیں تاکہ وہاں کیڑے بجھاتے ہوئے دکھائی دیں جہاں بادشاہ بصد شان و شوکت محو خواب ہیں! اُس جگہ آج ہی ایک نوجوان شہزادی دفن کی گئی ہے، اسے اُس کے قیمتی اور برف کے مانند سفید ریشمی ملبوس! نرم پروں والی فاختہ کی طرح پھڑپھڑاتا ہوا چاک قفس سے نکل اور مردوں میں اس دوشیزہ کی لاش کو برہنہ چھوڑ کر میرے ضائع شدہ اور بے گوشت کے جسم سے لپٹ جا . . . . . .

ہاں! ہاں! چلو! بڑھو!

ع چونکہ منظر ما فوق الفطرت ہے لہٰذا شاعرانہ صداقت قائم رکھنے کو ماحول جس کا متقاضی ہے مصنف یہ نہیں کہتا کہ بھوت نے پھول توڑ کر اپنے بالوں میں لگائے بلکہ بھوت پھولوں کو حکم دیتا ہے اور وہ خود بخود بالوں میں بندھ جاتے ہیں۔ آرائش تن کا یہی انوکھا طریقہ آخر تک قائم رکھا ہے۔ اثر

دوسرا وقفہ

پہلا نظارہ

(آدھی رات، اُسی محل کی خوابگاہ، میز پر لیمپ جل رہا ہے جس کی دھیمی روشنی شوہر کے چہرہ پر پڑ رہی ہے)

شوہر:- (خواب دیکھ رہا ہے) - ہا! تو کہاں سے آئی جس کو میں اب نہیں دیکھتا اور نہ کبھی دیکھوں گا - آہ! اتنے برس کس مصیبت میں گزرے!

جس طرح پانی آہستہ آہستہ بہتا ہے یہی تیری رفتار کا نقشہ ہے - تیرے پاؤں دودھ اور وہاں موہیں ہیں - پیشانی پر مقدس سکون ہے - تو میری محبت اور تخیل کا مجموعہ ہے -

(چونک کر) میں کہاں ہوں؟ . . . .

ہا! اپنی بیوی کے پہلو میں لیٹا ہوں (اس کے چہرہ کو بغور دیکھ کر)

یہ اور میری بیوی!

آہ! ایک زمانہ تھا جب میں خیال کرتا تھا کہ تو ہی میرا "خواب اولین" ہے لیکن مجھے دھوکا ہوا - میرا خواب اب واپس آیا - مریم! تو وہ خواب نہیں نہ اُس سے مشابہ ہے، تو نیک، بردبار اور باعصمت ہے لیکن وہ . . . .

پروردگار! میری آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں؟ کیا میں درحقیقت جاگ رہا ہوں؟ سایہ! - تو نے میرے ساتھ دغا کی - (غائب ہو جاتا ہے)

شوہر:۔ چلی گئی! ٹھہر، ٹھہر! اے میرے خواب ٹھہر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لعنت ہو اُس لمحہ پہ جب
میں نے شادی کی اور اپنے عہدِ شباب کی معشوقہ کو چھوڑ کر اُس سے بدعہدی کی۔ اُس سے جو
میرا شیرازۂ خیال تھی، جو میرا نفس اور روح کی روح تھی۔

بیوی:۔ (بیدار ہو کر) ۔کیا ماجرا ہے؟ کیا اس قدر جلد سویرا ہو گیا؟ آج ہمیں کچھ سامان خریدنا ہے کیا
سواری دروازے پر آ گئی؟

شوہر:۔ نہیں ابھی صبح ہونے میں دیر ہے، سو رہو۔

بیوی:۔ شاید تم بیمار ہو، میں دوا لاتی ہوں۔

شوہر:۔ نہیں، نہیں! آرام کرو۔

بیوی:۔ پیارے! مجھے بتاؤ کیا معاملہ ہے، تمہاری آواز بدلی ہوئی ہے، گال تمتمائے ہوئے اور
آگ کی طرح جل رہے ہیں۔

شوہر:۔ (اُٹھ کر) میرا دم گھٹ رہا ہے، تازہ ہوا کی ضرورت ہے، مریم! برائے خدا سو رہو۔
میرے پیچھے پیچھے نہ آنا! (کمرہ سے چلا جاتا ہے)

دوسرا نظارہ

(گرجا اور اُس کے ملحق گورستان۔ شوہر پائیں باغ میں ٹہل رہا ہے، چاندنی کھیت کئے
ہوئے ہے)

شوہر:۔ اللہ اللہ! جب سے شادی ہوئی میری زندگی کیسی غفلت اور بیکاری میں بسر ہوئی!
کھانا، پینا، اور جرمن کاریگر کی طرح بیوی کے پہلو میں سونا!

میرے گرد و پیش کی دنیا بھی میری طرح محوِ خواب ہے! ہم لوگ اعزہ سے ملے

دوکانوں سے چیزیں خریدیں اور اپنے بچے کے لئے جس کی ولادت ہونے والی ہے دایہ نوکر رکھی۔ (گرجے کا گھنٹا بارہ پر دو بجاتا ہے)

یہ وہ ساعت ہے جب میں اپنے تخت پر متمکن ہوتا تھا۔ واپس آ، اے میری شاندار سلطنت واپس آ! آہ! وہ فانوس خیال کہاں ہے جس کو میری فکر گردش دیتی تھی؟ اے حسن و وجاہت کے عکس و نقوش! پھر عہد گذشتہ کی طرح مجھ کو اپنے جھرمٹ میں لے کر میرے دل و دماغ کو منور کر دو! (بتیا باسہ پھرتا اور ہاتھ ملتا ہے)

اے خدا کیا در اصل شادی تیری طرف سے ہے؟ کیا تو اُن معاہدوں کو تنسیخ کرتا ہے جن سے دو ہستیاں وابستہ ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ موت اُن کو جدا کرے؟ کیا تو نے فی الحقیقت یہ کہا ہے کہ کوئی طاقت اُس رشتہ کو نہیں توڑ سکتی جس پر تو نے اپنی برکتیں علی علیین سے نازل کیں؟ کیا اُس وقت بھی نہیں جب دو روحیں باہم اور شدید تصادم کے بعد ایک دوسرے سے گریزاں ہوں اور قدم بڑھانا اُسی صورت میں ممکن ہو کہ دونوں کے راستے مختلف ہوں، تاہم ان کے اعضا باہم ایک ہی زنجیر سے ایسے مضبوط جکڑے ہوں کہ اینٹھ جائیں، ہر رجائیں، برف کی طرح جم جائیں اور جمود پذیر ہو کر دو لاشوں میں منتقل ہو جائیں لیکن رستگاری محال ہو؟

(یکایک سایہ ظاہر ہوتا ہے)

تو یہاں! اے میری محبوبہ تو! تو جو میری ہے، صرف میری — آہ! مجھے بھی اپنے ساتھ لے چل۔ اگر تو محض خواب ہے، وہ رعنا خیال ہے جو میرے کھولتے ہوئے دماغ سے منتزع وجود میں آیا تو اے پری جو میرے دل کو لبھاتی ہے میرا انتظار کر، یہاں تک کہ میں بھی سایہ بن کر تجھ سے متحد ہو جاؤں!

سایہ :- کیا تو قسم کھائے گا کہ جہاں اور جب تجھے بلاؤں میرا ساتھ دے گا ؟

شوہر :- میری زندگی کا ہر دقیقہ تیرا ہے ! میں تیرا ہوں !

سایہ :- یاد رکھنا !

شوہر :- ٹھہر ! بخارات کی طرح غائب نہ ہو - اگر تیرا دلفریب حسن تمام حسن سے بالاتر ہے، اگر تیرے خیال کو ہر خیال پر فوق ہے تو پھر کس لئے ایک موہوم خواہش کی طرح روپوش ہوتی ہے ؟

(مکان کا ایک دریچہ کھلتا ہے)

مریم کی آواز :- میرے پیارے ! میرے دل ! رات بہت سرد ہے تمہارے دشمن بیمار نہ ہو جائیں - مجھے اس لق ودق اندھیرے کمرے میں اکیلے ڈر لگتا ہے ، ادھر ہوا سے پردے ہلتے ہیں ادھر میرا دل دکھتا ہے ، چلے آؤ ، پیارے چلے آؤ !

شوہر :- اچھا مریم ! آتا ہوں - آہ سایہ غائب ہو گیا ! لیکن واپس آنے کا وعدہ کر گیا ہے ، اُس وقت رخصت اے میرے مکان اور باغ اور اہلیہ جو اُن کے لئے مخلوق ہوئی ہے، میرے لئے نہیں -

مریم کی آواز :- ہنری خدا کے واسطے چلے آؤ ، صبح کی آمد کے ساتھ ، سردی بڑھتی جاتی ہے -

شوہر :- میرا فرزند ! اے خدا کیا اُس سے بھی دست بردار ہوں ؟

تیسرا نظارہ

(وسیع و آراستہ کمرہ ، پیانو پر دو شمعیں روشن ہیں ، بیوی باجے کے سامنے بیٹھی ہے ، اُس کے قریب گہوارہ ہے جس میں شیر خوار بچہ سو رہا ہے ۔ شوہر دونوں ہاتھوں سے سر تھامے

ہوئے کوچ پر بیٹھا ہے)

بیوی :۔ میں فادر بنجامین کے پاس گئی تھی اُنھوں نے وقت مقررہ پر آنے کا وعدہ کیا ہے۔

شوہر:۔ شکریہ!

بیوی:۔ مٹھائی کا بھی حکم دے دیا ہے۔ کیکوں پر جارج اسٹینلا لکھا ہوگا۔

شوہر:۔ شکریہ! شکریہ!

بیوی :۔ نہیں خدا کا شکر کرو، تمام رسوم کا عنقریب تکملہ اور ہمارا بچہ پکا عیسائی ہو جائے گا، مجھے اُمید ہے کہ تم نے سب دوستوں اور عزیزوں کو بپتسمہ میں مدعو کیا ہے؟

(گہوارہ کے پاس جاکر چادر درست کرتی ہے)

سو! میری آنکھوں کے تارے سو! تجھے کیا تکلیف ہے؟ میں اُٹھ جاتی ہوں اور تو لاتیں مار مار کے اُلٹ دیتا ہے۔ لے! میں چادر کے کونے سب طرف سے دبائے دیتی ہوں اور تیرے بازوؤں کو بھی ڈھکے دیتی ہوں، اب تو نہ اُلٹ سکے گا! ارے! تو نے چادر پھر پھینک دی۔ میرے بچے کیا تو ابھی سے خواب دیکھتا ہے؟ چپکا لیٹ، میرے خوبصورت جارج! میرے لاڈلے بیٹے، (شوہر سے مخاطب ہوکر) مجھے بڑی فکر ہے ہمارا جارج سوتا کیوں نہیں۔ (پھر گہوارہ کے پاس جاتی ہے) میرے ننھے جارج، میرے پیارے بچے سو جا!

شوہر (علٰحدہ):۔ طوفان آرہا ہے، معاذ اللہ کیسی گھٹس ہے! کیا وہاں بجلی گرے گی اور یہاں میرا دل ٹوٹے گا؟

بیوی (پیانو کے سامنے بیٹھ کر کچھ بجانے کی کوشش کرتی ہے مگر ہاتھ روک لیتی ہے، پھر شروع کرتی ہے یکایک کھڑے ہوکر اپنے شوہر سے کہتی ہے)

آج دن بھر میں تم نے مجھ سے ایک دفعہ بھی بات نہیں کی، نہ کل بولے تھے، بلکہ ایک ہفتہ سے نہیں، اللہ اللہ! ایک مہینا ہو گیا کہ تم نے مجھ سے ایک لفظ بھی کہا ہو، سوائے اس کے میرے سوالوں کا جواب دیدو۔ اور جو کوئی دیکھتا ہے کہتا ہے کہ میں بہت گھل گئی ہوں

شوہر (علٰحدہ) :- وقت موعودہ آپہنچا، ٹل نہیں سکتا، (بیوی سے)

تم مجھے تو اچھی خاصی معلوم ہوتی ہو۔

بیوی :- اُف! میں تندرست ہوں یا بیمار، تمہارے نزدیک یکساں ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم نہ تو میری بات سنتے ہو نہ میری طرف دیکھتے ہو، جب تمہارے قریب آتی ہوں تو منہ پھیر لیتے ہو یا ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیتے ہو، میرے خاوند! بتاؤ میں نے کیا قصور کیا ہے؟ کاش مجھے خود معلوم ہو جائے، میں نے کل ہی اپنی سرگزشت پادری کے سامنے بیان کی اور اپنی روح کا جائزہ لیا، اپنے خیالات کو کریدا، ہنری، مجھے کوئی بات ایسی نہیں ملی جو تمہاری ناخوشی کا سبب ہو۔

شوہر :- تم نے مجھے ناراض نہیں کیا۔

بیوی :- اے میرے پروردگار!

شوہر :- میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھے تم سے محبت کرنا چاہیے۔

بیوی :- آہ! یہ نہ کہو، میں ایسے خوفناک الفاظ نہیں سن سکتی "محبت کرنا چاہیے!" نہ معلوم کیوں یہ لفظ میرے کلیجے میں ہٹھکر پیدا کرتے ہیں۔ صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ مجھ سے محبت نہیں کرتے۔ سچ ہر حال میں بہتر گو تلخ ہے، میں اس کشمکش سے تو چھوٹ جاؤں گی۔ (گہوارہ سے بچے کو اٹھاکر) اس کو نہ بھول جانا، یہ میرا نہیں تمہارا بیٹا ہے، صرف مجھ پر اپنا غصہ اتارو، اس کی بھولی بھولی صورت دیکھو، ہمارا بیٹا! ہمارا خوبصورت

جارج! (بچے کو لئے ہوئے شوہر کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتی ہے)

شوہر (بیوی کو اُٹھا کر) مریم بھول جاؤ ان خوابوں اور تاریک گھڑیوں ....

بیوی (بات کاٹ کر):- میں نے بھلا دیا، اتنا وعدہ کرو......... صرف ایک لفظ اور .... وعدہ کرو کہ اپنے لڑکے سے محبت کرنا کبھی نہ چھوڑو گے۔

شوہر:- نہیں اُس سے محبت کرنا ترک کروں گا نہ تم سے .... دونوں سے محبت کروں گا ...... باور کرو۔ (بیوی کی پیشانی پر بوسہ دیتا ہے وہ اپنی بانہیں اُس کے گلے میں ڈال کر سر شانے پر رکھ دیتی ہے۔ ناگاہ بجلی کڑکتی ہے اور وحشیانہ وغم آگیں نغمہ سُنائی دیتا ہے)

بیوی:- دیکھو! یہ کیا ہے؟ (بچے کو چھاتی سے چمٹا لیتی ہے۔ گانا بند ہو جاتا ہے)

سایہ (نمودار ہو کر):- خوش باش میرے محبوب! میں تجھے امن و برکت دینے آئی ہوں۔ اپنی دنیوی زنجیروں کو اُتار کر پھینک دے، اُن بیڑیوں کو جو تجھے غلام بنائے ہوئے ہیں، میں ایسی آزاد دنیا سے آئی ہوں جو عظیم و نامحدود ہے، جہاں ماضی کا سایہ نہیں پڑتا، میں تیری ہوں۔

بیوی:- اے مادرِ مسیح مجھے بچایئے اور میرے جارج کی حفاظت کیجئے۔ یہ بھوت کس قدر ڈراونا ہے۔ مُردوں کی طرح زرد ہے، پتلیاں پلٹی ہوئی ہیں، آواز ایسی کرخت ہے جیسے قبر میں جنازے کا صندوق اُتارتے وقت گڑگڑاہٹ ہوتی ہے!

شوہر (سایہ سے):- اے میری محبوبہ! تیری پیشانی نورانی ہے اور تیرے گھونگر والے بالوں میں خوشنما پھول گندھے ہوئے ہیں۔

بیوی:- اُف! وہ بجائے لباس کے ماتمی کفن پہنے ہوئے ہے۔

شوہر:- تیرے جسم سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں، ایک مرتبہ آواز اور سُنا دے پھر چاہے میں ہلاک ہو جاؤں۔

سایہ :- وہ جو تجھے روکتی ہے محض وہم و خیال ہے، اُس کی زندگی ایک آہ سرد کی طرح بے ثبات ہے، اُس کی محبت ایک خشک پتّی ہے جو اور بے شمار مرجھائی ہوئی برف زدہ پتیوں کی طرح گرنے کو ہے، مگر مجھے حیات ابدی حاصل ہے۔

بیوی (شوہر کے آغوش میں گر کر) :- ہنری مجھے بچاؤ! اپنے آپ کو بچاؤ! ہوا میں گندھک کی بو گھٹی ہوئی ہے، مُردہ خانے سے بخارات اُٹھ اُٹھ کر ہوا میں پھیل رہے ہیں!

شوہر (بیوی سے غضبناک ہو کر) :- دُختر خاک! کلمات کفر زبان سے نہ نکال! حسد نہ کر! خدا نے عورتوں کی خلقت کا منشا کچھ اور ہی رکھا تھا مگر وہ سانپ کے پھُسلانے میں آگئیں اور وہ ہو گئیں جو ہیں!

بیوی :- میں تمہارا دامن نہ چھوڑوں گی!

شوہر (سایہ سے) اے میری محبوبہ! میں گھر بار چھوڑ کر تیرا ساتھ دیتا ہوں۔ (چلا جاتا ہے)

بیوی :- ہنری! ہنری! . . . . ہائے چلا گیا! (غش کھا کر گر پڑتی ہے، بچہ گود میں ہے، باہر طوفان کی شدت اور بڑھ جاتی ہے)

چوتھا نظارہ

(رسم بپتسمہ، عزیزہ اور مہمان، فادر بنجامین، منہ بولا باپ اور ماں، دایہ جس کی گود میں بچہ ہے، بیمار بیوی ایک جانب کوچ پر بیٹھی ہوئی ہے، عزیزہ اور مہماں پس پشت کھڑے ہیں، اُن کے پیچھے ایک خادم کھڑا ہے)

پہلا مہمان :- وہ بھی آوارہ ہیں، تعجب ہے کہ وہ شخص اس وقت موجود نہیں ہے۔ نہ معلوم کہاں چلا گیا۔

دوسرا مہمان :- کہیں دیر ہوگئی یا شاعری کی دھن میں بھول گیا۔

پہلا مہمان :- زچہ کیسی زرد اور تھکی ہوئی معلوم ہوتی ہے گویا سوئی نہیں، نہ منھ سے بولتی ہے نہ مہمانوں کا خیر مقدم کرتی ہے۔

تیسرا مہمان :- یہ بپتسمہ مجھے ایک جلسۂ رقص یاد دلاتا ہے جس میں میں شریک تھا، میزبان اُسی دن قمار بازی میں اپنی تمام دولت ہار کر بالکل دیوالیا ہوگیا تھا، تاہم اپنے مہمانوں سے بکمال خلق و تواضع پیش آیا گو چہرہ سے آثار حزن و یاس نمایاں تھے۔

چوتھا مہمان :- میں اپنی خوبصورت شہزادی کو چھوڑ کر اس اُمید پر آیا تھا کہ انواع و اقسام کے لذیذ کھانے ملیں گے، خوب چہلیں ہوں گی، مگر یہاں تو وہی کچھ رنگ ہے جیسا کہ مقدس کتاب میں درج ہے "رونا پیٹنا اور دانت پیسنا!"

فادر بنجامین :- جارج اسٹینلا! میں تجھ پر صلیب کا نشان بناتا ہوں، کیا تو مقدس بپتسمہ قبول کرتا ہے؟

منھ بولے ماں اور باپ :- ہاں قبول کرتا ہوں۔

ایک عزیز :- دیکھو! دیکھو! کاؤنٹس بیدار ہوئی، اُس کی آنکھیں کیسی چمک رہی ہیں اور پھٹی پھٹی ہیں، دیوانہ وار اُٹھی اور اس طرح چلتی ہے جیسے کوئی خواب میں چلے، آہستہ آہستہ پادری کی طرف بڑھتی ہے . . . .

دوسرا عزیز :- او! بچے کی طرف ہاتھ پھیلائے، نہ جانے کیا بڑبڑا رہی ہے، بیچاری کیسی زرد اور ناتوان ہے! وہ لڑکھڑائی! کوئی سنبھالے، نہیں تو گرتی ہے!

فادر بنجامین :- جارج اسٹینلا! کیا تو دل سے شیطان اور اُس کے تکبر سے بیزار ہے؟

منھ بولے ماں اور باپ :- ہاں میں اُن کو رد کرتا ہوں۔

پہلا عزیز :- کاؤنٹس کچھ کہنا چاہتی ہے، اُس کے سفید ہونٹ اینٹھتے بڑ رہے ہیں . . .
اُس کی پتلیاں الٹی جاتی ہیں . . . . . خاموش رہو! سنو کیا کہتی ہے!

کاؤنٹس :- میرے خوبصورت جارج تیرا باپ کہاں ہے (آہستہ سے بچّے کے سر پر ہاتھ رکھتی ہے)

فادر بنجامین :- میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اس مقدس رسم میں خلل نہ ڈالئے۔

کاؤنٹس :- جارج میں تجھے برکت دیتی ہوں، تو شاعر ہو تا کہ تیرے باپ کی محبت تجھ سے وابستہ رہے، تجھ کو چھوڑ کر چلا نہ جائے اور تیرا خیال اپنے ملعون دل سے نہ نکالے۔

منھ بولی ماں :- مریم! اپنی طبیعت کو سنبھالو، تم پادری کے خیالات پراگندہ کر دو گی۔

کاؤنٹس :- جارج شاعر ہو تا کہ اپنے باپ کی محبت کا مستحق ثابت ہو، شاید اُس وقت وہ واپس آئے اور تیری ماں کی خطا معاف کر دے۔

فادر بنجامین :- آپ ادائے رسم میں حارج ہوتی ہیں، یہ مذہب کی توہین ہے۔

کاؤنٹس :- جارج میں تجھے کوسوں گی اگر شاعر نہ ہوا۔ (غش کھا کر گر پڑتی ہے، نوکر اُٹھا لے جاتے ہیں)

مہمان (آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کرتے ہیں) :- یہ کیا ہوا! عجب حیرت ناک واقعہ ہے ہمیں اس مکان سے فوراً چلا جانا چاہئے!

(اس دوران میں سارا رسم بپتسمہ ختم ہوتی ہے اور روتا ہوا بچّہ جھولے میں لٹا دیا جاتا ہے)

منھ بولا باپ (گہوارہ کے پاس کھڑے ہو کر) :- جارج اسٹینلا! تم احاطۂ عیسائیت کے حلقے میں داخل اور سوسائٹی کی ایک فرد ہو گئے۔ آنے والے زمانے میں والدین کی تربیت

اور خدا کی مدد سے شہر کے رُکن ہو گئے، مدبّر یا مجسٹریٹ۔ یاد رکھو کہ اپنے وطن سے محبت ضروری ہے اور اپنے ملک کے لئے جان فدا کرنے میں بڑی شان اور عزت ہے۔

پانچواں نظارہ

(ایک مسحور کرنے والا منظر، پہاڑیاں اور جنگل، فاصلے پر اونچے پہاڑ)

کاؤنٹ ہنری:۔ شکر ہے کہ جس کی ایک مدت سے آرزو تھی، جس کی تلاش میں کب سے سرگرداں تھا، جس کے لئے کیا کیا دُعائیں مانگیں وہ قریب قریب میرے دسترس میں ہے، میں نے انسانوں کی دُنیا کو بہت پیچھے چھوڑ دیا، انسانی چیونٹیاں اپنے ٹیلوں پر جمع ہوں اور شکار کی جدوجہد کریں اور جب صید نکل جائے تو رنج وغضب کی آگ میں فنا ہوں، مجھے کوئی سروکار نہیں میں تنہا ہوں اور اب اُن کے ساتھ پیٹ کے بل نہ رینگوں گا!

سایہ (ظاہر ہو کر غائب ہو جاتا ہے):۔ آ! اس طرف آ!

چھٹا نظارہ

(پہاڑ اور ناہموار چٹان، چوٹیاں، گھاٹیاں، نیچے غضبناک سمندر، بادل، ہوا، طوفان)

کاؤنٹ ہنری:۔ لیکن میری محبوبہ کہاں ہے؟ وہ نظر نہیں آتی، صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں، بھینی بھینی خوشبوئیں، طائروں کے چہچہے سب یکایک بند ہو گئے، باد تند کے جھونکے کیسے دفعتاً آتے ہیں! آسمان کس قدر تاریک ہے! ان پہاڑوں کا کوئی نام بھی ہے؟ کیسی دوران سر پیدا کرنے والی سیڑھیاں آسمان تک چلی گئی ہیں! میں سب

سے اونچی پہاڑی پر تنہا کھڑا ہوں! میرے گرد کیسی ویران و پُر وحشت دنیا ہے! ہوائے سرد اس درّے میں کیسی چیختی چنگھاڑتی ہے! پناہ بخدا! کیسے کیسے گہرے غار اژدہوں کی طرح میرے پاؤں کے پاس منہ کھولے ہوئے ہیں!

سایہ (دور سے آواز دیتا ہے):- میرے بہترین محبوب! آ! میرے پاس پہنچ جا!

کاؤنٹ ہنری:- پیاری تو کہاں ہے؟ فقط آواز دور سے سُنائی دیتی ہے۔ پہاڑ کی سب سے بلند چوٹی آ گئی، معلوم ہوتا ہے کہ ہوا میں مُعلق ہوں، اس قعر کو جو سامنے ہے کیونکر پھاند کر تجھ تک پہنچوں؟

ایک آواز (قریب سے سُنائی دیتی ہے):- تیرے بال و پر کہاں ہیں؟

کاؤنٹ ہنری:- او خبیث روح کیوں میری ہنسی اُڑاتی ہے، تجھے ٹھوکر پر مارتا ہوں!

دوسری آواز:- کیا؟ روح؟ تیری عظیم و لافانی روح جو ایک جست میں آسمان تک پہنچنا چاہتی تھی ایک کُنڈ سے عبور کرنے میں کانپتی ہے! وہ بدنصیب، لرزاں و ترساں تیرے پاؤں پڑتی اور تجھے روکتی ہے! اے بہادر روح جو نامحدود سے گزرنا چاہتی تھی اس کرۂ خاک کے ایک چقر کے سامنے تھرّا رہی ہے! واہ ری نڈر روح! واہ رے مردانہ دل! خوف تجھ پر فتحیاب ہوا!

کاؤنٹ ہنری:- ظاہر اور متشکل ہو کہ میں تجھ سے مقابلہ کروں۔ مجھے دو ہرا کر دے، بند بند جدا کر، کچل، روند، اگر مجھ سے بُزدلی کا اظہار ہو تو ابدالآباد تک اُس سے محروم رہوں جس کا شیدا ہوں!

سایہ (قعر کے دوسرے کنارے سے):- ادھر آ! میرا ہاتھ پکڑ لے اور اس قعر سے گزر جا!

کاؤنٹ ہنری:- آہ! تجھ میں کیسا فوری اور وحشیانہ تغیر پیدا ہوا! پھول کنپٹیوں سے علٰحدہ

ہو کر زمین پر گرے اور گرتے ہی کیڑے بن گئے! چھپکلیوں کی طرح دوڑتے، سانپ کی طرح رینگتے اور پھنکاریں مارتے ہیں!

سایہ :- تعجیل کر! میرے محبوب!

کاؤنٹ ہنری :- اُف! ہوا نے تیرا نورانی ملبوس پارہ پارہ کر دیا، اب جسم سے کثیف دھجیاں لٹک رہی ہیں!

سایہ :- آہ، ہچکچاتا کیوں ہے؟

کاؤنٹ ہنری :- اُف! تیرے گیلے بالوں سے پانی اُبل رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تیرا برہنہ سینہ ہڈیوں کا ڈھانچا بن گیا!

سایہ :- آہ، تو نے قسم کھائی ہے کہ ہمیشہ میرا تابع رہے گا۔

کاؤنٹ ہنری :- ہیبت! نفرت! بجلی نے تیری آنکھوں کا نور جلا دیا!

ارواح خبیثہ (مل کر گاتی ہیں) :- عفریت دیرینہ تیرا کام ختم ہوا، جہنم کو واپس جا! تو نے ایک مقتدر روح کو بہکا کر تباہ کیا، وہ روح جس کا ہر شخص ثنا خواں تھا، جسے خود اپنی عظمت پر ناز تھا، اے ویران روح! اپنی محبوبہ کے ساتھ آوارہ پھر!

کاؤنٹ ہنری :- اے خدا کیا تو مجھے اس وجہ سے مردود ٹھہرائے گا کہ میرا نصب العین تیرے جمال کا پرتو اور دنیا کی تمام حسین چیزوں سے بلند تر تھا اور میں اُس کی پرداخت میں منہمک رہا، اُس کے لئے مصائب جھیلے یہاں تک کہ شیاطین مجھ پر استہزا کرتے ہیں، اے خدا! کیا تو بھی میرے خلاف فیصلہ کرے گا؟

ایک خبیث روح :- سنو بھائیو، سنو!

کاؤنٹ ہنری :- میرا آخری لمحہ آ گیا۔ ہوا کے تند جھونکے، بادلوں کو اڑائے لئے جاتے اور

طوفان خیز سمندر ہمیں ڈبوئے دیتے ہیں۔ تیز رفتار موجیں بلند ہو رہی ہیں اور بہت جلد مجھ تک پہنچ جائیں گی، زمین اُبھرتی اور اُبھر کر دھنستی ہے، نادیدہ قوتیں چٹانوں سے ٹکرا رہی ہیں، بھوتوں کے غول بگولوں کی شکل میں میرے شانوں پر سوار ہو کر مجھے پہاڑی کے کنارے کی طرف دھکیل رہے ہیں . . . .

خبیث روحیں :- ہاہا ہو! بغلیں بجاؤ، وہ آ رہا ہے۔

کاؤنٹ ہنری :- مقاومت بے سود ہے، مدافعت لاحاصل، گرداب کا مستانہ رقص مجھے بیخود کیے دیتا ہے اور اپنی طرف کھینچتا ہے، سر گھوم رہا ہے اور مہلک غوطہ کھانے کو بے اختیار دل چاہتا ہے . . . . اے خدا! دشمن ظفریاب ہوا۔

فرشتۂ محافظ (سمندر پر ہوا میں اُڑتا ہوا ظاہر ہوتا ہے) :- یا الٰہا! ان اضطراب زدہ موجوں کو سکون اور طوفانی سمندر کو قرار دے۔ (کاؤنٹ ہنری سے)

اسی وقت بپتسمہ کا پانی تیرے معصوم بچے کے سر پر ڈالا جا رہا ہے . . . . اے شوہر اُس گھر کو واپس جا جسے خیرباد کہہ چکا، اے صاحب اولاد! اُس فرزند کی خبر لے جس کو چھوڑ دیا، آئندہ اُس کی محبت سے دست کش نہ ہونا اور گناہ نہ کرنا۔

ساتواں نظارہ

(محل کا وہ کمرہ جس میں پیانو رکھا ہے، کاؤنٹ ہنری داخل ہوتا ہے، کچھ ملازم ہمراہ ہیں، کچھ روشنی لاتے ہیں)

کاؤنٹ ہنری :- تمہاری بیگم کہاں ہیں؟

ملازم :- خداوند! وہ بیمار ہیں۔

کاؤنٹ ہنری :- اپنے کمرے میں تو نہیں ہیں۔

ملازم :- یہاں نہیں ہیں۔

کاؤنٹ ہنری :- یہاں نہیں ہیں! مکان سے چلی گئیں؟ کب؟

ملازم :- وہ گئیں نہیں بلکہ لوگ لے گئے۔

کاؤنٹ ہنری :- گئیں نہیں! لوگ لے گئے! کون لے گیا؟ کہاں لے گیا؟ فوراً جواب دے۔

ملازم (خوف سے پیچھے ہٹ کر) :- ڈاکٹر آیا اور پاگل خانے لے گیا!

کاؤنٹ ہنری :- یہ سچ نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایسا ہولناک حادثہ! مریم! تم شاید مجھے ستانے کو چھپ گئی ہو، شاید مجھے سزا دیتی ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیا اس نے کہا "دیوانی؟" (چلّا کر) مریم بوبو!

مریم بوبو! مریم! میری مریم! آؤ، مجھے تکلیف ہو رہی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرے پاس آؤ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہیں وہ یہاں نہیں ہے ورنہ ضرور جواب دیتی (پکارتا ہے) جیکب، جیکب، کیتھرین! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہاں کوئی نہیں، گھر بھر گونگا، بہرا اور ویران ہے، کیا یہ حقیقت ہے؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

میں ایک مکھی کو نقصان نہیں پہنچاتا لیکن اُس دل کو جس نے میرا اعتبار کیا، اُس بے گناہ مخلوق کو جس سے محبت کی قسم کھائی تھی اور ہر آفت سے بچانے کا عہد کیا تھا دوزخ میں ڈھکیل دیا۔ افسوس! میری سانس جسے چھو جاتی ہے وہ برباد ہو جاتا ہے انجام کار یہ مجھے بھی فنا کر دے گی، کیا میں دوزخ سے اسی لئے بچ نکلا کہ چند گھنٹوں کے واسطے اس دنیا میں اُس کی سوزاں تمثال بن جاؤں؟

نہ جانے اُس عفت مآب کا سر کیسے تکیئے پر ہوگا؟ کیسی کیسی چیخیں اور عجیب الفاظ اُس کے کانوں کے سہمے ہوئے پردوں کو مجروح کر رہے ہوں گے، دیوانوں

کی بھی صدائیں اور ڈکاریں اُن کی کوٹھریوں سے بلند ہو رہی ہوں گی، اُن کی زنجیروں کا غل، اُن کے مصائب، اُن کے ناسزا کلمات کفر اُس کے دماغ پر تازیانے کا کام کرتے ہونگے۔

مریم! یہ مکان ہے جو میں نے تیرے واسطے مہیا کیا! میں تجھے وہاں دیکھ رہا ہوں تیری متین اور پاک پیشانی پر شکنیں پڑ گئی ہیں اور سر پکڑے ہوئے بیٹھی ہے۔

آہ! تو شدّت الم سے پاگل ہو گئی۔

ایک آواز:۔ اے شاعر تو ایک ڈراما تصنیف کر رہا ہے!

کاؤنٹ ہنری:۔ ہا! میرا جن پھر مجھ سے ہم کلام ہوا! (دروازے کی طرف دوڑ کر جاتا اور کھولتا ہے) جیکب میرا عربی گھوڑا لاؤ تعجیل کرو! تعجیل کرو! چوغہ اور پستول بھی۔

آٹھواں نظارہ

(کوہستانی خطہ ملک، دیوانوں کے رہنے کا مکان جس کے گرد باغ ہے، ڈاکٹر کی بیوی جس کے ہاتھ میں کنجیوں کا بھاری گچھا ہے ایک سلاخدار دروازہ کھولتی ہے، کاؤنٹ ہنری اُس کے ہمراہ برآمدے میں داخل ہوتا ہے)

ڈاکٹر کی بیوی:۔ شاید آپ کاؤنٹس کے عزیز ہیں؟

کاؤنٹ ہنری:۔ میں اُس کے شوہر کا دوست ہوں اور اُسی نے بھیجا ہے۔

ڈاکٹر کی بیوی:۔ اُس کے اچھے ہونے کی بہت کم اُمید ہے، افسوس آپ ایسے وقت آئے کہ میرا شوہر موجود نہیں ورنہ آپ کو مریضہ کا پورا حال بتاتا، وہ اس مکان میں سخت دوروں کی حالت میں لائی گئی (چہرے سے پسینا پونچھ کر) کیسی گرمی ہے! ہمارے یہاں متعدد مریض ہیں لیکن ایسا بیمار کوئی نہیں جیسی وہ ہے، ہم نے اس جگہ کی قیمت

دولا کھ فلورن ادا کی، آب و ہوا اچھی اور پہاڑوں کا منظر دلکش ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیا آپ کو
کاؤنٹس سے ملاقات کی جلدی ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رات میں ڈاکو آئے اور کاؤنٹ
کو گرفتار کر لے گئے، بعض کا قول ہے کہ ایک عورت کے ساتھ چلا گیا اور۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور
اسی وجہ سے کاؤنٹس دیوانی ہو گئی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیا آپ کو بہت جلدی ہے؟

(ایک اوذ نی دروازے کا قفل کھولتی ہے، ایک کمرہ جس میں سلاخ دار کھڑکی لگی ہوئی ہے
نظر آتا ہے، کاؤنٹس ایک پست کوچ پر بیٹھی ہوئی ہے)
براہ مہربانی آپ یہیں انتظار کیجئے۔

کاؤنٹ ہنری (کمرے میں داخل ہو کر):۔ تم جاؤ میں اُس سے تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔
ڈاکٹر کی بیوی :۔ میرا شوہر ناراض ہو گا، مجھے یہاں موجود رہنا چاہیے۔
کاؤنٹ ہنری (دروازہ بند کر دیتا ہے):۔ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ چلی جاؤ، میں اُس سے تنہائی
میں:۔ ملنا چاہتا ہوں۔

(چھت کے اُوپر سے آواز آتی ہے):۔ تم نے خدا کو پابزنجیر کیا ہے! ایک خدا کو صلیب پر چڑھایا،
میں دوسرا خدا ہوں، مجھے جلاد کے حوالے کیا۔
(فرش کے نیچے سے آواز آتی ہے):۔ بادشاہوں اور امیروں کو سولی دیدو، صرف میرے تو
سل سے خلقت آزاد ہو گی۔
(دہنی طرف سے آواز آتی ہے):۔ بادشاہ کے سامنے سر جھکاؤ، اپنے مالک، اپنے خداوند کے
سامنے، اپنے جائز ولی نعمت کے آگے گھٹنے ٹیکو۔
(بائیں جانب سے صدا آتی ہے):۔ ایک دُمدار ستارہ شعلہ بار، فضائے چرخ طے کر رہا ہے،
وہ صور قیامت پھونکا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یوم الغیظ آگیا!

کاؤنٹ ہنری :- مریم ادھر دیکھو، پیاری مجھے پہچانتی ہو؟

کاؤنٹس :- کیا میں نے تم سے وفاداری کا عہد نہیں کیا جب تک موت ہم دونوں کو جدا نہ کر دے؟

کاؤنٹ ہنری :- مجھے اپنا ہاتھ دو، اُٹھو! اُٹھو! یہاں سے چلو!

کاؤنٹس :- اچھا! لیکن مجھ سے کھڑا نہیں ہوا جاتا، رُوح نے تمام جسم سے کنارہ کیا، صرف دماغ میں جوش کھا رہی ہے۔

کاؤنٹ ہنری :- سواری موجود ہے، بس چند قدم چلنا ہوگا، میں تمہیں گود میں اُٹھا لوں گا۔

کاؤنٹس :- ذرا دیر میں تمہاری خدمت کے قابل ہو جاؤں گی۔

کاؤنٹ ہنری :- میں نہیں سمجھا۔

کاؤنٹس :- میں نے تین دن اور تین رات متواتر دُعا مانگی، آخر میرے خدا نے میری سُن لی!

کاؤنٹ ہنری :- کیونکر معلوم ہوا کہ دُعا قبول ہوئی؟

کاؤنٹس :- جب تمہیں کھو بیٹھی تو میری حالت میں ایک تغیر پیدا ہوا۔ میں نے اللہ کو پکارا! اور برابر دُعا مانگی، چھاتی کوٹی، سینے میں ایک متبرک شمع روشن کی، چھوٹی چھری اور چلائی کہ "اے میرے معبود مجھ پر الہام نازل کر تاکہ میرے اندر شاعری کا شعلہ فروزاں ہو!" بس تیسرے دن شاعرہ تھی!

کاؤنٹ ہنری : مریم!

کاؤنٹس :- ہنری مجھے پورا یقین ہے کہ اب تم اپنی مریم سے نفرت نہ کرو گے اور دونوں وقت ملتے اکیلا چھوڑ کر نہ چلے جایا کرو گے کیونکہ وہ شاعرہ ہے۔

کاؤنٹ :- میں تم کو کسی وقت اکیلا نہ چھوڑوں گا نہ دن کو نہ رات کو۔

کاؤنٹس :- تم دیکھو گے کہ قوت شاعری میں تمہاری ہم پلہ ہو جاؤں گی اور تمہارے شعروں کی

ٹکر کے شعر کہوں گی، ہر شئے کی حقیقت سمجھنے لگی ہوں، مجھے الہام ہوتا ہے اور اس کا جوہر الفاظ اور نغمہائے نغز میں ضیا بار ہوتا ہے، میرے گیتوں میں سمندروں، ستاروں، بادلوں، لڑائیوں، اور آسمانوں کا ذکر ہوتا ہے . . . . . . ہاں سمندروں اور ستاروں اور آسمانوں اور بادلوں کا . . . . . . مگر لڑائیاں؟ نہیں، میں نے کوئی لڑائی نہیں دیکھی، میرے منہ سے ایسی بات نکلی جس کا مجھے علم نہ تھا[۵۸]، ہنری! مجھے ایک دفعہ اپنے ساتھ میدان جنگ میں لے چلو تاکہ آدمیوں کو دم توڑتے دیکھوں اور اُس منظر کی الفاظ میں تصویر کھینچوں . . . . . . شبنم، ماہتاب، لاشیں، سیاہ کلغیاں، مُردوں کے صندوق، تلواریں، کفن، خون، تابوت، جنازوں کے جلوس، ان سب کے گیت گاؤں گی . . . . . . فضائے نامحدود میرے گرد بساط آرا ہو گی، حسن کو قریب و دور تلاش کرنے میں بلند ترین ستارے تک ہوا کو چیرتی ہوئی تیزی سے اُڑوں گی، عقاب کی طرح اونچی ہوتی جاؤں گی، قرونِ ماضی پیچھے چھوٹ جائیں گے، تاریکی تہ بہ تہ بے ترتیب ہنگامہ مجھے گھیرے ہوں گے جن کے دھندلکے میں سبک پرواز ہوں گی، ناتمامی قصروں سے، اس دنیا سے بھی زیادہ سیاہ دُنیاؤں سے گزرتی رہوں گی یہاں تک کہ ظلمت و لاشئے کی عمیق و نامحدود گہرائیوں میں غرق ہو جاؤں گی۔

کاؤنٹ ہنری:- یہ کیا کہہ رہی ہے؟

کاؤنٹس (گلے میں باہیں ڈال کر):- ہنری اب میں بہت خوش ہوں!

(فرش کے نیچے سے آواز آتی ہے) مشعل آفتاب گل ہو رہی ہے، ستارے اپنے محور سے الگ ہو گئے اور مجنونانہ طریقے سے ظلمت شب میں فراٹے بھر رہے ہیں، ویل! ویل!

کاؤنٹ ہنری:- یوم الحساب میرے سر پہ ہے!

۵۸ الہام کی مکمل تعریف ہے۔ اثر

کاؤنٹس :- پیارے اُداس کیوں ہو؟ میرا دل کڑھتا ہے، اب کس چیز کی کمی ہے.....
مجھے ایک راز معلوم ہے جس کو سُن کر بہت خوش ہو گے۔

کاؤنٹ ہنری :- وہ کیا؟ جو تمہاری خوشی ہو گی وہی ہو گا۔

کاؤنٹس :- تمہارا لڑکا بھی شاعر ہو گا!

کاؤنٹ ہنری :- مریم! مریم!

کاؤنٹس :- جب پادری نے بپتسمہ دیا اور تم نے جو نام تجویز کیا تھا رکھا یعنی جارج اسٹینلا تو میں اُس کی طرف دوڑی اور اپنی جان و روح سے اُس کو برکت دی، میں نے خدا سے دُعائیں مانگ کر یہ تحفہ حاصل کیا ہے...... میں نے یہ بھی کہا کہ جارج تجھے بد دُعا دوں گی اگر شاعر نہ ہوا۔ ہنری میں تم سے کس قدر محبت کرتی ہوں!

(چھت کے اوپر سے آواز آتی ہے) :- پروردگار! وہ قابلِ عفو ہیں، وہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں۔

کاؤنٹس :- سنو! کیا تم نے سُنا؟ یہ شخص یقیناً فاتر العقل ہے۔ کیا یہ بڑی حیرت کی بات نہیں کہ لوگ دیوانے ہو جائیں؟

کاؤنٹ ہنری :- بے شک حیرتناک امر ہے۔

کاؤنٹس :- وہ نہیں جانتا کہ کیا بک رہا ہے لیکن میں تمہیں بتا سکتی ہوں کہ اگر خدا دیوانہ ہو جائے تو کیا ہو۔ دنیائیں فضائے بسیط میں اپنا اپنا راستہ بھول جائیں گی اور اوپر چڑھتی چلی جائیں گی پھر نیچے اتریں گی اور آپس میں ٹکرائیں گی، ذلیل سے ذلیل شخص، حقیر سے حقیر کیڑا بھی خدائی کا دعویٰ کرے گا، پھر سب فنا ہو جائیں گے اور ان کی لاشیں سڑیں گی، دُمدار ستارے اور آفتاب سب بجھ جائیں گے، مسیح بھی ہماری حفاظت نہ کریں گے

. . . . اپنے خون آلود ہاتھوں کو بڑی بڑی کیلوں سے جو اُن میں پیوست ہیں نوچ لیں گے اور اپنی صلیب کو بے پایاں تاریکی میں پھینک دیں گے، اُسی کے ساتھ بے شمار ارواح کی اُمیدوں کا خاتمہ ہو جائے گا . . . .

دیکھو! دیکھو! صلیب ستاروں سے ٹکراتی، اُچھلتی، کودتی، جھل جھل کرتی گری اور گر کر پاش پاش ہو گئی، اُس کے برباد شدہ ٹکڑے ہر طرف بکھرے اور وہ خاک اڑی کہ سنسار پر اندھیرا چھا گیا . . . . صرف حضرت مریم مشغول دُعا ہیں جو ستارے ان کے تابع تھے اب تک اپنے عہد پر قائم ہیں لیکن تمام ڈھانے والی دُنیاؤں کے ساتھ ان کا تباہ ہونا بھی لازم ہے . . . . مسیح نے اپنی صلیب پھینک دی اور خدا دیوانہ ہے!

کاؤنٹ ہنری :- مریم کیا تمہیں اپنے بچے کو دیکھنے کی بھی چونپ نہیں؟ چلو، گھر چلو!

کاؤنٹس :- وہ وہاں نہیں ہے، میں نے اُس کے پر لگا کر تمام عالم کی سیر کو روانہ کر دیا ہے تاکہ ہر خوفناک اور رفیع اور عظیم چیز کا سراغ لگائے، میں نے اُس کو سمندروں اور بادلوں میں غوطہ . . . . . . ایک نہ ایک دن واپس آکر تمہارا دل خوش کرے گا . . . . . اُف!

کاؤنٹ ہنری :- مریم تمہیں کیا تکلیف ہے؟

کاؤنٹس :- کسی نے میرے دماغ میں ایک لیمپ لٹکا دیا ہے، وہ ہلتا اور لپ لپ کرتا ہے، میرے حواس ٹھکانے نہیں ہیں، اُف! اُف!

کاؤنٹ ہنری :- میری جان! اپنے دل کو سنبھالو۔

کاؤنٹس :- کوئی شاعر ہو کر زیادہ عرصے تک زندہ نہیں رہ سکتا (غش آ جاتا ہے)

کاؤنٹ ہنری :- مدد! مدد! ڈاکٹر کو جلد بھیجو!

(بہت سی عورتیں داخل ہوتی ہیں جن میں ڈاکٹر کی بیوی بھی ہے)

ڈاکٹر کی بیوی :- گولیاں ! سفوف ! افسوس کوئی دوا حلق سے نہیں اُترتی - مارگریٹ ! دوڑ دیکھ
ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں (کاؤنٹ سے) یہ آپ کا قصور ہے ، آپ نے اُس کی حالت
اور زیادہ خراب کر دی ، میرا شوہر مجھ پر بہت خفا ہو گا -

کاؤنٹس :- ہنری ! خدا حافظ !

ڈاکٹر کی بیوی :- تو آپ ہی کاؤنٹ ہیں ؟

کاؤنٹ ہنری :- مریم ! مریم ! (آغوش میں لے کر بار بار بوسے لیتا ہے)

کاؤنٹس :- پیارے میں اچھی ہوں ، دم تیرے سینے پر نکل . . . . . تا (منکا ڈھل جاتا ہے)

ڈاکٹر کی بیوی :- چہرہ تمتمایا ہوا ہے ، خون کا دوران سر کی طرف ہے -

کاؤنٹ ہنری :- کوئی اندیشہ نہیں ، کچھ نہ ہو گا . . . .

ڈاکٹر (کوچ کے پاس آ کر کھڑا ہوتا ہے) :- آپ نے سچ کہا ، اُس میں کچھ نہیں رہا ، روح پرواز
کر گئی ، مصیبتوں کا خاتمہ ہو گیا !

تیسرا وقفہ

مرکب خاک و آتش (از فاؤسٹ گیٹے)

بچے ! تو اپنے کھلونوں سے کیوں نہیں کھیلتا ؟ کیوں بید کا گھوڑا بنا کر سرپٹ نہیں دوڑتا ؟
چمکیلے پروں کی تتلیاں کیوں نہیں پکڑتا ؟ اُن کی آخری ضیا کا مشاہدہ کیوں نہیں کرتا ؟
گھاس پر کیوں نہیں اُچھلتا ، کودتا اور قلابازیاں کھاتا ؟ تنکے پانی کیوں نہیں چراتا ؟
سیب کے درختوں کو کیوں نہیں لوٹتا ؟ حروف تہجی کو آنسوؤں سے تر کیوں نہیں

کرتا! اے خرگوشوں، کتوں، شہد کی مکھیوں، پروانوں، پھولوں، گولیوں، کنکوؤں اور لٹوؤں کے بادشاہ! چڑیوں اور گٹھ پتلیوں کے شاہی مربی! اے بے گناہ شرارتوں کے مجرم! اپنی سلطنت سے کیوں دست بردار ہوا؟ شاعر کے فرزند! اس قدر غمگین کیوں ہے؟ تو اس بھیس میں بالکل فرشتہ معلوم ہوتا ہے، تیری نیلگوں آنکھوں میں کیا معنی پنہاں ہیں، وہ زمین کی طرف کیوں جھکی رہتی ہیں؟ کیا سرنگوں پلکیں بار رہیں؟ ان سے اس قدر حسرت کیوں ٹپکتی ہے حالانکہ گنتی کے موسم ہائے بہار اور ان کے اودے اودے پھولوں کا نظارہ کیا ہے، تیرا سر ننھے ننھے سفید ہاتھوں میں لنگر کی طرح کیوں ڈوبا رہتا ہے جس طرح چھوٹے چھوٹے سفید پھول شبنم کے بوجھ سے کچلتے ہیں، پُر اسرار خیالات کا تیری پیشانی پر وزن معلوم ہوتا ہے! مجھے بتا کہ تو کیا دیکھتا، سنتا اور کس سے باتیں کیا کرتا ہے کیونکہ تیرے زرد رخسار دفعتاً دمکنے لگتے ہیں جس طرح گلاب کا پھول سرشار خسار! تو اپنے سنہری بالوں کو جھٹک کر ماتھے سے ہٹاتا اور آسمان کی طرف بغور دیکھتا ہے اُس وقت ہلکی اور متحرک شکنیں کسی نامعلوم تیکلے سے تیری پیشانی پر ایک زندہ جال بنتی ہیں، نیلی رگیں نمایاں ہیں مگر وہ تجھے نظر نہیں آتے جن سے یہ ریشم سا جلد جلد رنگ بدلنے والا کپڑا تیار ہوتا ہے اسی کے ساتھ تیری آنکھوں میں ایک عجیب شعلہ چمکا کرتا ہے جس کا مخزن کوئی دریافت نہیں کر سکتا۔ تیری دایہ پکارتی ہے اور تو نہیں سنتا۔ بے چاری کو خیال ہوتا ہے کہ تو اُس سے محبت نہیں کرتا اور زار زار روتی ہے۔ تیرے رشتے کے بھائی اور دوست آواز دیتے ہیں مگر تو جواب نہیں دیتا انہیں شک ہوتا ہے کہ تو عمداً متوجہ نہیں ہوتا۔ تیرا باپ تجھ سے کچھ نہیں کہتا مگر خاموشی اور افسوس کے ساتھ ٹکٹکی باندھے تیری صورت دیکھا کرتا ہے۔ اُس کی آنکھیں ڈبڈباتی اور پپوٹے بھر بھرا جاتے ہیں مگر آنسو نہیں ٹپکتے، شاید اُلٹے

بھکر اُس کے دل پر گرتے ہیں۔

ڈاکٹر تیری نبض دیکھ کر اعصابی کمزوری تجویز کرتا ہے، تیرا ضعیف منھ بولا باپ تیرے لئے مٹھائی لاتا اور پیٹھ ٹھونک کر کہتا ہے کہ جارج تو اپنے ملک کا نامور مدبر ہوگا پروفیسر تیرے گھونگر والے بالوں میں اُنگلیاں دوڑا کر کہتا ہے کہ تجھ میں سائنس کی استعداد ہے، فقیر جس کی طرف سے تو کبھی نہیں گزرا اگر کچھ نہ کچھ بطور خیرات ضرور دیا تیری خاطر خوبصورت بیوی اور بہشتی تاج کی پیشین گوئی کرتا ہے۔ لنگڑا سپاہی تجھے ہوا میں اچھال کر کہتا ہے کہ تو فوج کا جنرل ہوگا۔ خانہ بدوش کاہن تیرے چہرے کو غور سے دیکھتا اور تیرے نازک ہاتھوں کی لکیروں سے تیرا مستقبل دریافت کرنا چاہتا ہے مگر بے سود! آخر حسرت بھری نگاہوں سے تیری طرف مُڑ مُڑ کر دیکھتا اور ٹھنڈی سانسیں بھرتا ہوا چلا جاتا ہے، جو سونے کا سکہ تو اُسے دیتا ہے قبول نہیں کرتا۔ مقناطیسی قوت کے ماہر نے تیرے آفتاب کے مانند درخشاں بالوں اور چہرہ پر ہاتھ پھیرا، تو نے اُس کی طرف حیرت سے دیکھا، وہ خوف زدہ ہو کر ٹھہر گیا کیونکہ ایسا محسوس ہوا کہ بجائے تیرے وہ معمول ہے اور سویا جاتا ہے۔

فادر بنجامین تیاریاں کر رہے تھے کہ تو اُن کے سامنے اپنی خطاؤں اور لغزشوں کا اعتراف کرے۔ اُن کا کیا حال ہوا؟ بے اختیار دل چاہتا تھا کہ تیرے آگے سرِ نیاز جھکائیں گویا تو کوئی مقدس مجسمہ ہے۔

ایک مرتبہ کسی مصور نے دیکھ لیا جب تو غصے میں اپنے ننھے ننھے پاؤں فرش پر پٹک رہا تھا۔ اُس نے روزِ جزا کی تصویر میں تجھے اُس کمسن فرشتے کی جگہ دی جو منحرف ہوگیا تھا۔

تو بہت جلد بڑھ رہا ہے اور ہر گھڑی تیری دلربائیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ تیری خوبصورتی بچوں کی گلاب اور برف کی آمیختہ خوبصورتی نہیں ہے بلکہ بدیع و نُدرۂ رمز خیالات کا وہ روحانی حسن ہے جو نادیدہ دنیاؤں سے ودیعت ہوا ہے۔ تیرے رخسار زرد ہیں، آنکھوں سے افسردگی ٹپکتی ہے، پلکیں زمین کی طرف گڑی رہتی ہیں، سینہ تنگ ہے، تاہم جو تجھے دیکھتا ہے پاگل ہو جاتا ہے اور فرطِ حیرت سے کہتا ہے :-

"کس قدر حسین ہے یہ بچہ! فرشتہ معلوم ہوتا ہے!"

اگر کسی پھول میں جو مرجھا چلا ہو قدرت اپنی سانس اور نورانی روحانیت پھونک دے اور اُس کی ہر سرنگوں پنکھڑی سے قطراتِ شبنم کی جگہ فرشتوں کے خیالات آویزاں کرے تو اے بچے ایسا پھول تجھ سے بہت مشابہ ہوگا!

شاید بہشت میں قبل زوالِ آدم ایسے ہی شگوفے کھلتے تھے!

پہلا نظارہ

(کاؤنٹ ہنری اور جارج گورستان میں ایک قبر کے پاس بیٹھے ہیں)

کاؤنٹ ہنری :- اے فرزند سر برہنہ ہو جاؤ اور دُعا کرو کہ تمہاری مادر مرحومہ کی روح کو قرار آئے۔

جارج :- مژدۂ انبساط اُس مریم کو جو مجموعۂ حُسن وخلق تھی! مژدۂ انبساط اُس ملکہ کو جو پھولوں کی نکہت اور چشموں کی روانی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کاؤنٹ ہنری :- بیٹا دُعاؤں کے بول بھول گئے اور اپنے دل سے جوڑ رہے ہو؟ جارج اپنی ماں کے لئے دعا مانگو جو آج سے پورے دس برس پہلے عین عالم شباب میں اس دُنیا سے اُٹھ گئی۔

جارج :- مژدۂ انبساط اے خوشخو مریم! تو خدا کے جمال سے معمور ہے اور فرشتے برکت

دیتے ہیں۔ جب تو فضائے چرخ سے خراماں خراماں گزرتی ہے تو اپنے چمکدار بازوؤں سے قوسِ قزح کے ہمرنگ پر نوچ کر تیرے قدموں پر نثار کرتے ہیں تو اس طرح چلتی ہے گویا دوشِ موج پر سوار ہے۔

کاؤنٹ ہنری :- جارج ! جارج !

جارج :- ابّا جان ناراض نہ ہو جیئے یہ خیالات جوش کھا کھا کر میرے دماغ کو صدمہ پہنچاتے ہیں، میں اُن کے اظہار پر مجبور رہوں۔

کاؤنٹ ہنری :- جارج اُٹھو، ایسی دُعائیں درِ قبول تک نہیں پہنچتیں، تمہیں اپنی والدہ یاد نہیں لہٰذا اُن سے محبت بھی نہیں۔

جارج :- ابّا جان، میں اُنہیں اکثر دیکھتا ہوں۔

کاؤنٹ ہنری :- دیکھتے ہو! کہاں؟

جارج :- خواب میں۔ لیکن بالکل خواب میں بھی نہیں بلکہ سونے سے پہلے۔ کل ہی دیکھا تھا۔

کاؤنٹ ہنری :- بیٹا، کیسی باتیں کرتے ہو۔

جارج :- وہ زرد اور لاغر تھیں۔

کاؤنٹ ہنری :- تم سے کیا باتیں کیں؟

جارج :- معلوم ہوتا تھا نامحدود ظلمت میں گامزن ہیں، خود اُن کا رنگ سفید تھا، کل رات کو میرے سامنے گائیں! گیت مجھے یاد ہے، کہیئے تو سُناؤں؟ (گاتا ہے)

دہر میرا فرش پا انداز ہے　　تاثر یا ایک ہی پرواز ہے
سیر بے نظمی و تاریکی رہی　　روشنی کی اور تناسب کی کبھی
غور سے نغمے ملائک کے سُنے　　بول اُن کے یاد رکھے اس لئے

وہ لب و لہجہ سکھاؤں تجھ کو میں — جو سنوں اُن سے سناؤں تجھ کو میں
میں تلاشِ حسن میں سرگشتہ ہوں — تاکہ اے دلدار تجھ کو ہدیہ دوں
ملتی ہیں مجھ کو جہاں روحیں عظیم — عرش کے پائیں، سرِ باغِ نعیم
منتیں کرتی ہوں اُن کی، دو مجھے — رنگ جو قوسِ قزح میں ہیں بھرے
اُن سے کمتر روحوں سے یہ ہے سوال — کس طرح ممکن ہے تجدیدِ مثال
نور و ظلمت کی نقیضیں کھول دو — راز جو پنہاں ہیں اُن میں کھول دو
گیت فردوسِ بریں سے لونگی میں — لال میرے! لاکے تجھ کو دونگی میں
زمزمہ گو اُن میں، زیر و بم بھی ہے — چھوٹ بھی ہے، اودن بھی، مدہم بھی ہے
اور رگانوں سے ہیں تانیں مختلف — تال، سم، سرگم، اٹھانیں مختلف
ہے نیا پھیلاؤ، نیا رکھ رکھاؤ — اور ہی سمبندھ اور ہی کچھ سبھاؤ
چھیڑے جاتے ہیں بقا کے ساز پر — رقص کرتی ہے فضائے نیلوفر
اس لئے ان تحفوں کی ہے جستجو — ہے یہی حسرت یہی ہے آرزو
اے مرے فرزند تو شاعر بنے — بن کے شاعر باپ کا دل موہ لے
جاگزیں دل میں تری اُلفت رہے — بھول کر تجھ سے نہ وہ نفرت کرے

آپ نے دیکھا؟ میری اچھی اماں مجھ سے باتیں کرتی ہیں اور جو کچھ کہتی ہیں مجھے یاد رہتا ہے! ابا جان میں جھوٹ نہیں بولتا۔

کاؤنٹ ہنری (مقبرہ کے ایک ستون کا سہارا لیکر) :- مریم! کیا اپنے حسین فرزند کو فنا کر دے گی اور مجھے اپنی اور اُس کی مفارقت کے صدمہ سے کچل ڈالے گی؟

---

۵ بروزن فعلن عروض کی بحث معاف۔ اثر

میں کیا تک رہا ہوں، وہ بہشت میں ویسی ہی محفوظ و مطمئن ہے جیسی اس دُنیا میں نیک اور پاکدامن تھی۔ میرا غریب جارج خواب دیکھتا ہے۔

جارج :۔ اس وقت بھی ان کی آواز سُن رہا ہوں مگر صورت نہیں دکھائی دیتی۔

کاؤنٹ ہنری :۔ کہاں؟ آواز کس سمت سے آ رہی ہے؟

جارج :۔ اُن صنوبر کے درختوں سے جو آفتاب کی آخری شعاعوں میں چمک رہے ہیں (گاتا ہے)

تری روح کو میں چمکاتی ہوں پیارے / محبت سے طاقت سے موسیقیت سے
وہ طرہ جبیں پہ سجاتی ہوں پیارے / کہ جس میں ہیں سب پھول زینت کے

بصارت اگر تیری ہو جائے زائل / وہ شکلیں نظر تجھ کو آتی رہیں گی
کہ جو عالم قدس میں بھی ہیں شاغل / ترے من کو ہر دم لبھاتی رہیں گی

فرشتوں سے منسوب ہیں آسماں پر / زمیں پر اُنہیں حُسن کہتے ہیں انساں
حفاظت کریں گے تری جان مادر / مصیبت میں ہرگز نہ ہونا پریشاں

مرے پیارے جس دن تو پیدا ہوا تھا / اُسی روز یہ عہد میں نے کیا تھا
ترے باپ کا راز دل پالیا تھا / اُسے جو تھا مدنظر کھل گیا تھا

کسی طرح بیدار ہو روح تیری / یہی تھی میری یہی آرزو تھی
کہ تجھ سے ہوں وابستہ اُمیدیں کی / خموشی میں دل سے یہی گفتگو تھی

بھڑکتا رہے تیری اُلفت کا شعلہ — نہ آئے کبھی فرق تیزی میں اصلا
دل اُس کا ہمیشہ کو ہو جائے تیرا — مرے ننھے شاعر پڑھے تیرا کلمہ

کاونٹ ہنری :- کیا فانی انسانوں کے آخری جذبات بعد مرگ بھی زندہ رہتے ہیں اور اُن کے دائمی وطن میں اُن کو ایذا دیتے ہیں؟ کیا مبارک روحیں بہشت میں بھی آمادۂ سودا رہتی ہیں؟ اور اے خدا اُن کی جگہ تیرے فرشتوں میں ہوتی ہے؟ کیا جنون بھی جزو بقا ہے؟

جارج :- اُس کی آواز بتدریج دھیمی ہوتی جاتی ہے ۔ قبرستان کی دیوار کے پاس ختم ہوگئی، ابا جان اُس جگہ . . . . (کان لگا کر سنتا ہے) پھر وہی الفاظ دُہرا رہی ہیں :-

بھڑکتا رہے تیری اُلفت کا شعلہ — نہ آئے کبھی فرق تیزی میں اصلا
دل اُس کا ہمیشہ کو ہو جائے تیرا — مرے ننھے شاعر پڑھے تیرا کلمہ

کاونٹ ہنری (زانو ٹیک کر) :- اے خدا میرے معصوم بچے پر رحم کر! کیا تو نے غضبناک ہو کر اس کے لئے بھی بیماری و دیوانگی و مرگ بے ہنگام مقدر کی ہے؟ آہ! اُس کو عقل و ہوش سے محروم نہ کر، اُس معبد کو خالی نہ چھوڑ جو تو نے تعمیر کیا ہے، اُس مقدس زیارت گاہ کو جو تیرا ہدیہ تو ہے، میرا اضطراب روحانی دیکھ! اس فرشتے کو شیاطین جہنم کے سپرد نہ کر! میں اپنے واسطے دعا نہیں مانگتا کیونکہ تو نے مجھے جذبات و خیالات کا بار اٹھانے کی طاقت دی ہے، لیکن اُس پر ترس کھا، اُس ضعیف و ناتواں ہستی پر جس کے نازک رشتۂ حیات کو صرف ایک شعاع تخیل قطع کر دے گی - اے خدا! اے میرے خدا! دس برس کی طویل مدت میں مجھے ایک ساعت اطمینان نصیب نہیں ہوا، لوگوں کو میری ظاہری فراغت پر رشک ہوتا ہے، وہ نہیں جانتے کہ عذاب روحانی

گے ڈریرے خونی برف کی طرح میری ہلاکت کے درپے ہیں، تاریک وسوسے، توہمات

آلام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو نے میرے حواسوں کو مالامال مگر دل کو

بے حس کر دیا، پتھر کا بنا دیا، تیری تمام نعمتیں میرے دماغ کے واسطے تھیں، میری

خنک اور منجمد ہونے والی رُوح کے لئے کچھ نہ تھا! اتنی مہلت دے کہ اپنے فرزند کے

ساتھ دل کھول کے محبت کر لوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آج خالق و مخلوق میں معاہدہ

امن ہو جائے (ایستادہ ہوکر)

اے فرزند اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنا اور میرے ساتھ آ۔ تیری ماں

کی روح کو سکون دائمی نصیب ہو!

دوسرا نظارہ

(سیر گاہ عالم، مرد اور عورتیں ٹہل رہی ہیں، ایک فلسفی اور کاؤنٹ ہنری کلا

فلسفی:۔ مجھے کامل یقین ہے اور میرا دل گواہی دیتا ہے لہذا اس امر کے دوبارہ اعلان کرنے

میں کوئی تامل نہیں کہ وہ وقت قریب آگیا جب حبشی اور عورتیں غلامی سے آزاد ہونگی!

کاؤنٹ ہنری:۔ آپ کا خیال درست ہے۔

فلسفی:۔ علاوہ بریں طرز معاشرت میں عمومی اور خصوصی تغیر رونما ہوتے سے میں استنباط کرتا

ہوں کہ قتل و قمع اور اصول قدیمہ کی بربادی کے بعد نسل انسانی بہتر حالت میں نظر

آئے گی۔

کاؤنٹ ہنری:۔ کیا آپ کا ایسا خیال ہے؟

فلسفی:۔ جس طرح ہمارا کرۂ ارض اپنے محور پر لہراتا ہوا گردش کرتا اور کبھی بلند کبھی پست

ہوتا ہے اُسی طرح متواتر انقلابات کے ذریعے سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کاؤنٹ ہنری (بات کاٹ کر) :- کیا آپ اُس کھوکھلے درخت کو دیکھتے ہیں ؟

فلسفی :- وہ جسکی نچلی شاخوں میں نئی کونپلیں پھوٹ رہی ہیں ؟

کاؤنٹ ہنری :- جی ہاں وہی، کیا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اُس درخت کی مدت اب کتنی ہے ؟

فلسفی :- میں کیا جانوں - شاید ایک یا دو سال -

کاؤنٹ ہنری :- اس کی جڑیں خشک ہو گئی ہیں تاہم چند ہری پتیاں نکل آئی ہیں -

فلسفی :- اس سے کیا ثابت ہوتا ہے ؟

کاؤنٹ ہنری :- کچھ نہیں بجز اس کے کہ یہ درخت ضرور گر پڑیگا اور جلا دیا جائیگا کیونکہ اندر سے خالی ہے اور اس قابل نہیں کہ اس کی لکڑی خراد پر چڑھا کر کوئی کارآمد چیز بنائی جائے -

فلسفی :- میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مضمون زیر بحث سے اس کو کیا تعلق ہے -

کاؤنٹ ہنری :- حضور معاف ! یہ درخت آپ کی ، آپ کے مقلدین ، آپ کے معتقدات ، اور اس موجودہ صدی کی مثال ہے !

(دونوں ٹہلتے ہوئے آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں)

تیسرا نظارہ

(پہاڑوں میں ایک درہ ، کاؤنٹ ہنری تنہا ہے)

کاؤنٹ ہنری :- میں نے سالہا سال تھکا نے والی سعی و کاوش کی کہ علم کا آخری مقصد دریافت کروں ، رموز فطرت و دُنیائے جذبات و تخیلات کی عقدہ کشائی کروں اور اسرار قسمت

سمجھوں مگر دل کی گہرائیوں میں قبر کی بے معنی تاریکی کے سوا کچھ نظر نہ آیا، مجھے تمام احساسات انسانی کے نام معلوم ہیں مگر محسوس کچھ نہیں ہوتا۔ میری روح میں اُمید و عقیدت و محبت کی جلوہ گری نہیں، البتہ چند دھندلے شبہات اب تک اس ویرانے میں خاک بسر ہیں، میں جانتا ہوں کہ میرا فرزند بہت جلد نابینا ہو جائے گا، میں جانتا ہوں کہ یہ سوسائٹی جس کی ایک فرد ہوں متزلزل اور معرضِ ہلاک میں ہے۔ میں اتنا ہی ناشاد ہوں جتنا خدا خوش ہے یعنی میرا غم بھی مجھی تک محدود اور مجھی میں محصور ہے!

فرشتۂ محافظ کی آواز:- اپنے مایوس و گرسنہ بھائیوں کی امداد کر، اُن کو تشفی دے، اپنے ہمسائے سے اُتنی ہی محبت کر جتنی اپنے آپ سے کرتا ہے۔ اسی میں تیری نجات ہے۔

کاؤنٹ ہنری:- یہ کون بولا؟

شیطان (زہرہ کے بھیس میں):- یہ آپ کا ناچیز خادم ہے۔ بعض اوقات آواز بدل کر گفتگو کرتا اور دل بہلاتا ہوں، اسی تدبیر سے لوگ میری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ فطرت نے مجھے یہ ہنر عطا کیا ہے۔

کاؤنٹ ہنری (اپنی ٹوپی چھو کر):- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورت میں نے پہلے کہیں دیکھی ہے، کسی قدیم تصویر یا کتاب میں۔

شیطان (علیحدہ):- کاؤنٹ کا حافظہ بہت قوی ہے!

کاؤنٹ ہنری:- خدا ہمیشہ اور ہر حال میں قابل ستائش ہے[ع] - آمین!

شیطان (چٹانوں کے درمیان غائب ہو کر):- لعنت اس پہ اور اس کی حماقت پہ[ع]!

عہ پولینڈ میں جہاں سے اس ڈرامے کا تعلق ہے عام طریقۂ سلام یہی ہے۔ مترجم

عہ مسلمانوں کا بھی عقیدہ ہے کہ شیطان لاحول سے بھاگتا ہے۔ مترجم

کاؤنٹ ہنری :۔ غریب لڑکے تیری بصارت ہمیشہ کے لئے چھین لی گئی کیونکہ تیرے باپ
نے گناہ کیا اسی سبب سے تیری ماں مخبوط الحواس ہو گئی، تجھ میں کوئی جذبہ نہیں لہذا نامکمل
ہے، تیری زندگی بعید از قیاس خواب وخیال میں بسر ہوتی ہے، تیری قسمت میں عمر
طبیعی تک پہنچنا نہیں لکھا ہے، تو زمین پر فرشتے کا سایہ ہے، توہمات تیرے محرک ہیں
غموں نے تجھ کو ہدف بنایا ہے . . . . کیسا قوی ہیکل عقاب اس
چٹان سے اُڑا جہاں اجنبی غائب ہوا تھا!

عقاب :۔ تجھے مژدہ! تجھے مژدہ!

کاؤنٹ ہنری :۔ وہ میری طرف اُڑتا ہوا آ رہا ہے، میرے کانوں میں اس کے بڑے بڑے پروں
کی آواز آ رہی ہے اور میرے دل میں وہ جوش پیدا ہو رہا ہے جو ہنگام کارزار
گولیوں کی باڑھ سے پیدا ہوتا ہے!

عقاب :۔ کھینچ اُس تلوار کو جو کبھی تیرے بزرگوں کے ہاتھ میں تھی۔ اُن کی شان و
اقتدار قائم رکھ!

کاؤنٹ ہنری :۔ اُس کے سیاہ پر سایہ فگن ہو کر میرے خون میں آگ لگا رہے ہیں، اُس کی
مبہوت کرنے والی آنکھیں میری آنکھوں میں گھسی جاتی ہیں۔ اخاہ! اب میں نے پہچانا!

عقاب :۔ کبھی اطاعت نہ کرنا، مایوس و پسپا نہ ہونا، تیرے دشمن، ذلیل، مغلوب ہو کر خاک
پھانکیں گے۔

کاؤنٹ ہنری :۔ کیا غائب ہو گیا؟ اس چٹان سے جو ہماری ملاقات کا شاہد ہے تجھے سلام
کرتا ہوں۔

جو کچھ بھی ہو مستقبل سچ ہو یا غلط، فتح ہو یا شکست، اے پیک عظمت میں

تیرا اعتبار کرتا ہوں! اے ماضی کی مجموعی صولت میری مددگار رہو۔ اگر اپنے پیدا کرنے والے کے پاس چلی گئی ہے تو بھی پلٹ آ، مجھ میں حلول کر اور خیال و قوت و عمل بن کر میری رگوں میں دوڑ (ایک سانپ کو کچل کر) فنا ہو، اے کیڑے فنا ہو! جس طرح تجھ کو روندنے پر سینۂ فطرت سے آہ نہیں نکلی اسی طرح وہ سب نیست و نابود ہوں گے اور کوئی رونے والا نہ چھوڑ جائیں گے۔ کیسی یاد اور کہاں کی شہرت! ان رواں دواں بادلوں میں بھی کوئی ایک لمحہ توقف کر کے ان فرزندان خاک کی تباہی کو بنظر ترحم نہ دیکھے گا جن کو میں ہلاکت عام کے سپرد کروں گا .... پہلے وہ فنا ہوں گے .... پھر میں!

اے نامحدود و سیال فضائے چرخ جو نیلی دنیا پر چھائی ہوئی ہے میں طفل نوزائیدہ کی طرح روتا چلاتا اور سسکیاں بھرتا ہوں لیکن تو جس تک کسی کا گزر نہیں نہ تو سنتی ہے نہ خبر لیتی ہے، کوئی جس قدر چاہے فریاد و زاری کرے تو ہمیشہ بحر ناپیدا کنار سے ہمکنار ہونے کو متلاطم ہے۔ رخصت! اے مادر فطرت، رخصت! میں چلا! اپنے بھائیوں کے خلاف مردانہ وار اعلان جنگ کروں گا!

چوتھا نظارہ

(محل کا کمرہ، کاؤنٹ ہنری، جارج اور طبیب)

کاؤنٹ ہنری:۔ اب تک تمام سائنس ناکام رہا، آخری امید آپ سے وابستہ ہے۔

طبیب:۔ آپ اس سے زیادہ میری عزت کرتے ہیں جس کا مستحق ہوں!

کاؤنٹ ہنری:۔ جارج بتاؤ کیا حال ہے اور کیا محسوس کرتے ہو؟

جارج :- ابا جان! آپ کی صورت نہیں دکھائی دیتی نہ اُن بزرگ کو دیکھ سکتا ہوں جن سے آپ مخاطب ہیں، روشن چنگاریاں اور سیاہ دھاگے میرے آنکھوں کے سامنے متصل گزر رہے ہیں کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چمکدار سانپ نکلا، کبھی سنہرا بادل جو پستی سے بلندی اور بلندی سے پستی کی طرف آتا جاتا ہے، ایسی صورت میں قوس قزح پیدا ہوتی ہے، بعض وقت یہ سب چیزیں غائب ہو جاتی ہیں اور صرف اندھیرا رہ جاتا ہے۔ ابا جان مجھے کوئی تکلیف نہیں نہ درد محسوس ہوتا ہے،

طبیب :- ماسٹر جارج اس محراب کے سامنے ہیں آؤ۔ تمہاری عمر کیا ہے؟

جارج :- پندرھواں سال ہے۔

طبیب :- روشنی کی طرف آنکھیں پھیرو (معائنہ کرتا ہے)

کاؤنٹ ہنری :- کہئے کیا اُمید ہے؟

طبیب :- ڈھیلے سالم ہیں، آنکھوں کی سفیدی صاف ہے، نسیں اور پٹھے مطلق کمزور نہیں، نیلاہٹ گہری اور بے داغ ہے، رگیں بھی ویسی ہیں جیسی ہونا چاہئے (جارج سے) گھبراؤ نہیں بہت جلد اچھے ہو جاؤ گے (کاؤنٹ ہنری سے علٰحدہ)

کوئی اُمید نہیں، پٹھوں کو دیکھئے۔ روشنی کا اثر نہیں ہوتا، بصارت کی نس بالکل مُردہ ہو گئی۔

جارج :- ہر شئے پر ایک سیاہ بادل چھایا ہوا ہے۔

کاؤنٹ ہنری (علٰحدہ) :- آہ بالکل سچ ہے! آنکھیں کھلی ہوئی اور روشنی کی طرف ہیں مگر کچھ نہیں دیکھتیں، نیلی اور بے جان ہیں۔ مردہ!

جارج :- ابا جان آنکھیں کھلی رکھنے کے بجائے اگر بند کرتا ہوں تو زیادہ دکھائی دیتا ہے۔

طبیب (کاؤنٹ ہنری سے) :۔ آپ کو بہت ہوشیار رہنا چاہیے، لڑکے کے دماغ نے اُس کے جسم کو ہلاک کر دیا ہے، اور سکتے کا اندیشہ ہے۔

کاؤنٹ ہنری :۔ ڈاکٹر صاحب اُسے اچھا کر دیجئے اپنی نصف جائداد نذر کر دوں گا۔

طبیب :۔ جو چیز فنا ہو گئی اس کا احیا نہیں ہو سکتا (لکڑی ٹوپی اٹھا کر) میری ہمدردی قبول کیجئے ابھی نہ جاتا مگر ایک مریضہ کی آنکھ قدح کرنا ہے۔ خدا حافظ!

کاؤنٹ ہنری :۔ برائے خدا ٹھہرئیے شاید کوئی سبیل نکلے۔

طبیب :۔ آپ شاید اس بیماری کا نام جاننا چاہتے ہیں؟

کاؤنٹ :۔ کیا کوئی اُمید نہیں؟

طبیب :۔ ہم لوگ اس مرض کو یونانیوں کے اتباع میں "امارو سس" (زوال بصارت) کہتے ہیں (رخصت ہوتا ہے)

کاؤنٹ (جارج کو گلے لگا کر) :۔ میرے بیکس جارج! کیا کچھ دکھائی دیتا ہے؟

جارج :۔ ابا جان صرف آپ کی آواز سُنائی دیتی ہے!

کاؤنٹ :۔ دھوپ نکلی ہوئی ہے، کھڑکی میں سے دیکھو، کچھ نظر آتا ہے؟

جارج :۔ میری آنکھوں کے ڈھیلوں اور پپوٹوں کے درمیان بہت سی چیزیں متحرک ہیں، جو مقام اور شکلیں میں نے دیکھیں یا کتابیں پڑھی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کاؤنٹ (آس باندھ کر) :۔ تو تم دیکھ سکتے ہو؟

جارج :۔ ابا جان روح کی آنکھوں سے، جسمانی آنکھیں جواب دے گئیں۔ ۔ ۔ ۔ اب ان سے کبھی نہیں دیکھ سکتا۔

(دُعا کے قصد سے جھک کر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن تھوڑے سکوت کے بعد کھڑا

ہو جاتا ہے) :۔کس کے آگے سر نیاز خم کردوں؟ کس سے اس غم کی تلافی چاہوں جو میرے فرزند کو ہلاک کر دے گا۔۔۔۔۔۔۔ یہی مناسب ہے کہ ہر مصیبت خاموشی سے برداشت کی جائے۔۔۔۔۔۔ خدا ہماری دُعاؤں کا اور شیطان کوسنوں کا مضحکہ اُڑاتا ہے۔

ایک آواز :۔تیرا لڑکا شاعر ہے اور کیا چاہتا ہے؟

پانچواں نظارہ

(محل کا ایک کمرہ، طبیب اور منہ بولا باپ)

منہ بولا باپ :۔ نابینا ہونا سخت مصیبت ہے۔

طبیب :۔ اور اتنی کم عمر میں غیر معمولی!

منہ بولا باپ :۔ یہ لڑکا ابتدا سے کمزور تھا اور اس کی ماں انتقال کے وقت۔۔۔۔ اُس کا دماغ (انگلی سے اپنی پیشانی چھوتا ہے)

طبیب :۔ اُس کی ماں نے کس حالت میں قضا کی؟

منہ بولا باپ :۔ قدرے۔۔۔۔۔ اُس کا دماغ بالکل صحیح نہ تھا۔

کاؤنٹ ہنری (داخل ہوتا ہے) :۔ معافی چاہتا ہوں کہ آپ کو ناوقت تکلیف دی لیکن کچھ عرصہ سے میرا غریب فرزند راتوں کو جاگ اُٹھتا اور اس طرح چلتا ہے جیسے کوئی خواب میں چلے، ڈاکٹر صاحب ملاحظہ کیجئے۔ میرے ساتھ آئیے۔

طبیب :۔ حاضر ہوں، عجیب معاملہ ہے!

چھٹا نظارہ

(جارج کا کمرۂ خواب، کاؤنٹ ہنری، جارج، طبیب، منھ بولا باپ، اعزہ اور دایہ)

پہلا عزیز:- خاموش! خاموش!

دوسرا عزیز:- وہ بیدار ہے مگر ہمیں دیکھتا ہے نہ آواز سنتا ہے!

طبیب:- براہ کرم خاموش رہیئے۔

منھ بولا باپ:- یہ عجیب واقعہ ہے۔

جارج:- (اُٹھ کر) میرے خدا! میرے خدا!

پہلا عزیز:- کس قدر آہستہ چل رہا ہے، پاؤں کی چاپ نہیں سُنائی دیتی۔

دوسرا عزیز:- دونوں ہاتھ سینے پر تلے اُوپر رکھے ہوئے ہیں۔

تیسرا عزیز:- آنکھیں کھلی ہیں مگر پپوٹوں کو حرکت نہیں۔ ہونٹوں کو جنبش نہیں ہوئی لیکن کیسی صاف اور کرخت چیخ کی آواز نکلی!

جارج:- تاریکی دور ہو! میں روشنی و اتحاد کے بطن سے ہوں، مجھے تجھ سے کیا واسطہ؟ میں ہرگز تیرا مطیع نہوں گا، وحشی ہوائیں میری آنکھوں کا نور اُڑا لے گئیں تاکہ وسعت فضا میں بہتا پھرے لیکن وہ جلتے ہوئے ستاروں کی روشنی سے جھولیاں بھرے ہوئے ایک نہ ایک دن ضرور واپس آئے گا اور میری آنکھیں اُن شعلوں سے دوبارہ منور ہو جائینگی

منھ بولا باپ:- وہ اپنی ماں کی طرح دیوانہ ہوگیا اور نہیں جانتا کہ کیا کہہ رہا ہے عجب معما ہے!

طبیب:- دراصل حیرت انگیز بات ہے۔

دایہ (دست بدعا ہوکر):- اے پاک مریم، اے مادر عیسیٰ مسیح! میری آنکھوں کی روشنی
لے کر میرے غریب جارج کو دیدیجئے۔

جارج:- اماں! اماں! مجھے نورانی خیالات اور حسین تشبیہیں بھیجئے تاکہ اپنے لئے زندہ رہوں
اور اپنے اندر ایک ایسی دنیا آباد کروں جیسی خارجًا کھو بیٹھا۔ اماں جان آپ جواب نہیں
دیتیں......... آہ مجھ سے منھ نہ موڑیئے۔

طبیب:- (کاؤنٹ ہنری سے) میرا فرض ہے کہ آپ سے سب حال بے کم و کاست بیان کروں
سخت اندیشہ ہے کہ آپ کا لڑکا دیوانہ ہو جائے گا، اس کے اعصاب نہایت ذکی الحس ہیں
اور ساتھ ساتھ دماغ میں ہیجان ہے جس کے باعث خیالات میں پراگندگی اور یہ حالت نوم
رونما ہوئی ہے، وہ جاگ بھی رہا ہے اور سو بھی رہا ہے۔ اجازت ہو تو ان علامتوں کو
اور وضاحت سے بیان کروں۔

کاؤنٹ ہنری (علحدہ):- اے خدا یہ شخص تیرے قوانین اور تیرے فیصلے مجھے پڑھ کر سنانا چاہتا
ہے! (سب لوگ رخصت ہوتے ہیں ڈاکٹر دوسرے کمرے میں نسخہ لکھنے چلا جاتا ہے)

جارج:- ابا جان میں بہت بیمار ہوں، عجیب طرح کی آوازوں نے مجھے جگا دیا......
میں نے اماں جان کو گھٹنوں تک کو کا بیلی کے پھولوں میں غرق دیکھا (سو جاتا ہے)

کاؤنٹ:- اے میرے نامراد فرزند! میں تجھے دعا دیتا ہوں سوا دعاؤں کے اور کچھ نہیں دے سکتا۔
روشنی، خوشی، نہ شہرت! افسوس تیری بصارت بھی تجھے واپس نہیں دے سکتا.....
کشت و خون کی گھڑی آگئی! وہ گھڑی جب مٹھی بھر آدم ایک جم غفیر کا مقابلہ
کریں گے۔

اے ننھے شاعر تیرا کیا حشر ہوگا؟ تو نابینا و بیمار ہے، کوئی تیرا محافظ و مددگار

نہوگا، کوئی تیری باتیں سننے والا نہوگا، اے میرے خورد سال گویئے، تیری روح بہشت میں ہے لیکن جسم زار دنیوی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ کل فرشتوں میں ایک تو ہی بدنصیب ہے۔ آہ میرے فرزند! آہ میرے جارج! (منہ کو ہاتھوں سے چھپا لیتا ہے)

دایہ (دروازے کے باہر سے) :۔ حضور ڈاکٹر صاحب نے بھیجا ہے، آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

کاؤنٹ ہنری :۔ اچھا آتا ہوں۔ کیتھرین (دایہ) تم میرے بچے کے پاس بیٹھو اور دیکھ بھال کرو۔

چوتھا وقفہ

گیت! دوسرا گیت! نیا اور جوش میں لانے والا۔ یہ گیت شروع کون کریگا؟

آہ اُسے ختم کون کرے گا؟ مجھے عہد پاستاں دیدو جو فولاد میں غرق ہے جس پر لوہے کے گوکھرو بچھے ہوئے ہیں، جہاں زرہ پوش سواروں کے جھنڈے ہواہیں لہراتے ہیں اور ان کے خودوں کی کلغیاں دھوپ میں چمکتی ہیں، میں جادو کے زور سے تمہارے سامنے بلند گاتھک قلعے اور جھانکی دار چار دیواریاں، توپوں سے آراستہ مضبوط فصیل اور عالیشان محرابیں کھڑے کردوں گا، وسیع گنبد جن کی تعمیر میں انتہائی نزاکت صرف کی گئی .... مگر شاید یہ ممکن نہیں، گزرا ہوا زمانہ واپس نہیں ہوسکتا ....

تم جو کوئی ہو میرے سوال کا جواب دو! بتاؤ تمہارا مذہب کیا ہے؟ جان سے ہاتھ دھونا آسان ہے مگر نیا مذہب ایجاد کرنا اور اُس پر اعتقاد رکھنا یا مُردہ مذہب میں روح پھونکنا دشوار ہے۔

اے شیر دل، یا کمزور و متکبران نو! تم سب کو ٹھہرانا چاہیئے!

تم لاکھ جتن کرو دنیا اپنی قسمت کی تکمیل کو تیزی سے آگے بڑھا رہی ہے اور اپنے ساتھ تمہیں بھی گھسیٹے لئے جاتی ہے، تم ہاتھ پاؤں مارا کرو وہ تمہیں اپنی مرضی کے مطابق کبھی آگے ڈھکیلتی کبھی پیچھے گھسیٹتی ہے کبھی پاگل کر دیتی ہے اور کبھی منھ کے بل گرا دیتی ہے۔ تمہیں اتنا مقدور نہیں کہ اپنے سانچے میں ڈھالو۔ رقاصہ دہر اپنے مقررہ حلقہ میں گردش کر رہی ہے، بازی گر برابر آتے، غائب ہوتے اور پھر نمودار ہوتے ہیں، وہ سب کو تگنی کا ناچ نچاتی ہے، یہاں تک کہ سڑکوں پر خون کے چھڑکاؤ سے پھسلن ہو جاتی ہے اور وہ گر پڑتے ہیں! یہ رقص مرگ آٹھ پہر جاری ہے، خون! ہر جگہ خون! نئے بھانتی حلقے میں داخل ہوتے ہیں، خون کا سیلاب آتا ہے، دنیا رنگین ہو جاتی ہے، میں سچ کہتا ہوں!

آدمیوں کا ازدھام شہر پناہ پر قبضہ اور پہاڑیوں کا محاصرہ کر لیتا ہے محفوظ وادیوں کی طرف سب ایک ساتھ حملہ کرتے ہیں

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

درختوں کے سایے میں عالی شان خیمے نصب ہیں۔ میخوں یا لکڑیوں یا گرے ہوئے درختوں کے تنوں پر لمبے لمبے تختے رکھے ہوئے ہیں جو میز کا کام دیتے ہیں۔ ذرا دیر میں یہ میزیں سامان خورونوش یعنی گوشت روٹی اور شراب کے بوجھ سے کچلنے لگتی ہیں۔ آپے سے باہر لوگ جوق جوق آئے، ان میزوں کے گرد بیٹھتے اور اپنا دوزخ پاٹتے ہیں۔ شراب کا قدح تیزی سے گردش کرتا اور پیہم خالی و لبریز ہوتا ہے۔ مشتاق و تشنہ ہونٹوں کا تر ہوتا تھا کہ اُن سے گالیوں، دھمکیوں اور کلمات کفر کی بوچھار شروع ہوئی، شراب ارغوانی کا دور اور تیزی سے چلنے لگا! جام کف در دہان و عرق بر جبیں جس قدر جلد بھرتا ہے اُسی قدر جلد خالی ہوتا ہے۔ ساغر سے ساغر ٹکراتا ہے،

شراب چھلکتی اور اُس کی چمک اور زیادہ بڑھ جاتی ہے، مرحبا! مرحبا! تا دیر رہے یہ دور مستی و سرخوشی!

انقلاب کی غضبناک تحریک جوش پر ہے، بے صبری کے آثار نمایاں ہیں۔ دبی ہوئی آوازیں ہنگامہ و شور و غل اور مہیب چیخوں میں بے سلیقگی سے بدل جاتی ہیں۔

بدنصیب و مفلس افرادِ انسانی چیتھڑے لگائے ہوئے ہیں، ان کے دھوپ میں جلے ہوئے ناہموار چہروں پر محنت و مشقت کے گہرے نشان ہیں۔ بال پریشان و خاک آلودہ، پسینے میں گتھے ہوئے، گرہ دار پیشانیوں سے بڑے بڑے قطرات عرق رواں ہیں، مضبوط شاخدار ہاتھوں میں پھاوڑے، کلہاڑیاں، ہتوڑے، کدالیں، اور بسولے ہیں۔ اُس قوی الجثہ انسان کو دیکھو جس کے ہاتھ میں بیلچہ ہے، اور اُس کسرتی جوان کو جو ایک موٹے ڈنڈے کو تکان دے رہا ہے۔ کسی کے کاندھے پر بندوق ہے جس میں سنگین چمک رہی ہے۔ ایک لڑکا ایک ہاتھ سے منھ میں بیر بھرتا ہے اور دوسرے سے درخت میں برما پیوست کر رہا ہے۔

دیکھو! ان کی عورتیں بھی ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئی ہیں اور برابر اُمڈی آتی ہیں۔ یہ انھیں مردوں کی لڑکیاں، بیویاں یا مائیں ہیں اور انھیں کی طرح فاقہ زدہ! اُن پر قبل از وقت خزاں آگئی اور بہارِ حسن و جوانی ختم ہو گئی، بال اُلجھے ہوئے اور گردمیں اٹے ہیں، بے رونق آنکھیں سیاہ حلقوں میں بالکل دھنس گئی ہیں تاہم ان میں موت کی خونخوار چمک ہے گویا حیاتِ انسانی کے زندہ مناظر کی ہنسی اُڑا رہی ہیں، لیکن ذرا دیر میں ان کی تابش بڑھ جائے گی کیونکہ ان کے ہونٹ بھی بادۂ ناب سے نا آشنا نہیں ہیں بلکہ ان کے منھ سے پیالہ لگتا ہے تو بغیر خالی ہوئے الگ نہیں ہوتا۔

مرحبا! مرحبا! دورِ بدمستی و انبساط! متوالا ساغر تا دیر چلے!

سنو! اس انسانی طوفان میں آوازوں کا ہمہمہ سنو! یہ خوشی کی زفیل تھی یا خوف کی چیخ؟ اُس آواز کا مطلب کوئی کیا سمجھ سکتا ہے جو بے شمار گلوں سے ایک ساتھ نکلے جو اتنی بے ترتیب صداؤں کا مجموعہ ہو۔ ایک شخص وارد ہوتا اور میز پر چڑھ کر اس مجمع کو مخاطب کرتا ہے۔ ہنگامہ آرا سامعین کے جذبات کی عنان جس طرف چاہتا ہے موڑ دیتا ہے۔ اس کی آواز کرخت اور کانوں کو ناگوار ہوتی ہے لیکن مختصر، قوی اور سریع الصوت الفاظ براستہ تراشتے ہوئے دلوں سے گزر جاتے ہیں۔ لوگ بآسانی سنتے، سمجھتے اور یاد رکھتے ہیں۔ اس کے اشاروں اور تقریر میں وہی توازن ہے جو ساز و موسیقی میں ہوتا ہے۔ پیشانی بلند و کشادہ ہے، سر پہ بال بالکل نہیں گویا خیالات نے جڑ سے اُکھیڑ کر پھینک دئے۔ رنگ بجھا ہوا کثیف زردی مائل جس میں خون کی چھینٹ نہیں جو تخیل کی غمازی کرے۔ اس کے چہرہ پہ جذبات نے اپنے زندہ بھید دل کی مصوری کبھی نہیں کی، جھریوں نے ہڈیوں اور پٹھوں کے درمیان اس کے کاغذی چہرہ پر گہرے نشان چھوڑے ہیں۔ گھنی ڈاڑھی سیاہ جھالر کی طرح ہے جس سے نہ متغیر ہونے والے خد و خال نمایاں ہیں۔

نظر جا کر مجمع کی طرف دیکھتا ہے، سرد و بے رحم آنکھوں سے شبہ یا اضطرار کا اظہار نہیں ہوتا نہ آواز کانپتی ہے، ہاتھ بلند کرتا اور مجمع کی طرف پھیلا کر سخت و راست قائم رکھتا ہے۔ غیر مستقل مجمع اُس کے سامنے سر جھکاتے اور زانوئے ادب تہہ کرنے کو تیار ہے تاکہ ایک طاقتور دماغ نہ کہ شریف دل کی برکتیں قبول کرے۔

شریف دل! جن کے دل شریف ہیں اُن کو کچل ڈالو، غارت کر دو، پرانی لتوں

اور رجحانات کو مٹا دو!

مرحبا! طانیت! نشاط! خونریزی!

یہ شخص جمہور کا معبود ہے جس سے وہ آندھی کی طرح محبت کرتے ہیں، یہ اُن کا سردار اور حکمراں ہے، ان کے جوش کے مختلف رُخ پہچاننا اور اُن کو قابو میں رکھتا ہے، وہ اُس کی قسم کھاتے ہیں، وہ ایک ساز ہیں یہ جس کے ایک ایک پردے اور سُر سے واقف ہے اور ان سے وعدہ کرتا ہے کہ تمہارے واسطے روزی، سامان تفریح، شراب، اور مال و زر مہیا کروں گا۔ ان کی چلاہٹ اُٹھتے ہوئے طوفان گرد و باد کی طرح بلند ہوتی اور ان کی صدائے مرحبا چار طرف گونجتی ہے،

مرحبا پینکراس! مرحبا! روٹی، شراب، مال و زر، ہمارے اور ہمارے بچوں کے لئے! مرحبا! مرحبا!

وہ میز پہ ہاتھ ٹیکے کھڑا ہے اور اس کے قدموں کے پاس اُس کا خادم ودوست وشاگرد لیونارڈ ہے، وہ جس کی سیاہ آنکھیں لمبی اور گھنی پلکوں سے چمک کر مشرقی نسل کا اعلان کر رہی ہیں۔ شانے جھکے ہوئے ہیں اور چلنے میں پتا تا ہے گویا اس کے کاہل اعضا جسم کے بوجھ کو بشکل سنبھال سکتے ہیں۔ ہونٹ موٹے ہیں جن سے ظلم و عیش پرستی ظاہر ہوتی ہے، اُس کی اُنگلیوں میں جوہر کی قیمتی انگوٹھیاں چمک رہی ہیں۔ حلق سے آواز نکال کر وہ بھی چلاتا ہے "مرحبا پینکراس"۔

مقرر اس کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے، اور کہتا ہے:۔

"محب وطن تیو فانٹ، میرا رومال دو"۔

شور و غوغا بڑھتا جاتا ہے، کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ "امیروں کو موت!"

"تاجروں کو موت!" "سٹّے والوں کو موت!" روٹی! شراب! خون!

پہلا نظارہ

(خیمہ، لیمپ، ایک کھلی ہوئی کتاب، متعدد نیو فائٹ یعنی وہ یہودی جنہوں نے حال میں عیسائی مذہب قبول کیا مگر دل سے یہودی ہیں، صرف جبر و تعدی سے بچنے کو عیسائیت کا اقرار کرتے ہیں)

ایک نیو فائٹ :- اے میرے پیارے مگر مظلوم بھائیو، مسکین بھائیو، جس طرح طفل نوزائیدہ اپنی ماں کی چھاتی سے دودھ کھینچتا ہے اُسی طرح مقدس توریت کے منترہ صفحوں سے ہمیں قوت وحیات اخذ کرنا چاہئے۔ ان میں ہمارے لئے شہد و توانائی کے چشمے ہیں مگر ہمارے دشمنوں کے لئے حنظل کی تلخی ہے۔

سب نیو فائٹ (مل کر) :- یاھو ہمارا خدا ہے، صرف ہمارا۔ جب ہی تو اُس نے ہماری نسل کو دنیا کے ہر گوشے میں پھیلایا ہے تاکہ اژدہے کی طرح غافل پرستاران صلیب کے گرد لپٹے رہیں، ہم نے اپنے پیچوں میں مغرور مگر کمزور تاہم مائل بیکار امرا کو جکڑ لیا ہے، ان پر تین بار تھوکو، تین بار لعنت بھیجو!

نیو فائٹ :- خوش ہو کہ ہمارے جانی دشمن کی صلیب نصف سے زیادہ خالی ہو چکی ہے، اب پڑ پڑا کر آ رہی ہے گی! خون کے وحشی و سیاہ سمندر کی طرف جھک رہی ہیں، اب کی گری تو پھر نہیں اُبھر سکتی، صرف اُمرا اس کے محافظ ہیں اور وہ ہمارے بس میں ہیں۔

سب نیو فائٹ (مل کر) :- ہمارا کام ہمارا طولانی کام جس میں مصیبت ناک صدیاں گزریں انجام پانے والا ہے، پیام اجل ان امرا کو جو صلیب کے محافظ ہیں!

نیو فائٹ :- اُس بدنظمی پر جو آزادی کا ثمر ہوگی، اُس قتل و قمع پر جو کبھی ختم نہ ہوگا، امرا کی نخوت

اور جمہور کی دیوانگی و مطلق العنانی پہ ہم دوبارہ بنی اسرائیل کی پر شکوہ عمارت اٹھائیں گے
لیکن پہلے فرقۂ اسرا کو نیست و نابود کر کے اُن کی لاشوں کو صلیب کی زنادگی کا پردہ
بنالیں۔

سب نیو فائٹ (مل کر) فی الحال صلیب ہی ہمارا نشان ہے اور بپتسمہ کے چھینٹوں نے افواج
عیسائیت میں شامل کر دیا ہے۔

کیا مزے کی بات ہے کہ نفرت کرنے والوں کو اُن کی محبت پر اعتماد ہے جن سے
نفرت کی گئی! . . . . . . "حریتِ جمہور" ہمارا نعرہ اور اس کی بہبود ہمارا انشا ہے۔۔

فیا فاس اُمت عیسوی کو اپنے مضبوط بازوؤں میں دبوچے ہوئے ہے!
عہد گزشتہ میں ہمارے اسلاف نے دشمن کو صلیب پر چڑھایا آج ہم پھر صلیب نصب
کرتے ہیں، پھر بصد عقوبت اُس کے ہاتھوں کو فگار کرتے ہیں لیکن اس مرتبہ وہ دوبارہ
زندہ نہ ہو سکے گا اُس گہری قبر سے نہ نکل سکے گا جس میں ہم اُسے توپیں گے۔

سب نیو فائٹ (مل کر):۔ یاھو! خدائے بنی اسرائیل ہے، صرف اُن کا، دوسری
قوموں کو رد کر د، معاصی کی پاداش میں فنا اور شدید عذاب میں مبتلا ہوتے دو۔

نیو فائٹ:۔ بھائیو اپنے اپنے کام میں لگ جاؤ۔ (توریت کو چھپا دیتا ہے) لے مقدس کتاب!
غیبت اختیار کرتا کہ کسی کی لعنت زدہ نگاہ تیرے پاک اوراق کو آلودہ نہ کرے۔ کون
ہے؟

آواز:۔ کھولو بھائیو! حریت کے نام پہ دروازہ کھولو!

نیو فائٹ:۔ بھائیو اپنا کام جلد جلد شروع کر دو، کوئی ہتوڑا پیٹے، کوئی چرخا کاتے، کوئی رستا
بٹے!

لیونارڈ (داخل ہوکر) :- کل کے واسطے کام کر رہے ہو؟ تلواروں کو سان چڑھا رہے ہو اور لڑائی کی تیاریاں کر رہے ہو؟ شاباش! (ایک شخص کے قریب جاکر) تم اس گوشے میں کیا بنا رہے ہو؟

ایک نیوفائٹ :- رسا؟

لیونارڈ :- بہت ٹھیک، کیونکہ جو تلوار کے گھاٹ نہ اُترے گا درخت سے لٹکا دیا جائے گا۔

نیوفائٹ :- تو کیا طے ہوگیا کل وار انیار ا ہے!

لیونارڈ :- تمہارے سوال کا جواب وہ دیگا جو بلحاظ عقل وطاقت ہم سے برتر ہے، اُس نے تمہیں میری معرفت بلایا ہے اور تمہارا منتظر ہے۔

نیوفائٹ :- ہموطنوں کی خدمت کو تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں (آدمیوں سے) کام بند نہ کرنا۔ ینقل ان کے نگراں رہو۔ (لیونارڈ اور نیوفائٹ چلے جاتے ہیں)

سب نیوفائٹ (مل کر) :- یہ رسے، چھریاں، ڈنڈے، کلہاڑیاں اور تلواریں جو ہمارے ساختہ ہیں اس وقت نکالے جائیں گے جب ہمیں اپنے جانی دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کی ضرورت ہوگی۔ امرا کے گلے انہیں کے ساتھی میدانوں میں گھونٹیں گے یا بنگلوں اور باغوں میں اُن کو پھانسی پر لٹکائیں گے۔ جب ان کا کام ختم ہو جائے گا تو ہمارا کام شروع ہوگا۔ اُس وقت لٹکانے والوں کو ہم لٹکائیں گے، اُن کے گلے گھونٹیں گے جنہوں نے گلے گھونٹے انہیں قتل کریں گے جنہوں نے قتل کیا، جن سے نفرت کی جاتی تھی وہ نفرت کرنے والوں پر حد جاری کریں گے، ہم یاھو کے صاعقے سے مسلح ہوں گے، اُس کا پیام حیات جریدہ ہمارے لئے ہے اُس کی محبت صرف ہمارے واسطے ہے، ہمارے دشمنوں پر وہ اپنا غضب نازل کرتا اور ہلاک کرتا ہے، وہ ہمارا ملجا و ماوا ہے اور ہمارے مخالفین کو

خاک سیاہ کرنے والا، ہم اُن کو قضائے مبرم کے حوالے کرتے ہیں، اُن پر لعنت! سو بار لعنت!

دوسرا نظارہ

(ایک خیمہ جس میں صراحیاں، پیالے، قرابے، اور بوتلیں ہر طرف پڑی ہوئی ہیں)

پینکراس (تنہا) :- گھنٹا بھر ہوا کہ یہاں ہزاروں بہائم چیخ رہے تھے اور بدمستی میں ہنگامے کی آمیزش کرتے تھے، میرے منھ سے بات نکلی نہیں اور انھوں نے "مرحبا" "مرحبا" کے نعرے مارنا اور ہر اشارہ پر "احسنت" "احسنت" کہنا شروع کیا، بیہودہ ستائش! کیا ان میں ایک متنفس بھی ایسا ہے جو دراصل اُس تحریک کے اغراض و مقاصد سمجھتا ہو جس کا استقبال نعرہائے مسرت سے کیا گیا؟ وہ فقط میرے جوش کے نقال ہیں - (لیونارڈ اور نیوفائٹ داخل ہوتے ہیں) (نیوفائٹ سے مخاطب ہو کر) کیا تم کاؤنٹ ہنری کو جانتے ہو؟

نیوفائٹ :- ہاں اے شہری میں نے ایک مرتبہ اُس کی صورت دیکھی ہے، تہوار کے دن کلیسا میں عبادت کو گیا تو اُس سے مڈبھیڑ ہوئی، اُس نامعقول نے غصہ ہو کر کہا "مردود! راستے سے دُور ہو!" اور مغرورانہ انداز سے مجھ کو گھورا جیسا ان امرا کا طریقہ ہے۔ میں نے اُسی وقت عہد کیا تھا کہ ان ذات شریف کو رسّی سے لٹکاؤں گا۔

پینکراس :- کل علی الصباح اُس کے پاس جاؤ اور کہو کہ میں اُس سے بوقت شب تنہا ملنا چاہتا ہوں

نیوفائٹ :- میرے ساتھ کتنے آدمی جائیں گے؟ کیونکہ کمک بغیر وہاں کا قصد پُرخطر ہے۔

پینکراس :- یہ خفیہ کام ہے، اکیلے جاؤ، میرا نام تمہاری حفاظت کرے گا اور لالٹین کا وہ کھمبا جس سے تم نے کل ایک جاگیردار کو لٹکایا تمہاری ہمت بڑھائے گا۔

نیوفائٹ :- بے شک! بے شک!

پینکراس:۔ کہدینا کہ آج سے دو دن بعد آدھی رات گئے اُس سے ملاقات کو لشکر سے تنہا روانہ ہوں گا۔

نیوفائٹ:۔ اگر اُس نے مجھے قید کرلیا اور اذیت پہنچائی؟

پینکراس:۔ ایسا ہوا تو حقوقِ جمہور کے تحفظ میں شہید ہوئے!

نیوفائٹ:۔ جمہور کے واسطے سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہوں (علٰحدہ) بے شک! بے شک!

پینکراس:۔ رخصت! راستے میں کہیں لیت ولعل نہ کرنا۔ (نیوفائٹ چلا جاتا ہے)

لیونارڈو:۔ پینکراس! یہ دودلی کیسی؟ ملاقات کی خواہش کیوں؟ یاد رکھو جب میں نے قسم کھائی تھی کہ تمہاری عزّت اور تمہارے احکام کی تعمیل کروں گا تو یہ خیال کیا تھا کہ تم وہ جوانمرد ہو جو سخت سے سخت مصیبت میں جوہر شجاعت دکھائے گا، وہ عقاب ہو جو سیدھا اپنے شکار پہ جاتا ہے، وہ جواری ہو جو ایک ہی داؤں پر اپنی اور دوسروں کی قسمت لگا دیتا ہے، یعنی تم دل ودماغ کے مضبوط ہو۔

پینکراس:۔ صاحبزادے چپ رہو!

لیونارڈو:۔ کل سامان لیس ہے، قوی بازوؤں نے اسلحہ تیار کئے ہیں، رستے بٹے ہیں، ہمارے سپاہی قواعد داں ہیں، لکھوکھا مخلوق منتظر ہے، جہاں تمہارے حکم کی بجلی کوندی وہ آگ بھڑکے گی کہ ہمارے دشمنوں کو بھسم کردے گی۔

پینکراس:۔ تم بہت کم عمر ہو اور تمہارے دماغ کا گرم خون تمہاری رگوں میں آگ پھیلا رہا ہے، لیکن جب ہنگامۂ کارزار گرم ہوگا تو کیا تمہارے عزم میں مجھ سے زیادہ استقامت ہوگی؟

تم نے اپنی طبیعت کو قابو میں رکھنے کی کبھی کوشش نہیں کی، ناعاقبت اندیشی

حقیقی شجاعت نہیں!

لیونارڈ:۔ سوچو کیا کرتے ہو، امرا تھک گئے ہیں اور پناہ کے واسطے اپنے آخری قلعہ سولی ٹرینٹی میں محصور ہوئے ہیں، جس طرح قاتل پھانسی یا سولی کے منتظر رہتے ہیں اور موت آنکھوں میں پھرا کرتی ہے اسی طرح وہ ہمارے منتظر ہیں۔ بلا تاخیر اُن پر حملہ کرو، میدان ہمارے ہاتھ ہے۔

پینکراس:۔ اُن پر حملہ آور ہونے کو تعین وقت کوئی اہمیت نہیں رکھتا تعیش نے اُن کی جسمانی قوت کو زائل اور کاہلی نے قوائے دماغی کو معطل کر دیا ہے، کل یا پرسوں، بہر کیف اُن کی شکست ناگزیر ہے۔

لیونارڈ:۔ تمہیں ڈر کس کا ہے؟ کون تمہاری فوج کو روک سکتا ہے؟

پینکراس:۔ میں کسی شخص یا کسی چیز سے خائف نہیں، یہ صرف میری مرضی ہے!

لیونارڈ:۔ کیا تمہاری کورانہ تقلید کروں؟

پینکراس:۔ تم نے میرے دل کی بات کہی!

لیونارڈ:۔ کیا ہمارے ساتھ دغا کرو گے؟

پینکراس:۔ تمہارا ہر جملہ دغا پر ختم ہوتا ہے گویا کسی عجیب کہنہ راگ کا آخری بول ہے، آہستہ بولو، ممکن ہے کوئی سُن لے!

لیونارڈ:۔ یہاں کوئی جاسوس نہیں، کوئی سُنے گا بھی تو کیا؟

پینکراس:۔ کچھ نہیں . . . . . . بجز اس کے کہ تمہارے سینہ پر بارہ بندوقوں کی باڑھ یک ساتھ اس جرم کی پاداش میں چلے گی کہ میرے سامنے بلند آواز سے بولے! (قریب جاکر) مطمئن رہو اور میرا اعتبار کرو۔

لیونارڈ :- میں ایسا ہی کرتا ہوں اور کروں گا پینکراس! میں نے جلد بازی کی لیکن سزا کا خوف مطلق نہیں اگر میری موت سے ہمارے نصب العین کو مدد ملے تو یہ جان حاضر ہے!

پینکراس (علیحدہ) :- اس نوجوان میں کس قدر جوش عقیدت اور اُمید ہے! وہ خوش نصیب ہے جو محبت اور اعتماد کرتا ہے۔ میں اس کی موت نہیں چاہتا۔

لیونارڈ :- تم نے کیا کہا؟

پینکراس :- سوچو زیادہ اور باتیں کم کرو۔ ایک وقت آئے گا جب میرا مطلب خود بخود سمجھ میں آجائے گا، تمہارے پاس کارتوسوں کے واسطے بارود ہے۔

لیونارڈ :- ڈیاز تمام سامان حرب لارہا ہے اور حفاظت کو اُس کے ہمراہ کافی فوج ہے۔

پینکراس :- موچیوں سے چندہ وصول ہوگیا؟

لیونارڈ :- ہاں انھوں نے ایک لاکھ فلورن خوشی خوشی دئے۔

پینکراس :- کل اُنہیں بھی دعوت میں بلائیں گے، تم نے کاؤنٹ ہنری کے متعلق کوئی نئی بات تو نہیں سُنی؟

لیونارڈ :- نہیں! علاوہ بریں مجھے امراسے اس قدر نفرت ہے کہ لوگ جو کچھ اُس کی بابت کہتے ہیں مجھے باور نہیں ہوتا لیکن مجھے معلوم ہے کہ فنا ہونے والی نسل اتنی قوت فراہم نہیں کرسکتی کہ ہمارا مقابلہ کرے۔

پینکراس :- تاہم یہ سچ ہے کہ وہ اپنے دستوں کسانوں اور تابعین کو جمع کرتا اور تعلیم جنگ دیتا ہے، اُن کی وفاداری پر گھمنڈ ہے اور اُن کو لے کر موت کے منہ میں پھاندنے کو تیار رہے ہولی ٹرینٹی کے قلعہ میں مورچہ بند اور حملہ کا منتظر ہے۔

لیونارڈ :- کون ہمارا مقابلہ کرسکتا ہے ہم اس صدی کے خیالات کے زندہ نمونے ہیں۔

پینکراس :۔ میں نے تہیہ کیا ہے کہ اُس سے مل کر اُس کے خیالات کا اندازہ کروں گا اور اس کی روح کے پوشیدہ راز دریافت کر کے آمادہ کروں گا کہ ہمارا شریک ہو جائے۔

لیونارڈ :۔ اُسے جو طبقۂ اعلیٰ میں پیدا ہوا !

پینکراس :۔ یہ سچ ہے مگر وہ شاعر بھی ہے، لیونارڈ رخصت !

لیونارڈ :۔ تم نے مجھے معاف کر دیا؟

پینکراس :۔ جاؤ اور مطمئن رہو۔ اگر پہلے ہی معاف نہ کر چکا ہوتا تو اب تک دائمی نیند سوتے ہوتے!

لیونارڈ :۔ کیا کل کچھ نہ ہوگا؟

پینکراس :۔ سلام اور شیریں خواب ! (لیونارڈ چلا جاتا ہے) لیونارڈ ! لیونارڈ ! (لیونارڈ دوبارہ داخل ہوتا ہے) مقررہ وقت پر میرے ہمراہ کاؤنٹ ہنری کے کیمپ چلنا۔

لیونارڈ :۔ سردار کے حکم کی تعمیل ہوگی۔

پینکراس (تنہا) :۔ میں بے شمار لوگوں پر حکمراں ہوں اور میری کثیر فوج کے مقابل اُس کی قلیل جماعت سائے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی، ایک پھونک میں اُڑ جائیگی پھر بھی اس مغرور کاؤنٹ کے تہور سے مجھے تشویش ہے، مٹھی بھر تابعین اُس کا ساتھ نہیں چھوڑتے، جس طرح کتا اپنے مالک کا رفیق اور معتمد ہوتا ہے ...... میری حماقت ہے، وسوسے بے بنیاد ہیں ...... لیکن کاؤنٹ سے ملنے، اُسے مطیع اور اپنی طرف شامل کرنے کا اس قدر اشتیاق کیوں ہے؟ شاید میری بے لوث روح کو یہی مرتبہ اس کا مدمقابل مل گیا، وہ میری روح کو اوج کی طرف جانے سے مانع ہے، ارتقائے کامل میں خلل انداز ہے، میرے راستے میں صرف اس کی مخالفت رکاوٹ پیدا کرتی ہے، میرا فرض ہے کہ اُس کو مغلوب کر دوں، پھر ...... اُس کے بعد ...... اے میرے حکمتی دماغ کیا تو اپنے

آپ کو بھی دوسروں کی طرح فریب دے سکتا ہے؟ نہیں دے سکتا؟ ...... ہرگز نہیں .... کمبخت پھر اپنے اوپر کیوں شک کرتا ہے؟ شرم! تجھے اپنی قوت کا اندازہ اور اپنی ذات پر بھروسا چاہئے، تو ہی جمہور کا خیال و ذہن اور ان کا حاکم بالادست ہے، تو لاکھوں پر تنہا حکومت کرتا ہے اور ان کی قوت ارادی کا سرچشمہ ہے! ان کی تمام عفریتی قوتیں تیری تابع ہیں، تو ہی اُن کا مرکزِ ثقل ہے، تمام مخلوق کی طاقت کا مجموعہ ہے تو ہی حاکم اور تو ہی حکومت ہے۔ جو افعال دوسروں سے سرزد ہونے پر جرم سے تعبیر ہوتے ہیں اگر تو اُن کا مرتکب ہو تو باعثِ شہرت و عظمت ہیں، تو گمنام شخصوں کو عزت نفس، اپنے حقوق کا احساس اور مطالبے کے لئے آواز بخشتا ہے، ان بہائم کو جو قریب قریب دماغی و اخلاقی محاسن سے خالی ہیں! تو نے اپنی ہم شبیہہ ایک دنیا بنائی ہے، ایک دورِ نو پیدا کیا ہے، تو جس کا معبود ہے، تاہم تذبذب ہے، اپنے اوپر اعتماد نہیں، وثوق نہیں! .... غلط! غلط! ہزار بار غلط! تو عظیم ہے! (اپنے خیالات سے مغلوب ہو کر لڑکھڑاتا ہوا کرسی پر بیٹھ جاتا ہے)

تیسرا نظارہ

(ایک جنگل جس میں کچھ میدان صاف کر لیا گیا ہے، ایک پھانسی نصب ہے اُس کے گرد جھونپڑے اور خیمے ہیں، روشنی اور محافظت کے لئے آگ روشن ہے، مٹکے اور میز پڑے ہیں، مردوں اور عورتوں کا ہجوم ہے، کاؤنٹ ہنری ایک شہری کا بھیس بدلے، سیاہ چوغہ اور کلاہ آزادی پہنے ہوئے داخل ہوتا ہے۔ نیوفائٹ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے)

کاؤنٹ ہنری:- یاد رکھنا!

نیوفائٹ (کان میں) - اپنی عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ آپ کو دھوکا نہ دوں گا نہ افشائے راز کروں گا۔

کاؤنٹ :- اگر تمہاری آنکھ بھی مشتبہ طریقہ سے جھپکی یا انگلی بھی اٹھی تو کتے کی طرح بھیجا اُڑا دوں گا خیال کر سکتے ہو کہ جب اپنی جان ٹھنڈے بیٹوں خطرے میں ڈالتا ہوں تو تمہاری بے حقیقت زندگی کی کیا قدر ہوگی۔

نیوفائٹ :- مگر جناب آپ میرا ہاتھ اس سختی سے دبائے ہوئے ہیں گویا فولاد کا شکنجہ چڑھا ہوا ہے، آخر چاہتے کیا ہیں؟

کاؤنٹ :- میرے ساتھ ایسا طرزِ عمل رکھو گویا ابھی ابھی تم میں شامل ہوا ہوں تاکہ مجمع کو مغالطہ ہو۔ یہ انوکھا ناچ کیسا ہے؟

نیوفائٹ :- یہ ایک آزاد جماعت کا طرب انگیز رقص ہے! (مرد اور عورتیں اُچکتی، کودتی، ناچتی اور پھانسی کے گرد گاتی ہیں)

سب مل کر :- روٹی، گوشت، اور کام! مرحبا!

جاڑے میں آگ! مرحبا!

گرمی میں آرام! مرحبا!

خدا نے ہم پر رحم نہ کھایا! مرحبا!

بادشاہوں کو ترس نہ آیا! مرحبا!

امیروں کا دل نہ پسیجا! مرحبا!

ہم خدا اور بادشاہوں اور امیروں سے منہ موڑتے ہیں! مرحبا!

کافی ناز برداری کر چکے، مرحبا! مرحبا!

کاؤنٹ (ایک لڑکی سے):۔ تمہیں اتنا خوش اور تازہ دم دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا!

لڑکی :۔ میں اس دن کی مدت سے منتظر تھی، برسوں فرش دھویا، برتن مانجے، چھری کانٹے صاف کئے کبھی کسی نے سیدھے منہ بات نہیں کی اب آزاد ہوں بھوک کے وقت کھانا اور پینے کو شراب ملتی ہے، ترنگ آتی ہے تو ناچتی ہوں۔

کاؤنٹ ہنسری :۔ ناچو! ناچو! شہریہ خوب ناچو!

نیو فائنٹ (کان میں):۔ کاؤنٹ خدا کے واسطے ہوشیار رہو نہیں تو پہچان لئے جاؤ گے۔

کاؤنٹ :۔ پہچانا نہیں جاؤں گا مگر مرو گے تم! آؤ لوگوں میں مل جائیں۔

نیو فائنٹ:۔ اُس شاہ بلوط کے نیچے ملازمت پیشہ لوگوں کا مجمع ہے۔

کاؤنٹ :۔ قریب جا کر سننا چاہیئے کہ یہ کیا گاتے ہیں۔

پہلا ملازم :۔ میں نے اپنے آقا کو قتل کر ڈالا!

دوسرا ملازم میں اپنے کاؤنٹ کی فکر میں ہوں اور اس کلب کا جام صحت تجویز کرتا ہوں۔

ملازم خاص :۔ سخت سے سخت مصیبت میں، جوتا صاف کرنے اور اپنے مغرور مالک کے قدموں کی خاک چاٹنے میں، الغرض کسی حالت میں بھی میں نے اپنے حقوق فراموش نہیں کئے بلکہ ہمیشہ محسوس کرتا رہا کہ ہم سب ایک ہی شہر کے افراد اور مساوی حیثیت رکھتے ہیں! میں اس مجمع کا جام صحت پیتا ہوں!

سب ملازم :۔ (مل کر):۔ پریسیڈنٹ کا جام صحت! وہ ہم میں سے ہے اور عزت داری کے رستے میں قدم رکھا ہے، وہ ہماری شہرت کا باعث ہو گا! اور ہم اُس کے شہرۂ آفاق نام پر نعرۂ تحسین بلند کرتے ہیں!

ملازم خاص :۔ اے اہل شہر، اے بھائیو، تمہارا بے حد شکر گزار رہوں!

سب ملازم (مل کر) :۔ محلوں کے کمروں سے لے کر باورچی خانہ و شاگرد پیشہ تک ہر جگہ ہمارے
لئے محبس تھی، اب قید سے چھوٹ کر آزادی کے مرغزاروں میں آئے ہیں، ہمیں
اپنے مالکوں کا کچا چٹھا معلوم ہے اور خوب سمجھتے ہیں کہ مصنوعی چیزوں میں کیسی چمک
دمک ہوتی ہے۔ ہمیں اُن کی تمام حماقتوں، بدکاریوں، جرائم، فسق و فجور کا علم ہے کیونکہ
ہم اُن کے دروغ و مکاری و کمینگی کا خمیازہ بھگت چکے ہیں، شرمناک کام ختم ہوا
اب ہم آزادی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

بھائیو، کھلم کھلا پیو! دن دہاڑے پیو!

کاؤنٹ :۔ وہ لوگ کون ہیں جن کی آوازیں دوسروں سے زیادہ کرخت اور وحشیانہ ہیں؟

وہ! وہ! بائیں جانب ذرا بلندی پر۔

نیو فائٹ :۔ وہ قصائیوں کی ٹولی ہے، وہ بھی اپنا راگ الاپ رہے ہیں۔

سب قصائی (مل کر) :۔ چھری اور کلہاڑی ہمارے حربے ہیں، ہماری زندگی مسلخ میں گزری ہے
ہمیں خون کا رنگ پسند ہے اس سے کچھ غرض نہیں کہ ہماری تیز چھری کس کے گلے پر
چلتی ہے امیر ہوں یا بچھڑے سب کے گلے اُسی چھری سے ریتیں گے۔ ہم فرزندان قتل
وقصاص ہیں! چھری سے پیٹ چاک کرنا بس یہی ہماری معلومات ہے جس کو ہماری
حاجت ہو موجود ہیں، اس پیشے والوں کو تعلیم و تربیت اور کالج میں داخلے کی ضرورت
نہیں، امرا کے لئے فربہ دُنبے کاٹتے تھے، اب جمہور کی خاطر امرا کو چھری کے گھاٹ
اُتاریں گے، ہا! ہا! ہا! اس سے غرض نہیں کہ چھری کے تلے کسی امیر کا گلا ہے یا گائے
کا، مسلخ کا بول بالا! بول بالا خون کے گہرے رنگ کا! بول بالا قصائیوں کی ہمت کا!
گرم اور رعنائی خون میں کھڑے ہونے سے ذرا نہیں ڈرتے!

کاؤنٹ :- یہ بہت اچھے رہے! خیر اتنا تو ہے کہ عزت و فلسفہ کی آڑ نہیں ڈھونڈتے!

اخاہ! یہ کون آرہا ہے؟ بیگم صاحبہ تسلیم بجا لاتی ہوں!

نیوفائٹ (کان میں) :- آپ سے چوک ہوئی "دختر آزادی" یا "شہریہ" کہنا چاہیئے تھا نہ کہ بیگم صاحبہ۔

عورت :- بیگم صاحبہ! بیگم صاحبہ! ارے پھٹے سے منھ! پھپھوندی کی بو آتی ہے!

کاؤنٹ :- خوبصورت شہریہ معاف کرو۔

عورت :- میں ویسی ہی آزاد ہوں جیسے تم ہو، ہوا کی طرح آزاد ہوں اور اس طبقے پر اپنی محبت کھلے بندوں نچھاور کرتی ہوں جس نے مجھے آزاد کیا، دنیا نے تسلیم کر لیا کہ مجھے پورا اختیار ہے اپنی محبت کی باگ جدھر چاہوں موڑ دوں۔

کاؤنٹ :- واہ رے دانشمند عہد جدید! کیا انہیں لوگوں نے تمہیں یہ انگوٹھیاں اور سیم کا گلوبند دیا ہے؟ کیسے سخی اور حوصلہ مند ہیں!

عورت :- یہ تو ان کا تحفہ نہیں بلکہ میرے شوہر نے اُس وقت دئے تھے جب میں کی بیوی تھی، آزاد ہو کر شوہر کو تو دھتا بتائی مگر زیور پر قبضہ رکھا، تمہیں معلوم ہوگا کہ شوہر سے مراد خصم ہے، آزادیٔ نسواں کا دشمن! نہ تو میں لونڈی بنی ہوں! اب آزاد ہوں!

کاؤنٹ :- آزاد شہریہ میرا سلام لو، دلچسپ سیر نصیب ہو! (کاؤنٹ ہنسری اور نیوفائٹ آگے بڑھتے ہیں)

وہ عجیب وضع کا جنگجو کون ہے جو دوہری باڑہ کی سیف پر ٹیک لگائے ہے
مُردے کی کھوپڑی ایک اُس کی ٹوپی پر دوسری وردی پر تیسری چھاتی پر بنی ہوئی ہے
کیا یہی وہ مشہور سپاہی ہے جس کا نام بیا نچیٹی ہے اور جسے جمہور نے کرائے پر لڑنے

کو بُلایا ہے، سابق میں اسی طرح بادشاہ و امرا نوکر رکھتے تھے، کیوں وہی ہے نا ؟

نیوفائٹ :- آپ کا قیاس درست ہے حال ہی میں ہماری سپاہ میں داخل ہوا ہے ۔

کاؤنٹ :- بیاپخیٹی اس قدر بہادری سے کیا ملاحظہ کر رہے ہو، شاید غنیم دکھائی دیتا ہے ؟

بیاپخیٹی :- جنگل میں جو تھوڑی جگہ کھلی ہوئی ہے اُس سے دیکھو تو پہاڑی پہ ایک قلعہ معلوم ہوگا اس قوی دوربین سے اُس کے دھس دیواریں اور چاروں فصیل نظر آتے ہیں ۔

کاؤنٹ :- سچ تو ہے لیکن اس قلعے کو فتح کرتے ہیں دانتوں پسینا آجائے گا ۔

بیاپخیٹی :- تمام شیاطین کی قسم ہرگز نہیں ! اس میں سرنگ لگائی جاسکتی ہے ۔ پہلے ڈھکے ہوئے راستے . . . .

نیوفائٹ :- شہریوں کے جنرل . . . . . (بیاپخیٹی کو اشارہ سے روکتا ہے)

کاؤنٹ (نیوفائٹ کے کان میں) :- ذرا جوغہ کے نیچے دیکھو تمنچہ دونوں پایوں پر چڑھا ہوا ہے !

نیوفائٹ (علحدہ) :- کمبخت کہیں غارت ہو !

کاؤنٹ (بیاپخیٹی سے) :- آپ کے نزدیک اس قلعے کے محاصرے کا بہترین طریقہ کیا ہے ؟

بیاپخیٹی :- آزادی میں میرے بھائی ہو مگر معاملات جنگ میں میرے مشیر کار اور ہو ! قلعہ سر ہونے پر میرے منصوبے خود بخود آئینہ ہو جائیں گے ۔

کاؤنٹ (نیوفائٹ سے) :- میری نصیحت مان اور اسے فوراً قتل کر ڈال - ایسے ہی لوگوں سے امارت وانانیت کی ابتدا ہوتی ہے ۔

راجولاہا :- لعنت ! ان سب پر لعنت !

کاؤنٹ :- بھائی اس درخت کے نیچے کیوں پڑا ہوا ہے، رنگ فق ہے چہرے سے وحشت برستی ہے

جولاہا :- کارخانوں کے مالکوں پر لعنت! سوداگروں پر لعنت! اور لوگ عشق و عاشقی کرتے ہیں، سیر سپاٹے میں وقت گزارتے ہیں، دلکش سبزہ زاروں میں خوشنما خوش پھرتے اور اپنا دل بہلاتے ہیں یا بحری سفر کرتے ہیں جہاں چاروں طرف کھلا ہوا سمندر ہے اور تازہ ہوا ہر سانس کے ساتھ دل میں اُمنگیں پیدا کرتی ہے مگر میری زندگی کا بہترین حصہ تاریکی میں بسر ہوا، تیرہ و تار غاروں میں جہاں دم گھٹتا تھا، ریشم کاتنے کے چرخے نے اسی طرح پابزنجیر رکھا جس طرح ایسے مجرم کو بیڑیوں سے سابقہ رہتا ہے جسے حبس دوام کی سزا ملی ہو۔

کاؤنٹ :- تمہارے کمزور ہاتھوں میں پیالۂ شراب ہے فوراً چڑھا جاؤ اضمحلال دور ہو کر توانائی آجائیگی۔

جولاہا :- مجھ میں اتنا حال بھی نہیں کہ اس ظرف کو ہونٹوں تک لے جاؤں۔ اس قدر ضعیف ہوں کہ یہاں تک بمشکل رینگتا آیا۔ اگرچہ آج موعودہ یوم آزادی ہے لیکن میرے لئے بہت تاخیر ہوگئی، (دم اکھڑ جاتا ہے) کھانا، شراب، آرام، روشنی یہ سب میرے لئے بدیر مہیا ہوئے، لعنت اُن سوداگروں پر جو ریشمی کپڑا خریدتے ہیں اور اُن کارخانوں پر جو ایسا کپڑا تیار کرتے ہیں اور اُن امرا پر جو ایسے کپڑے پہنتے ہیں! لعنت!

(ایڑیاں رگڑ کر مر جاتا ہے)

کاؤنٹ :- پناہ بخدا! کیسی عبرتناک موت ہے! اے آزادی کے مسخرے، عیسائی نما یہودی! اس جسد بے روح کو دیکھ جس پر غروب ہونے والے آفتاب کی خونیں شعاعیں پڑ رہی ہیں۔ تیرے تمام وعدے اس کے کام نہ آئیں گے، وہ لفظوں

کے گھروندے کہاں ہیں جن میں دل کی جگہ خلو ہے، تکملۂ نفس، مساوات، انسانی آزادی، عالمگیر مرفہ الحالی؟

نیو فائٹ (علٰحدہ):۔ مغرور کاؤنٹ! کاش تو بھی ایسی ہی موت مرے! ادھ کٹے تیری سڑی ہوئی لاش نوچیں۔ (بلند آواز سے) میں نہایت عاجزی سے عرض کرتا ہوں کہ اب مجھے رخصت کیجیے، مجھے اپنی سفارت کا نتیجہ بیان کرنا ہے۔

کاؤنٹ:۔ ڈرتا کیوں ہے، کہہ دینا کہ جاسوس کے شبہ میں میں نے تجھے حراست میں رکھا (چاروں طرف نظر دوڑا کر) اس دعوت مطلق العنانی کا شور ختم ہوا، اب صنوبر کے درختوں کے ماسوا جو آفتاب کی شفق گوں روشنی میں جھوم رہے ہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ یہ خونی روشنی گہرے معنی کی حامل ہے۔

نیو فائٹ:۔ کثیف بادل تیزی سے جمع ہو رہے ہیں، یہ طوفان کا پیش خیمہ ہے، ہوا سائیں سائیں چلنے لگی، آپ کو اپنے رفقا کے پاس جانا چاہیئے، درۂ کوہ میں وہ سب آپ کے منتظر ہوں گے!

کاؤنٹ:۔ منتظر ہوں گے تو ہونے دو! میں بالکل محفوظ ہوں اور طوفان کا خوف نہیں۔ تجھے میری جان کا خیال ہے؟ شکریہ! لیکن میرے ساتھ پلٹ! ابھی ان شہریوں کا اچھی طرح معائنہ کرنا ہے۔

درختوں کے نیچے سے آوازیں آتی ہیں:۔ اے کہنہ آفتاب! تیری رات عیش میں بسر ہو! اے دشمن دیرینہ ہم فرزندان بام تجھے سلام اور تیرا جام صحت نوش کرتے ہیں۔ سن رکھ! تو نے ایک مدت ہمیں بلا اجرت کام کرنے پر مجبور کیا اور منہ اندھیرے سے شام تک برابر محنت لی، کل جس وقت برآمد ہوگا اپنے غلاموں کو سوتا پاکھاتا

۱۲۵۴۲

پتیا پائے گا، ہم گوشت اور شراب سے پُر ہوں گے اور یہ بھی خبر نہ ہوگی کہ تو کب طلوع ہوا۔

ایک کسان (پیالہ پٹک کر):- اے خالی پیالے، مجھے شیطان کے حوالے کیا!

نیو فائٹ:- یہ کسانوں کے غول ہمارا راستہ روکیں گے۔

کاؤنٹ:- تو مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتا، اس درخت کی آڑ میں چھپ جا اور اگر اپنی جان پیاری ہے تو خاموش رہ!

سب کسان (مل کر):- آگے بڑھو! آگے بڑھو! تاکہ ان بھائیوں میں مل جائیں جو سفید خیموں میں یا شاہ بلوط کے عفریتی سائے میں چھاونی چھائے ہیں ہم دلچسپ شام کا خیر مقدم کرتے ہیں، چلو آرام کریں، سوئیں اور پھر جاگیں، جو جس لڑکی سے محبت کرتا ہے وہ اس کی منتظر اور مشتاق ہوگی تاکہ اپنا ہاتھ میں دے۔ ہم جن فربہ مویشیوں سے ہل چلاتے تھے انھیں دعوت کے واسطے ذبح کر ڈالا، اب کوئی تھکانے والی محنت نہ کریں گے۔

ایک آواز:- میں اپنی پوری طاقت سے اس کو گھسیٹ رہا ہوں مگر وہ زمین پکڑے لیتا ہے بلکہ میرے مقابلے کو آمادہ ہوتا ہے! آ، بوڑھے، بیوقوف! (جاگیردار کو زدوکوب کرتا ہے) لیٹ مردوں میں!

جاں بلب جاگیردار کی آواز:- تم میری اولاد کی جگہ ہو رحم کرو!

دوسری آواز:- ہونہہ! تو نے کبھی ہم پر رحم کیا تھا؟ آ اور ہمیں دوبارہ اپنی زمین کے ساتھ زنجیر سے جکڑ اور مفت خدمت لے! کیا ارادہ ہے؟ بتا کیا ارادہ ہے؟

تیسری آواز:- تو نے میرے اکلوتے بیٹے کو کوڑے مار مار کر ہلاک کیا، اب اسے خواب

مرگ سے بیدار کر یا خود موت کی چاشنی چکھ اور اسی کی راہ لگ!

چوتھی آواز (بطریق استہزا)۔ اے بوڑھے سردار! فرزندان ہام تیرا جام صحت پیتے ہیں اور تیرے آگے زمین پر ناک رگڑتے ہیں، عفو کے اُمیدوار ہیں۔

سب کسان (مل کر):۔ ایک موذی نے ہمارا لہو چوسا تھا، ہم نے اُس وقت اُسے گرفتار کیا جب اُس کے ہونٹ ہمارے خون سے رنگین ہو رہے تھے، اب وہ ہمارے قابو میں ہے اور جیسا کہ ایک جاگیردار کے شایان شان ہے ہم قسم کھاتے ہیں کہ وہ بہت بلندی پہ لٹکے گا، ہم لوگوں کے سر سے ہاتھوں اُونچا! شیطان کی قسم وہ ضرور مارا جائے گا!

ہر امیر کے لئے موت! ظالموں کا وقت برابر آ لگا! کھانا، شراب، آرام اب ہمارے واسطے ہیں، انھوں نے ہمیں فاقے دیئے، حق تلفی کی، اب ہم زمین اور مکان، گوشت اور شراب ضرور حاصل کریں گے، ہم ننگے سہی مگر انسان ہیں، ہنو فیو! غارت ہو کر قبریں بساؤ!

دوسرے کسان:۔ تمہارے کشتوں کے پشتے یوں لگائے جائیں گے جیسے کھیتوں میں بالیوں کے انبار، تمہاری گردنیں مڑوڑی جائیں گی اور تمہارے فلک نما محلوں کی اینٹ سے اینٹ بجے گی اور خاک اس طرح اُڑے گی جیسے غلہ پھٹکنے میں بھوسی! اس طرح فنا ہوگے جیسے آگ سے بھوسے کا ڈھیر، اس بھاری آلاؤ کے سامنے فرزندان ہام ناچیں گے اور تمام رات اس کے گرد ناچیں گے۔

کاؤنٹ:۔ اس قدر ازدحام ہے کہ مقتول امیر کی لاش نہیں دکھائی دیتی!

تیوفائٹ:۔ شاید وہ تمہارا دوست یا عزیز تھا؟

کاؤنٹ :۔ خاموش! میں اس کو ذلیل سمجھتا ہوں اور مجھ سے کراہت آتی ہے! تاہم اس
وحشیانہ و نفرت خیز منظر کو بھی میری شاعری کسی دن آب زر میں غوطہ دیکر پیش کریگی!
یہودی! آگے بڑھ! (درختوں کے جھنڈ میں غائب ہو جاتے ہیں)

(اسی جنگل کا دوسرا حصہ۔ ایک ٹیلے پر کئی جگہ آگ روشن ہے۔ ایک جلوس
گزرتا ہے جس کے ہمراہ مشعلیں ہیں، کاؤنٹ ہنری اور یہودی ٹیلے کے نیچے نمودار
ہوتے ہیں)

کاؤنٹ :۔ کانٹوں نے میری ٹوپی کو تار تار کر دیا! وہ عنابی شعلے کیسے ہیں جو دوزخ کی آنچ
کی طرح درختوں سے بلند ہو رہے ہیں اور جنہوں نے تاریک جنگل کی طویل و سایہ دار محرابوں
میں آتشیں کرن ٹانک دی ہے۔

نیوفائٹ :۔ درے کی تلاش میں ہم لوگ راستہ بھول گئے۔ پچھلے پاؤں جنگل کو پلٹنا چاہیئے۔ اس مقام پر آج
کی رات لیونارڈ اپنے جدید مذہب کے رسوم بڑی دھوم دھام سے ادا کرے گا۔ میں
دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ واپس چلئے آگے بڑھنے میں موت کا سامنا ہے!

کاؤنٹ :۔ میں نے اپنے جی میں ٹھان لی ہے کہ ضرور سیر کروں گا، یہی تو دیکھنا چاہتا تھا، یہودی
ڈرتے نہیں، کوئی ہمیں پہچان نہیں سکتا۔

نیوفائٹ :۔ دوراندیشی سے کام لیجئے، اس وقت ہماری جانیں بال کے سہارے بندھی ہیں۔

کاؤنٹ :۔ چاروں طرف کیسی بھیانک بربادی کے آثار نمایاں ہیں، جہاں مطلب دنیا ہمارے سامنے
تڑپ رہی ہے وہ اپنی شکستوں میں بھی عظیم ہے، صدیوں کے مقابلہ کے بعد مغلوب ہوئی
منہدم و شکستہ ستون و گنبد، منقش چھتیں، نازک بیل پائے، مرمریں مجسمے، کانسیں
جن میں سنہری بیل ہے، گلابی کھڑکیاں اور گلنار شیشے کچلے جا رہے ہیں اور کراہتے ہیں،

مصوری اور سنگ تراشی کے نمونے، قدیم صناعیاں، دیواروں کے اُبھرے ہوئے نقش و نگار سب پامال ہو رہے ہیں!

اے خدا کیا وہ حضرت مریم مادرِ مسیح کا چہرہ ہے جو تاریکی میں چمک رہا ہے؟ وہ غائب ہو گیا! اُس کی جگہ ایک فرشتۂ مقدس کا چہرہ حلقۂ نور میں نمودار ہوا، ایک صلیب ہے جس کے گرد شرر و حیات کا ہنگامہ ہے، اُف! مشعل کی روشنی میں کسی پچھلے سورما کی منقلب قبر دکھائی دی۔ صلیبیں اور دوسری یادگاریں برف کے گالوں کی طرح منتشر ہو رہی ہیں!

ارے یہودی میں کہاں ہوں؟

نیوفائنٹ: — ہم لوگ مذہب قدیم کے چند مستحکم قلعوں سے جو گرجے کے متعلق تھا گزر رہے ہیں۔ چالیس دن لگاتار تو نئی تسبیحیں دعائیں تھیں، معلوم ہوتا تھا کہ ابدالآباد تک قائم رہنے کو بنایا گیا ہے!

کاؤنٹ: — اے نئے آدمیو، تمہارے گیت اور بھجن میرے کانوں کو ناگوار ہیں۔ مجھے ہر چہار طرف دھندلی پرچھائیاں چلتی پھرتی دکھائی دیتی ہیں۔ سایہ دار نور کے تغیر پذیر اجسام سکڑنے پھیلنے والی ہوا کے جھونکوں میں اڑتے پھرتے ہیں، گویا روحوں کے ساختہ پرداختہ بادل ہیں۔

ایک شخص: — اے شہری آزادی کے نام پر تجھ کو خوش باش کہتا ہوں۔

دوسرا شخص: میں تمہیں امر کے قتل پر مبارکباد دیتا ہوں!

تیسرا شخص: — پیشوایانِ دین آزادی کا ترانہ الاپ رہے ہیں، شریک ہونے کو جلد جلد قدم کیوں نہیں اٹھاتے؟

نیوفائنٹ: — مگر یہ شور ہے! آؤ آگے بڑھنا چاہیے۔

کاؤنٹ :- وہ نوجوان کون ہے جو سامنے قدیم قربان گاہ کے منہدم آثار پر ایستادہ ہے، اُس کے قدموں کے پاس تین شعلے فروزاں ہیں جن کی تیز روشنی اور دھوئیں میں اُس کا چہرہ عجیب طور پر چمک رہا ہے، اُس کے اشاروں سے وحشت و بیخودی برستی ہے اور آواز اس طرح گونجتی ہے جیسے کسی دیوانے کی چیخ۔

نیوفانٹ :- یہی لیونارڈ ہماری آزادی کا نوجوان وصاحب الہام نبی ہے! یہ سب فلسفی و شاعر و صناع و پیشوایانِ مذہب ہیں جو مع اپنی لڑکیوں اور معشوقوں کے اُس کے گرد حلقہ کئے ہوئے ہیں۔

کاؤنٹ :- میں سمجھا یہ تمہارا لطیفہ امرا ہے! وہ آدمی کہاں ہے جس نے تم کو میرے پاس ملاقات کا بندوبست کرنے بھیجا۔

وہ تو یہاں نہیں معلوم ہوتا۔

لیونارڈ :- اُڑ کر میری گود میں آجا اور ہمارے ہونٹوں کو اس طرح باہم چپٹنے دے کہ سانسیں شعلے بن جائیں! اے میری حسین محبوبہ، آ! مجھ تک پر لگا کر آ! نقاب تیرے رُخ سے اور دقیانوسی خیالات دل سے دور ہو گئے، دخترانِ احرار میں تو ہی میرا انتخاب ہے۔

ایک لڑکی کی آواز :- میرے پیارے! میرے محبوب تجھ تک اُڑتی ہوئی پہنچتی ہوں!

دوسری لڑکی کی آواز :- میری طرف دیکھ! میں صرف اپنے ہاتھ تیری طرف پھیلا کر رہ جاتی ہوں بلکہ بے خود کرنے والی مجنونانہ مسرت کی شدت سے بیہوش ہو کر تیرے قدموں میں گرتی ہوں، اُٹھ نہیں سکتی، تیرے چہرے کی طرف ٹکٹکی بندھی ہے!

تیسری لڑکی :- دیکھ پیغمبر دیکھ! میں ان سب پر سبقت لے گئی، چنگاریوں، جلتی ہوئی راکھ، آگ، شعلوں اور دھوئیں سے گزر کر تیرے چرن لیتی ہوں! آ میرے محبوب! مجھے گلے

لگا لوں !

کاؤنٹ :۔ اُس کے سیاہ لمبے بال ہوا میں اُڑ رہے ہیں، وہ ہانپتی ہوئی قربان گاہ پر چڑھ گئی!

نیوفائٹ :۔ ہمارے نوجوان پادری کو روز ایسے واقعات پیش آتے ہیں!

لیونارڈو :۔ آ، اے راحت جان و دل آ! اے دختر آزادی آ! تو الہام ربانی کے باعث کانپ رہی ہے، اس کا تھوڑا حصہ مجھے مستعار دے کہ اپنے بھائیوں کو درس دوں۔ الہامی الفاظ میرے تھراتے ہوئے ہونٹوں میں پھونک دے!

کاؤنٹ :۔ لڑکی کا سر جھک گیا اور دورے شروع ہو گئے! گر پڑی اور اعضا میں تشنج ہے!

لیونارڈو :۔ لوگو ہماری طرف متوجہ ہو۔ ہم تمہارے سامنے ایسی نسل کی تشبیہ پیش کرتے ہیں جو تمام قیود سے آزاد ہے۔ ہم عہد ماضی کی مسمار شدہ عمارت پر کھڑے ہوئے ہیں، عزت و سربلندی ہماری ہیں۔ ہم نے ہر شئے کو کچل کر خاک میں ملا دیا، قدیم زمانے کا خدا مر گیا، بندے سے بندھن جدا کیا گیا، ہمارا فاتحانہ دماغ اُس کی جائے قرار کی بلندی تک پہنچ گیا اور اس کی روح کو دائمی معدومیت کی طرف ڈھکیل دیا!

سب عورتیں مل کر :۔ خوش نصیب اور مبارک ہے پیغمبر کی معشوقہ! ہم اُس کی خدمت اور اُس کی قسمت پر رشک کرتے ہیں۔

لیونارڈو :۔ میں تمھیں ایک نئی دنیا اور بہشت کو ایک نیا خدا دیتا ہوں، یعنی خدائے آزادی و نجات، جمہور کا خدا! ہر ظالم کی لاش اُس کی قربان گاہ کے درخور ہے۔ ایسی لاشوں کا انبار آسمان تک پہنچ جائے گا اور خون کا سمندر موجزن ہو کر انسان کے گزشتہ مصائب کو بہا لے جائے گا۔ آنسو بہت بہہ چکے، اب دور عیش و مسرت دوام کا آغاز ہے۔ آج یوم الاحرار ہے!

اُس کے لئے تباہی اور سولی ؟ جو ماضی کو دوبارہ ترتیب دینا چاہے اور اس طرح انسان کی مساوات کامل کے خلاف سازش کرے۔

سب مرد (مل کر) :- اوہام اور مظالم کے گنبد ڈھا گئے! اس کے لئے موت اور بربادی جو اس کہنہ و بوسیدہ عمارت کا ایک روڑا بھی محفوظ رکھے!

نیوفائٹ (عہدہ) :- یاھو کے حق میں کلمات کفر استعمال کرنے والو تم یقین بالیقین بہت جلد تباہ ہوگے!

کاؤنٹ :- اے عقاب اگر تو اپنے وعدے پر قائم رہا تو میں اسی جگہ انہیں مرے ہوؤں کی جھکی ہوئی گردنوں پر ابن اللہ کا ایک نیا معبد تعمیر کروں گا۔

مختلف نعرے ایک ساتھ :- آزادی، مساوات، شانتی!

نئے پادری :- کہاں ہیں امراء و سلاطین جو ظالمانہ غرور و نخوت کے ساتھ حکومت کرتے تھے اور تاج شاہی بر سر و عصائے خسروی در دست دنیا پر یہ صورت دکھاتے پھرتے تھے وہ آج کہاں ہیں؟

آوازیں :- غارت ہو گئے! ہمیشہ کے واسطے غارت ہو گئے! مرحبا! مرحبا!

ایک قاتل :- میں نے شاہ الکزینڈر کو قتل کیا!

دوسرا قاتل :- میں نے شاہ ہمبرٹ کو!

تیسرا قاتل :- میں نے شاہ ابینوکل کو! مرحبا!

لیونارڈ :- بے دھڑک آگے بڑھو اور بغیر پچھتائے ہوئے قتل کرو۔ تم مقتولوں کے مقتول ہو کیونکہ اس خدا کے بیٹے ہو جسے جمہور نے منتخب کیا ہے۔ تمہیں شہیدان آزادی و انسانیت پناہ آزادی رہو!

سب قاتل (مل کر) :- ہم رات کی تاریکی میں دبے پاؤں چلتے ہیں، سایہ ہماری نقل و حرکت کا پردہ پوش ہوتا ہے۔ ہمارے بازو قوی اور ہمارے حربے تیغ و خنجر ہیں، ہم اپنے بھائیوں کی بہبود کے واسطے خون بہاتے ہیں!

لیونارڈو (نوجوان لڑکی سے) :- اے میری محبوبہ چوکنی ہو! (بجلی کی کڑک سنائی دیتی ہے۔ جس سے مخاطب ہو کر) اس زندہ خدا کو لبیک کہو جو زبان رعد سے گفتگو کرتا ہے! آزادی کے مستعد فرزند میری مشابہت کرو! مگر نہ کانپو! آؤ ایک مرتبہ اور اس مردہ خدا کے گرجے کو ٹھکرائیں!

اے میری معشوقہ جاگ جا اور اپنے جھکے ہوئے سر کو اٹھا!

لڑکی :- تیری اور تیرے خدا کی محبت نے مجھ میں گرمی اور ہیجان پیدا کر دیا ہے! میں تمام بنی آدم اور تمام کائنات کو اپنی محبت میں شریک کروں گی! میں جاگ رہی ہوں!

چمک رہی ہوں!

کاؤنٹ :- وہ کون ہے جو راستہ روکے ہوئے ہے؟ وہ جو زمین پر گھٹنے ٹیکے ہوئے اور ہاتھ اٹھائے ہوئے گڑگڑا کر اس سے بولتا ہے؟

نیو فائٹ :- ہمارے گاؤں کا لڑکا ہے۔

لیونارڈو :- ہرمین! کیا چاہتا ہے؟

ہرمین :- اے بزرگ پادری مجھے قتل کا حکم دیجئے!

لیونارڈو :- لے یہ خنجر اور زہر لا! اس پاک خنجر سے جو کسی وقت سلاطین کے جسم پر چلایا جاتا تھا، میں ان کے قتل کا فتویٰ دیتا اور تجھے ان کے قتل پر مامور کرتا ہوں، امرا اور خطاب یافتہ لوگوں کے قدیم حربے تیرے سپرد کرتا ہوں، انہیں کی موت

کے واسطے ان حربوں کو استعمال کر، زہر کی صراحی تیرے سینے پر لٹکتا ہوں جہاں تلوار کی رسائی نہ ہوگی یہ ظالموں کی انتڑیاں کاٹے گا اور اُن کا کلیجا بھونے گا! جا تجھے دنیا کے تمام جابروں کو تباہ کرنے کا حق حاصل ہو گیا!

کاؤنٹ:۔ وہ قاتلوں کا سرخیل بن کر روانہ ہوا مجمع پہاڑی پر چڑھ کر یقیناً ہماری طرف آ رہا ہے۔ لیونارڈ پیش پیش ہے۔

نیو فائٹ:۔ ہمیں یہاں سے چلا جانا چاہئے۔

کاؤنٹ:۔ ہرگز نہیں میں اس خواب کو انتہا تک دیکھوں گا!

نیوفائٹ (علٰحدہ) یا ھو! میری سُن لے اور اس کمبخت کو جلد غارت کر! (کاؤنٹ ہنری سے) لیونارڈ مجھے ضرور پہچان لے گا۔ آپ نے وہ خونخوار چہرا دیکھا جو اُس کے سینے پر چمک رہا ہے؟

کاؤنٹ:۔ یہودی! میرے چوغے کی تہوں میں چھپ جا! کیا اُن عورتوں کو پہچانتا ہے جو اُس شخص کے گرد ناچ رہی ہیں تو جس کو لیونارڈ کہتا ہے؟

نیوفائٹ:۔ سب کو نام بنام جانتا ہوں۔ وہ ان شہزادوں اور امیروں کی بیویاں ہیں جنہوں نے اپنے خاوندوں کو چھوڑ کر ہمارا مذہب اختیار کیا ہے۔

کاؤنٹ:۔ ایک وقت تھا کہ میں عورتوں کو فرشتہ سمجھتا تھا۔ ان کی پرستش . . . . . مجمع نے اُسے گھیر کر میری نگاہ سے پوشیدہ کر دیا، لیکن چونکہ گانے کی آواز مدہم ہوتی جاتی ہے وہ مع اپنے ہمراہیوں کے ہم سے دُور ہوتا جاتا ہے، یہودی! میرے ساتھ آ، یہاں سے اچھی طرح دیکھ سکیں گے۔ (ایک دیوار کے پشتے پر چڑھ جاتا ہے)

نیوفائٹ:۔ ہائے! ہائے! یہاں تو ہر شخص ہمیں پہچان لے گا!

کاؤنٹ:۔ میں اُسے دیکھ رہا ہوں، دوسری عورتوں نے جن کے اعضا میں تشنج ہے، جن کا

رنگ زرد ہے اور فاقہ زدہ معلوم ہوتی ہیں اُس کے گرد ہجوم کیا ہے، فلسفی کالٹڑ کا بھی ہے، اُس کے منھ سے کف جاری ہے، عجیب و غریب اشارے کرتا اور خنجر کو گردش دے رہا ہے، وہ شمالی برج تک پہنچ گئے، منہدم عمارت کے گرد رقص کیا، شکستہ چیزوں کو روندا گا تھک زمانے کے تعمیر کردہ معبد کو توڑا، مقدس افتادہ قربان گاہوں، مذہبی تصویروں اور ٹوٹی ہوئی صلیبوں پر آگ پھینکی! شعلے بھڑک رہے ہیں ——— دھواں بلند ہوا اور پیش نگاہ جو منظر تھا اُس پر تاریکی چھا گئی! لعنت ہو ان مشرکوں اور مرتدوں پر! افسوس! افسوس!

لیونارڈ:۔ حیف ہے اُن لوگوں پر جو اب تک ایک بے جان خدا کی عبادت میں سر جھکاتے ہیں!

کاؤنٹ :۔ یہ سیاہ کار غول پلٹا اور اب ہماری طرف آرہا ہے۔

نیوفائٹ:۔ یا ابراھیم

کاؤنٹ :۔ عقابِ شہرت! ابھی میرا وقت نہیں آیا!

نیوفائٹ:۔ اب قضا آگئی! کوئی صورت مفر کی نہیں!

لیونارڈ:۔ (دونوں کو ٹوک کر) :۔ بھائی تو کون ہے جس کے چہرے سے رعونت ٹپکتی ہے؟ ہماری معیت میں کیوں نہیں چلتا؟

کاؤنٹ :۔ میں نے کل ہی اس احتجاج کی خبر سُنی اور سنتے ہی بہت مسافت قطع کر کے تمہاری کمک کو آیا ہوں، میں سپاہ توی جماعت کشندگان کا رکن ہوں!

لیونارڈ:۔ اور یہ کون ہے جو تمہارے قرغل میں منھ چھپانا چاہتا ہے؟

کاؤنٹ:۔ میرا چھوٹا بھائی ہے، اس نے قسم کھائی ہے کہ جب تک کسی امیر کو قتل نہ کر لوں گا کسی کو منھ نہ دکھاؤں گا!

لیونارڈ :- اور تم نے کس کے قتل کا فخر حاصل کیا ؟

کاؤنٹ :- کل ہی تو قتل کا بیڑا اٹھایا ہے !

لیونارڈ :- سب سے پہلے کسے قتل کرو گے ؟

کاؤنٹ :- سب سے بڑے ظالم کو! انہیں کو، اگر دغا باز ثابت ہو !

لیونارڈ :- اے بھائی ! ایسے کام کے واسطے میرا خنجر حاضر ہے !

کاؤنٹ (اپنا خنجر نکال کر) :- دغا باز کا کلیجا چیرنے کو یہ کافی تیز ہے !

بہت سی آوازیں :- آفریں لیونارڈ کو جو جمہور کا دوست ہے !

دوسری آوازیں :- زندہ باش ! پائندہ باش ! قاتل ہسپانوی !

لیونارڈ :- کل ہمارے جنرل کے خیمے میں مجھ سے ملنا !

سب پادری (مل کر) :- اے دوست ! ہم آزادی کے نام پہ تجھے سلام کرتے ہیں۔ تو ہماری حفاظت کا امین ہے۔ وہ یقیناً متقی ہوتا ہے جو ہمیشہ جنگ و جدل، قتل و غارت پہ کمربستہ رہتا ہے اور شکست کے خوف کو اپنے پاس پھٹکنے نہیں دیتا۔

سب فلسفی (مل کر) :- آخر کار نسل انسانی کو ہم نے اس کے طویل و خطرناک خواب سے بیدار کر دیا اور صداقت جو پہلے نقاب پوش ہو گئی۔ ہم اس کو تاریکی سے روشنی میں کشاں کشاں لے آئے ——— روانہ ہوا اور جاری ہو گیا۔ تاکہ اس کے وقار اور قوت کا اظہار ہو۔

ایک فلسفی کاؤنٹ کا (کاؤنٹ جیری سے) ساتھی اور دوست ! آئیے زمانے کے ایک ولی کی خالی کھوپڑی میں تیرا جام صحت پیتا ہوں (اس کے بعد بوسیدہ کاسہ سر کو جو ہاتھ میں ہے پھینک دیتا ہے)

ایک لڑکی (کاؤنٹ جیری کی طرف ناچتی ہوئی آتی ہے) کیا تم شاہ پولس کو میری خوشبو دو گے

کے لئے قتل کروگے؟

لڑکے :- ہمارے واسطے امیروں کی کھوپڑیاں لاؤ، نئے گیندوں کی ضرورت ہے!

دوسرے لڑکے :- قسمت کی یاوری تمہارے خنجروں کو ان کے دلوں تک پہنچا دے!

مجمع کارگراں :- ہم اپنا گرجا ان مسمار شدہ کلیساؤں کی عمارتوں پر بنائیں گے۔ اس کی چاردیواری کے اندر مورتیں نہ ہوں گی، نوکدار گھڑیالوں اور دھاردار منار کی محرابیں ہوں گی، اس کے ستونوں کا سائبان سر پر قائم ہوں گے بالائی حصوں پر پتیوں کی جگہ بالوں کی بنی ہوئی ہولیاں ہوں گی جن سے خون کی سوتیں جاری ہوں گی۔ ہماری قربان گاہ ایسی سفید ہوگی جیسے ابھی ابھی گری ہوئی برف اور ہمارا خدا اسے واحد آزادی کی سرخ ٹوپی پہنے ہوئے متمکن ہوگا! مرحبا!

دوسری آوازیں :- بڑھو بڑھو! سپیدۂ سحر نمودار ہو چلا۔

نیوکانسٹ :- بس! اب ہم سامنے والی سولی پر چڑھ جائیں گے!

کاؤنٹ :- وہ لیونارڈ کے پیچھے پیچھے جا رہے ہیں، ہماری طرف متوجہ نہیں ہیں۔

خاندانوں میں وابستہ والے مستقبل کو، اس بے ترتیبی کو جس میں جان پڑ رہی ہے، اس تیرہ غار کو جو میرے اور میرے ساتھیوں کے لئے منہ کھولے ہوئے ہے اور مقابل عزت ماضی کو تنہائی ڈگی دے رہا ہے آج آخری مرتبہ دیکھتا اور تولتا ہوا۔ پھر تو بار بار مرنے آدھا ہوئی جائے گا۔

ماوری ونظم کی نئی صورتی روح میں تازہ جوش پیدا کر رہی ہے اے خدا! ایک بار پھر وہی آتشیں قوت دے جو کہ کبھی کا مالک تھا تاکہ زنگارے کی طرح دہکتی ہوئی ایک لفظ میں اس نئی اور پرانی دنیا کی تصویر کھینچ کر اس کی خباثت کو آئینہ

کر دوں جیسے آنے والی نسلیں اپنی شاعری کا نصب العین بنائیں !

ایک آواز :- تو ایک ڈراما گا رہا ہے !

کاؤنٹ :- تو دوست ہو یا دشمن، میں اس یاددہانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ اپنے آبا و اجداد کی خاک کی بے حرمتی کا قصاص ضرور لوں گا ان جدید نسلوں پر قہر خدا نازل ہو !

گرداب میرے گرد جوش کھا رہا ہے اور چاہتا ہے کہ مجھے اپنے دمبدم تیز ہونے والے دہارے میں بہا لے جائے، یہ ممکن نہیں، نہ اس اتھاہ سیلاب کے بے شعوری سے پے بہ پے پھیلنے والے دائرے مجھے اپنے حلقہ میں لے سکتے ہیں !

عقاب ! اے میرے عقاب ! اپنے وعدے پر قائم رہ ! یہودی ! اب میں دروں سے گزرنے کو تیار ہوں !

نیوفائنٹ :- صبح ہوگئی، اب میں آگے نہیں جا سکتا -

کاؤنٹ :- مجھے رستہ بتا دے پھر جہاں چاہتا چلا جانا -

نیوفائنٹ :- آپ اس گہرے کانٹوں اور راکھ کے ڈھیر اور تاراج مقاموں میں مجھے کیوں گھسیٹتے ہیں، میں آپ کی منت کرتا ہوں کہ مجھے رخصت کیجئے -

کاؤنٹ :- پہاڑی سے میرے ساتھ اتر !

حواس باختہ انسانوں کے آخری وحشیانہ گیت ختم ہوئے، بکھری ہوئی روشنیاں جھلملاتی اور تاریکی میں بمشکل نظر آتی ہیں، ان معمر درختوں کے نیچے اور زرد عمارات میں مجھے ماضی کے کشیدہ قامت سائے دکھائی دیتے ہیں .... کیا تو وہ غمگین صدائیں نہیں سنتا ؟

نیوفائنٹ :- منجمد کرنے والا کہر ہر شئے پر چھایا ہوا ہے اور ہمارا ہر قدم ہمیں ہلاکت سے

قریب کر رہا ہے!

روحوں کی ملی ہوئی آوازیں جنگل سے آتی ہیں:۔

ماتم کرو مسیح کا!
وہ مبتلائے غم خدا،
ہے ہے جلا وطن ہوا،
راعی سے گلہ چھٹ گیا
ماتم کرو مسیح کا! [1]

گرجا مقدس اب کہاں؟
باقی نہیں کہیں نشاں،
نظروں میں تیرہ ہے جہاں،
اپنا سہارا اُٹھ گیا،
ماتم کرو مسیح کا! ماتم کرو مسیح کا!

کاؤنٹ:۔ تلوار نیام سے لو اور مصروف جدال ہو! میں اُسے تم کو واپس دوں گا! اور اس کے دشمنوں کو ہزاروں صلیبوں پر چڑھا دوں گا!

روحیں:۔

نگرانِ شبانہ روز تھے ہم اُس کی جائے پاک کے
ناظر[2] گھڑی گھڑی رہے، اسلاف کی بھی خاک کے

[2] ناظر نگہبان

---

[1] ہر مصرع کا وزن مستفعلن مفاعلن دو بار ہے۔ یہ بحر اُردو میں نئی ہے۔ فارسی میں بھی نظر سے نہیں گزری۔ اہل فن دیکھیں گے کہ ارکان رجز سے اس کے اوزان کا استخراج اصولاً درست ہے۔ اثر

جس دم صدائے بازگشت ٹکرائی گنبدوں سے تھی
کرتے تھے وجد شش جہت یہ شان تھی دعاؤں کی

یا نغمۂ ارغنون کے تھے فردوس گوش ایک ایک
یا کچھ نشاں ہیں خون کے عبرت فروش ایک ایک

نقش و نگار سقف و در پانی سے جیسے دھل گئے
وہ شاہکار سحر ہنر مٹی میں کیسے رل گئے

رنگین شیشے چور چور ٹوٹی ہوئی ہیں مورتیں
بکھرے ہوئے ہیں دور دور مستور کچھ ہیں خاک میں

مرکز تھا جو خیال کا صحبت وہ نہیں رہا
شیرازہ منتشر ہوا تختہ ہی وہ الٹ گیا

انسان مطلق العنان سمجھا ہوا ہے آپ کو
ظلمت پہ صبح کا گماں دھوکا دیا ہے آپ کو

گرجا مقدس اب کہاں　　　باقی نہیں کہیں نشاں
نظروں میں تیرہ ہے جہاں　　　اپنا سہارا اُٹھ گیا
ماتم کرو مسیح کا ! ماتم کرو مسیح کا !

کاؤنٹ :- آفتاب طلوع ہوا اور سائے اُس کی سُرخ شعاعوں میں حل ہو گئے !

نیوفائنٹ :- آپ کا راستہ وہ ہے، ہم درۂ کوہ کے دہانے پر پہنچ گئے -

کاؤنٹ :- المدد خداوند یسوع مسیح ! المدد اے تیغ خوش غلاف ! (کلاہ آزادی کو سر سے نوچ کر زمین پر پٹک دیتا ہے اور اُس میں کچھ سکّے سونے چاندی کے ڈال دیتا ہے) بطور یادگار اس ٹوپی کو اور جو کچھ اس میں ہے لے جا ! یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں

نیوفائنٹ :- آپ نے قول دیا ہے کہ آج رات کو جو آپ سے ملنے آئے گا اُسے گزند پہنچائیں گے ؟

کاؤنٹ :- شریف اپنے وعدے کو دوہراتا ہے نہ اُس کے خلاف کرتا ہے، جا !

اے تیغ ! اے میری تلوار ! تمہارا خیر مقدم کرتا ہوں !

درۂ کوہ سے آوازیں :- تا دیر قائم رہے ہمارا خدا، ہماری تلواریں اور حضرت مریم !

کاؤنٹ (نیوفائنٹ سے) :- رخصت ! اب میں ہوں اور میرے وفادار رفیق !

مسیح و مریم المدد !

چوتھا نظارہ

(درخت، جھاڑیاں، پینکراس، لیونارڈ اور ہمراہی)

پینکراس :- یہیں خاموش لیٹے رہو، کان زمین سے لگے رہیں، کوئی اشارہ نہ کرنا، نہ آگ سلگانا، اگر میرے پستول کی آواز سنو تو فوراً لپکو ورنہ صبح تک یہاں سے جنبش نہ کرنا!

لیونارڈو :- شہری! میں ایک بار پھر استدعا کرتا ہوں کہ مجھے اپنے ساتھ لے چلو!

پینکراس :- اس لمبے صنوبر کے درخت کے نیچے استراحت کرو، بلکہ ممکن ہو تو سو جاؤ!

لیونارڈ :- مجھے اپنے ساتھ رہنے دو، کیوں اپنی جان مغرور کاؤنٹ ہنری کے حوالے کرتے ہو؟

پینکراس (ٹھہرنے کا اشارہ کر کے) :- یہ لوگ اپنے قول سے منحرف نہیں ہوتے۔

پانچواں نظارہ

(کاؤنٹ ہنری کے محل کا ایک وسیع کمرہ، پرانے اسلحہ اور خاندانی تصویریں، ایک ستون پس پشت ہے جس پر کاؤنٹ ہنری کے خاندان کا مارکہ بنا ہوا ہے، کاؤنٹ ایک سنگ مرمر کی میز کے سامنے بیٹھا ہوا ہے، میز پر ایک قدیم وضع کا لیمپ روشن ہے، ایک تلوار بھی رکھی ہے جس کا قبضہ مرصع کار ہے، دو پستول ہیں، ایک شیشہ ساعت اور ایک کلاک، اس میز کے مقابل ایک دوسری میز پر نقرئی صراحیاں، کنٹر اور شراب کے بڑے بڑے پیالے چنے ہوئے ہیں)

کاؤنٹ ہنری :- آدھی رات! یہی پُر معنی ساعت تھی اور ایسے ہی خطرات و توہمات آخری

بروٹس کو بھی گھیرے ہوئے تھے جب اُس کی قسمت کا ستارہ گردش میں آیا، تجھے بھی ایک سایہ کا انتظار ہے، ایک ایسے شخص کا جو گمنام ہے، جس کے آبا و اجداد کا پتہ نہیں، جس کا کوئی ہادی نہیں، مذہب نہیں، خدا نہیں، جس کا فرض ولین پچھلے کارناموں کو مٹانا ہے، اگر مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اُسے دوبارہ گمنامی میں ڈبو دوں تو وہ سوسائٹی، اُس کے روایات، اُس کے عقائد کو فنا کر دے گا اور قسمت انسانی کے ایک نئے دور کی بنیاد رکھے گا، یہ ہے وہ جدید قیصر جس کا میں منتظر ہوں! . . . . .

عقاب شہرت سُن! اے میرے بزرگوں کی روحو مجھ میں وہ آتشیں طاقت پھونک دو جس کی بدولت تم دنیا پر حکمراں تھے، آہ! وہی شیر کا دل دیدو جو تمہارے سینوں میں دھڑکتا تھا، اپنی مرعوب کرنے والی شان کو میری پیشانی سے جلوہ گستر کرو، میری رُوح میں مذہب کی وہ آگ بھڑکے جو غیر مفتوح تھی اور جس کا عقیدہ مسیح اور اس کے کلیسا میں راسخ تھا، جو اُمور دنیوی میں تمہارا رہبر تھا اور اُمید نجات کو استوار کرتا تھا، اس مقدس آگ کو دوبارہ مجھ میں مشتعل کرو تاکہ اپنے دشمنوں کو اُس کی اور تلوار کی آنچ سے جلا کر تباہ کر دوں، اپنے مخالفوں پر تجھپا ہوں اور ان کو تہ تیغ کر دوں، ان بے شمار فرزندان خاک کو جو میرے منہ آتے ہیں! میرے! جس کی سو پشتیں حکمرانی میں گزریں اور جو تمہاری تمام خوبیوں، عقیدوں اور غلطیوں کا تنہا اور آخری وارث ہے!

(قلعہ کا گھنٹہ بجتا ہے)

وقت مقررہ آگیا! میں تیار ہوں! (وفادار جیکب مسلح داخل ہوتا ہے)

جیکب :- جس شخص کے منتظر تھے حاضر ہے،

کاؤنٹ :- آنے دو!

(جیکب جاتا ہے، دوبارہ داخل ہو کر پینکراس کا نام لیتا اور پلٹ جاتا ہے)

پینکراس:- کاؤنٹ میں تمہیں سلام کرتا ہوں گو لفظ کاؤنٹ میرے ہونٹوں کو اجنبی معلوم ہوتا ہے (ایک کرسی پر چوغہ اور سرخ ٹوپی اُتار کر رکھ دیتا ہے، اُس ستون کو بغور دیکھتا ہے جس سے خاندانی مارکہ آویزاں ہے)

کاؤنٹ:- میں تمہارا شکرگزار ہوں کہ اس قدیم خاندان کے قول پر اعتماد کیا، دستور کے موافق تمہارا جام صحت پیتا ہوں (ایک پیالہ بھر کر پینکراس کو دیتا ہے)

پینکراس (اب تک ستون کی طرف دیکھ رہا ہے):- اے شریف کاؤنٹ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو یہ نیلی اور سُرخ ڈھال گزرے ہوئے لوگوں کی بھولی ہوئی زبان میں خاندانی مارکہ کہلاتی تھی، لیکن ایسی غیر ضروری چیزیں روئے زمین سے بہت جلد غائب ہو جاتی ہیں

کاؤنٹ:- اگر خدا کی مدد شامل حال ہے تو دوبارہ ظاہر ہوں گی!

پینکراس:- قدیم شرفا کا کیا کہنا! تمہارا جواب اُن کے شایان شان ہے، امرا دور حاضرہ سے سبق نہیں لیتے بلکہ ہمیشہ اپنی ذات پر بھروسا کرتے ہیں، پیسہ پاس نہیں قرض لیتا نہیں مگر وہی اکڑ فوں، وہی ضد، وہی اُمید کے خلاف اُمید! فوج نہیں، ہتھیار نہیں مگر جرأت ہے سربلندی ہے! نقل مشہور ہے کہ مرنے پر تابوت سے دھمکیاں دیتے ہیں کہ قبرستان میں سمجھیں گے!

جب اپنا آسرا ٹوٹ جاتا ہے تو خدا پر تکیہ کرتے ہیں یا یہ کہا کرتے ہیں کہ خدا پر تکیہ ہے، اے کاؤنٹ ذرا مجھے اُن بجلیوں کی جھلک تو دکھا دو جو خدا نے خاص تمہارے فائدے کے لیے اٹھا رکھی ہیں، جن سے میں اور میرے لکھوکھا ساتھی خاک سیاہ کئے جائیں گے! وہ عظیم الشان فرشتے کہاں ہیں جو تمہاری مدد کریں گے، جن کی اعانت سے

مجھ پر غلبہ پاؤ گے اور خونریزی کے بغیر تمام دنیا مطیع و منقاد ہو جائے گی (جام شراب خالی کرتا ہے

کاؤنٹ:- اے جمہور کے سردار تجھے مذاق سوجھا ہے لیکن کفر بھی ایک پرانا نسخہ ہے، نئے آدمیوں سے نئی باتوں کی توقع تھی!

پینکراس:- کاؤنٹ صاحب آپ کو اختیار ہے کہ اپنی حاضر جوابی پر ہنسئے لیکن میں عقائد میں آپ سے زیادہ پختہ ہوں اور میرے عقائد کا دائرۂ عمل آپ کے مذہب سے زیادہ وسیع ہے میرے دین کا سنگ بنیاد "آزادیٔ انسان" ہے، اس کا سرچشمہ وہ ہولناک و مایوسانہ چیخیں ہیں جو بے شمار مظلوموں کے تھکے ہوئے دلوں سے متواتر نکل کر عرش خدا کی طرف بلند ہوتی ہیں، پیشہ ور لوگوں کی ذلت و فاقہ کشی، کاشتکاروں کی ناداری مزدوری کی مصیبت، اُن کی بیویوں اور لڑکیوں کی عصمت دری، قوم کا عام اور نامنصفانہ قوانین اور خونخوار تعصبات!

میرے عقائد اسی قسم کے ہیں۔ یہ سب روح فرسا آلام سے معرض وجود میں آئے ہیں، اسی وجہ سے تمام ملک میری کمک پر آمادہ ہے اور میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ اس نئے مذہب کو رواج دوں گا جسے خدا نے انسانوں کے دلوں پر نقش کر دیا ہے، وہ جانتے ہیں کہ خدا نے سب کو مساوی بنایا، سب کو پیدائشی حقوق دئے، فراغت، اطمینان، املاک، آزادی! یہی میری قوت کا راز ہے اور یہی خیالات میرے خدا کا دیا، خدا جس نے سب کے واسطے رزق و آسائش، ناموری و نجات کا یکساں سامان کیا ہے (ایک پیالہ شراب سے بھر کر چڑھا جاتا ہے) کس کی مجال ہے جو اس مذہب

کی ترقی کو روک سکے۔

کاؤنٹ :- حالانکہ یہ خدا وہی خدا ہے جس نے میرے اسلاف کو ثروت و حکومت عطا کی تھی!

پینگراس :- کیا اب بھی خدا پر بھروسا کرتے ہو باوجودیکہ تمام عمر شیطان کا کھلونا بنے رہے، شاید یہ بھی تمہارے دوستوں کا مذاق ہے، خیر یہ بحث علم الٰہیات کے ماہرین کے واسطے چھوڑ دینا چاہیے اگر ایسے عجیب الخلقت انسان اب تک موجود ہوں، ہمیں ناگزیر واقعات کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

کاؤنٹ : جمہور کے نجات دہندہ! اے اُن کے معبود! تو کیا چاہتا ہے اور اس ملاقات کا منشا کیا ہے؟

پینگراس :- اولاً تمہیں جاننا ثانیاً بچانا چاہتا ہوں!

کاؤنٹ :- اول کا شکریہ! دوسرے کے لیے میری تلوار ہے!

پینگراس :- تمہارا خدا اور تمہاری تلوار ایسے اوہام ہیں جن کا خلاق تمہارا دماغ ہے، خوفناک حقیقت کی طرف دیکھو جو تمہارا احاطہ کئے ہوئے ہے، کروڑوں بددعائیں تم پر پڑ چکی ہیں لکھوکھا قوی بازو تمہیں موت کے منہ میں جھونکنے کو بلند ہیں، جس عہد پاستان پر اس قدر اترائے ہو اُس کا کوئی نشان تمہارے پاس بجز چند گز زمین باقی نہیں وہ شاید قبر کو بھی کافی نہ ہو! ہرلی ٹرینٹی کا قلعہ تمہاری آخری جائے پناہ چند روز کا مہمان ہے، تمہارے پاس فوج ہے نہ توپیں نہ اور آلاتِ حرب نہ سامانِ رسد، مانا کہ تمہارے ساتھی مارنے مرنے کو تیار ہیں مگر کیا انھوں نے فاقے کرنے کا بھی وعدہ کیا ہے؟ پوچھ لینا

کہ ضرورت کے وقت تمہیں چھوڑ کر فرار ہو جائیں گے، جو کچھ کہتا ہوں حرف بحرف صحیح ہے، میں اور تم دونوں جانتے ہیں کہ تمہارے پاس کچھ نہیں جس سے اُمید وابستہ ہو!

بہادر کاؤنٹ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو جانتے ہو کیا کرتا؟

کاؤنٹ :- کہے جاؤ، دیکھتے ہو کہ کیسے صبر کے ساتھ سُن رہا ہوں؟ ہاں تم ہوتے تو کیا کرتے؟

پینکراس :- اگر میں کاؤنٹ ہنری ہوتا تو پینکراس سے کہتا کہ سچ کہتے ہو کوئی اُمید نہیں رہی اپنی فوج کو برطرف اور رعایا کو رخصت کرتا ہوں، ہولی ٹرینی کا قلعہ تمہارا ہے۔ لو اور اس کے عوض میں میرا خطاب اور جائداد میرے پاس رہنے دو، اس قول پہ عزت کی مہر کرتا ہوں، خلاف ورزی نہ ہوگی!

کاؤنٹ ہنری تمہاری عمر کیا ہے؟

کاؤنٹ :- ۳۶ سال

پینکراس :- صرف ۳۶ سال!! اچھا تو تم پندرہ برس جینے کی اور اُمید کر سکتے ہو کیونکہ تم سے مزاج والے ہمیشہ جوان مرتے ہیں، تمہارا لڑکا بلوغ کے بجائے قبر سے نزدیک ہے، تم تنہا کوئی شدید مضرت نہیں پہنچا سکتے، ہم تم سے مزاحمت نہ کریں گے، آخری کاؤنٹ کی حیثیت سے آبائی محل میں چین کرو، تمہیں اختیار ہوگا کہ اپنے اجداد کی تصویروں کو جہاں جہاں خال و خط مٹ چکے ہیں دوبارہ درست اور خاندانی مار کے پر جلا کراؤ تمہارا بدنصیب طبقہ بربادی کا مستحق ہے اس کا خیال نہ کرو۔ جانتے ہو کہ عرصہ دراز تک لوگوں پر کیا کیا مظالم کئے گئے ہیں، انصاف کی تلوار کے منہ پر آؤ، اور ظالموں پہ

چلے بغیر نہیں رہ سکتی! تمہارا جام صحت پیتا ہوں! "آخری کاؤنٹ"! (پیالہ بھر کر خالی کرتا ہے)

کاؤنٹ :- اپنی تقریر ختم کرو! ختم کرو! تمہارا ہر لفظ گستاخانہ ہے، کیا تمہارا خیال ہے کہ ایسی حقیر زندگی کے لئے غلامی قبول کر لوں گا اور زنجیروں میں جکڑا ہوا تمہارے ظفریاب لشکر کے ساتھ کشاں کشاں پھروں گا! ان امرا کو چھوڑ دوں گا جن کی امداد کی قسم کھائی ہے! اب آپ کچھ نہ کہنا! برداشت کی حد ہوتی ہے! وہ جواب نہیں دے سکتا تمہاری گفتگو جس کی مقتضی ہے کیونکہ مہمان ہو اور جب تک یہاں ہو تمہاری توہین گناہ ہے، میرے ملازم تمہارے محافظ ہیں اور ایک شریف قول ہار چکا ہے!

پینکراس :- شریف قول ہارنے والے ہمارے عہد میں پھانسی پر لٹکتے ہیں، تم ایک پھٹا ہوا جھنڈا بلند کر رہے ہو جس کے کہنہ و بوسیدہ چیتھڑے ان رنگین پھریروں میں جو عالمگیر ترقی اور انسانیت کی مسرت آگیں نشانیاں ہیں یہ نا معلوم ہوتا ہے! اسے تہہ کر رکھو! میں تمہاری ہمت مردانہ سے واقف ہوں جان پر کھیل سکتے ہو مگر میں تمہیں اس ارادہ سے باز رکھنا چاہتا ہوں، ابھی تم میں حیات و جوش نمو باقی ہے تاہم اپنے آپ کو سڑی ہوئی لاشوں سے باندھتے ہو اور بات کی لاج کا بیہودہ خیال دل سے نہیں نکلتا! زوال آمادہ صنادید کے گرویدہ ہو کر مُردوں کی ہڈیاں سمیٹ رہے ہو، حکمرانی کا نشہ اور غنا پذیر مار کے اب تک تمہارے دماغ میں بسے ہوئے ہیں مگر دل میں قائل ہو گئے کہ تمہارے ہمپایہ امرا اس عذاب کے مستحق ہیں جو ان کے لئے تجویز کیا گیا ہے اور یہ دراصل ان پر رحم کرنا ہے کہ ان کا نام ایوا تدریج مٹا دیا جائے!

کاؤنٹ :- یہ تو بتا دو کہ یہ اور تمہارے شور و غل مچانے والے ہمراہی کس صلے کے مستحق ہیں؟

پینگلاس :- زندگی کے، فتح کے! کیونکہ ہم صرف ایک زندہ حق کو تسلیم کرتے ہیں جس کا نام "قانون ترقی و دوام ہے" یہی قانون تمہارے پروانۂ مرگ پر مہر کرے گا۔ سنو! میرے انصاف پسند ہونٹوں سے وہ حکم سنو جو تمہارے اور تمہارے تابعین کے حق میں نافذ ہوگا!

اے مردہ و بوسیدہ جمعیت امرا! جس کا شکم اُس گوشت اور شراب سے حلق تک پُر ہے جو رعایا سے بجبر حاصل کی گئی، جس کو عیش پسندی نے بیکار کر دیا ہے، کاہلی نے تھکا دیا ہے نوجوانوں، تواناؤں، بھوکوں اور مفلسوں کے لئے جگہ خالی کرو! ان کے پُرجوش خون سے ایک شریف تر نسل کی بنیاد پڑے گی! کاؤنٹ متری! تمہیں امان دی جائیگی!

کاؤنٹ :- خاموش رہو! میں تمہارا مغرورانہ رحم کبھی گوارا نہیں کر سکتا! میں تم سے اور تمہاری جدید مغویانہ دنیا سے خوب واقف ہوں۔ شب کو تمہارے کیمپ کا اچھی طرح معائنہ کیا اور اس ہجوم کو بھی دیکھا جس کے برتے پر حکومت کرنا چاہتے ہو۔ میں نے سب کچھ دیکھا، وہی پرانے جرائم نظر آئے۔ نیا لباس اُن کی عریانی نہیں چھپا سکتا وہ پہلے سے زیادہ وحشی و نامہذب ہیں!

میں نے کہنہ برائیوں کو تازہ طمطراق کے ساتھ دیکھا، نئے اور عجیب سازوں پر گلا پھاڑ پھاڑ کے گا رہی تھیں اور اُن کا رقص خواہشات نفس کے ایندھن پر تیل چھڑک رہا تھا، صورت بدلی ہوئی تھی مگر مقاصد وہی دیرینہ تھے، وہی جو صدیوں سے ہیں اور رہیں گے جب تک انسان انسان ہے یعنی زنا و سرقہ و قتل و مطلق العنانی!

تمہیں میں نے وہاں نہیں دیکھا، تم اپنی معصیت کار اولاد کے ساتھ نہیں تھے وہ بچے جن سے تم نفرت کرتے ہو! ...... انکار بیکار رہے! اگر تم اُن فنا ہوں

کے حلقے میں اُن کے وحشیانہ نرغے میں غم و غصہ کے مارے بہت جلد مخبوط الحواس ہو سکتے تو اے عظیم شہری اپنے آپ سے نفرت اور اپنے آپ کو ملامت کروگے۔۔۔۔۔۔

اوہ! میرا بھیجا نہ کھاؤ۔۔۔۔۔۔۔ (کمرے میں ذرا دیر ٹہل کر اپنے خاندانی نامے کے نیچے دم لیتا ہے)

پینکراس :- یہ سچ ہے کہ میری دنیا ابھی دودھ پیتے بچے کی طرح ہے اور تو پر پرزے نکالے ہیں نہ مستقل شکل اختیار کی ہے، غذا، آرام، عیش اور ضرورت ہے لیکن دیو کا بچہ ہر لحظہ اور بہت جلد بڑھتا ہے، وہ وقت بہت قریب ہے کہ جوان ہو کر اٹھ کھڑا ہوگا (اٹھ کر کاؤنٹ ہنری کے قریب ستون کے سہارے کھڑا ہوتا ہے)

اُس وقت اس کو اپنی بے پناہ طاقت کا اندازہ ہوگا اور دل ہلا دینے والے لہجے میں گرج کر کہے گا "میں ہوں،" روئے زمین پر کوئی آواز جواب دینے والی نہ ہوگی کہ "دیکھ! میں بھی ہوں!"

کاؤنٹ :- اس کے بعد؟

پینکراس۔ اُس کے بعد اس انبوہ سے جس کی روح رواں و مرکز ہوں گا ایک ایسی زبردست نسل معرض وجود میں آئے گی جو تمام نسلوں سے ممتاز اور آزاد ہوگی اور ایک سرے سے قطب سے دوسرے تک حکمراں ہو کر دنیا کو سرسبز باغ بنا دے گی، صحرا گلزار، ویرانے آباد ہو جائیں گے، سطح بحر پر متحرک محل نگینوں کی طرح چلتے ہوں گے، جہاز انواع و اقسام کے مال تجارت اور دولت سے پٹے پڑے ہوں گے۔ تبادلہ اجناس کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت ہوگی۔ تہذیب ایک ملک سے دوسرے ملک میں

پھیلے گی اور محبت بھرے دل دور دراز مقامات سے آپس میں بغلگیر ہونے کو بیتاب ہونگے
ہر بلندی پر ایک شہر آباد ہوگا اور میدان کے رہنے والوں کو پیام امن و برکت دیگا
ہر مرد اپنی زندگی آسودگی سے بسر کرے گا ہر عورت کام میں اس کا ہاتھ بٹانے والی
اور شریک راحت ہوگی۔ کل دنیا ایک وسیع مکان بن جائے گی جس کے مکینوں میں
اتفاق و اتحاد ہوگا سب خوشدلی کے ساتھ محنت کر کے تخلیقی فنون کے موجد ہونگے۔

کاؤنٹ :- تمہارا لہجہ اور تمہارے الفاظ ابلہ فریبی کو کافی ہیں، مگر مجھ پر مطلق اثر نہیں ہوا۔
تمہارا خراٹ چہرہ اظہار جذبات کی بیکار کوشش کر رہا ہے مگر اس میں وہ رنگ
نہیں جو فراخدلی اور حق پژوہی کا طغرا ہے۔ تمہاری خشک روح بےحس ہے!

پینکولاس :- میری بات نہ کاٹو! لوگ مجھ سے گڑگڑا گڑگڑا کر ایسی پیشگوئی کی التجا کرتے ہیں مگر
میں سماعت نہیں کرتا۔

"آنے والی دنیا کا بھی خدا ہوگا مگر اس کا عظیم ترین فعل موت، شکست اور ناچار
ہو کر صلیب پر ایذا برداشت کرنا ہوگا۔ اس خدا کو مخلوق زمینی قوت اور رہبری دنیاوی
پر مجبور کر سکے گی۔ وہ بچے جن کو اس نے غضبناک ہو کر تمام دنیا میں منتشر کر دیا اسے تند
آسمانوں کے نامحدود کناروں سے باہر کھینچ لائیں گے۔ اختلافات [illegible] مٹ جائے گا۔
قومیں اور فرقے مجتمع ہو کر باہمی ضروریات کو سمجھیں گے۔ تمام عالم کی ایک زبان ہوگی
اور سب امن و محبت کے زریں رشتوں سے وابستہ ہوں گے۔ یہ بچے سن شعور کو پہنچ کر
اپنے پیدا کرنے والے سے کہیں گے "ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ تیرا جلوہ دیکھیں، تو ہم
کا پالنے والا ہے۔ ہماری میراث ہم کو دے یعنی راستی کامل کا انکشاف!"

صداقت انسانیت بالآخر اپنے آپ کو ظاہر کرے گا!

کاؤنٹ :- ہاں، وہ چند صدیاں اُدھر نمودار ہو کر انسان کے لئے وسیلۂ نجات ہوا!

چینگ اس :- ایسے ہی انسانوں کو اس قسم کی نجات سے خوش ہونے دو، اُنھیں کو ان مصیبتوں پر شاد یانے بجانے دو جو اس کے حواریوں نے شبانہ روز برداشت کیں اور اُس کو عبث مدد کے واسطے دو ہزار سال سے پکار رہے ہیں اُس خدا کو جسے غیر شاندار موت اور شکست نصیب ہوئی!

کاؤنٹ :- کافر! خاموش: میں نے اس کی صلیب کو جو اس کی پاک اور یزدانی محبت کی نشانی ہے وسط روما میں نصب دیکھا ہے، وہ روما جس کو قدامت حاصل ہے، گزشتہ قوموں کے کہنہ صنادید جو تمہاری عمارتوں سے زیادہ مستحکم تھے اُس کے قدموں پر پیوند خاک ہو رہے تھے، سیکڑوں دیوتا اُن سے زیادہ تنومند جن پر تم اتراتے ہو، اُدھر پڑا ہمارا زمین پر منھ کے بل پڑے ہوئے تھے اور بے پروائی سے روندے جا رہے تھے مگر اتنی مجال نہ تھی کہ اپنے کچلے ہوئے اور مجروح سر اُٹھا کر "مصلوب" کی طرف دیکھیں، میں نے اس کی صلیب کو روما کی ساتوں پہاڑیوں پر دیکھا، اس کے زبردست بازو مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے تھے گویا تمام دنیا کو آغوش میں لینا چاہتی ہے، سنہری دھوپ نے اس کی مقدس پیشانی کو نورانی کیا تھا اور وہ کامل سکون جو انتہائی سوہان روح میں نمودار تھا زبان حال سے اعلان کر رہا تھا کہ "محبت اب بھی فتحمند ہے!" تمام دنیا نے اُسے اپنا مالک تسلیم کیا۔

چینگ اس :- بوڑھی عورتوں کا قصہ جس میں وہی کھڑکھڑاہٹ ہے (ڈھال پر ہاتھ مار کر) جوان بوسیدہ مارکوں میں ہے! بحث بیکار ہے میں تمہارے دل کو کھلی ہوئی کتاب کی طرح

پڑھ رہا ہوں اور اس کی تمام مخفی کاہشیں پیش نظر ہیں، اگر تم کو دراصل اُس نامحدود کی تلاش ہے جس کی فکر میں اب تک بے نیل مرام سرگرداں رہے، اگر تم سچائی کو دوست رکھتے ہو اور اس کے جویا ہو، اگر تم دراصل مرد اور ہماری مشترکہ اخوت کا نمونہ ہو محض بچوں کا دل خوش کرنے والے کاغذی سورما نہیں ہو تو میری بات دھیان دے کر سنو، ان تیزی سے گرنے والی گھڑیوں کو ضائع نہ کرو، ان کے پر لگے ہوئے ہیں اور وہ آخری لمحے ہیں جن میں تمہاری جان بچ سکتی ہے!

اے ماضی میں زندگی بسر کرنے والے! نسل انسانی کی تجدید ہوتی رہتی ہے، ہم جو خون آج بہائیں گے کل اس کا نشان بھی نہ رہے گا، اگر تم دراصل انسان ہو جیسا میں ایک وقت یقین کرتا تھا تو استقلال کے ساتھ اپنی پچھلی عظمت کے کرشمے دکھاؤ، پامال شدہ جمہور کی مدد، مظلوموں کی حمایت اور بنی آدم کو غلامی سے آزاد کرو، عام فلاح و بہبود کے کام کرو، ذاتی ناموری کی جھوٹی خواہش ترک کرو، ان متزلزل عمارتوں کو چھوڑو، تمہارا تمام غرور، تمام طاقت اُن کو قائم نہیں رکھ سکتے، نکلو! ان گرتے ہوئے مکانوں سے نکلو! اور میرے ساتھ آؤ! آؤ اور دنیا کو نمونۂ بہشت بنانے میں میرا ہاتھ بٹاؤ!

وقت کم ہے، جلد فیصلہ کرو؛ میری تقریر ختم ہوئی۔

کاؤنٹ:- آہ! شیطان کی بے شمار اور خوشامدی اولاد میں سب سے زیادہ ہونہار! (اُسکے چہرے سے دلی کشاکش کے آثار نمایاں ہیں، کمرے میں ٹہلتا اور دل سے باتیں کرتا ہے)

سب خواب و خیال ہے جس کا حصول ممکن نہیں، کس میں قدرت ہے کہ ان اوہام کو حقیقت کے سانچے میں ڈھالے، انسان اولیں نے جلا وطن ہو کر صحرا میں جان دی،

تیغ صاعقہ بار ابتک دوام کی حفاظت کر رہی ہے، انسان دوبارہ داخل بہشت
نہیں ہو سکتا! . . . .

پینکراس (علیحدہ) :- اب یہ قابو میں آیا، میں نے اُس کے بلند حوصلہ دل میں ایک نشتر چبھو دیا
ہے جو پیوست ہو کر کھٹک رہا ہے، میں نے اُس کی شاعری کی برقی لہر کو جڑ کے پاس چھو کر
اُس کی تڑپ اور اُلجھن کو دوگنا کر دیا ہے، یہی شاعری اُس کی متنوع زندگی کا مرکز ہے

کاؤنٹ :- دائمی ترقی! بنی آدم کی شادمانی! آہ! میں بھی ایک وقت ان کو ممکن الحصول سمجھتا
تھا . . . .

لے میرا سر حاضر ہے بشرطیکہ اس طرح . . . .

(خیالات میں غرق ہو کر خاموش ہو جاتا ہے) پھر گردن اُٹھا کر پینکراس کی طرف بغور
دیکھتا ہے۔

خواب ختم ہو گیا ــــ اب عود نہیں کر سکتا، دو صدی اُدھر شاید ایسا ہو سکتا، اُس
وقت باہمی اتفاق ممکن تھا مگر اب بہت تاخیر ہو گئی، جانبین سے مظالم نے جمع ہو کر
خون کی خلیج حائل کر دی ہے، اب صرف کشت و خون ہی سے تسلی ہو سکتی ہے، اور
تمہیں تبدیل نسل کی ضرورت بھی ہے!

پینکراس : اچھا تو ہمارے نعرۂ جنگ میں شریک ہو "وائے ہو اُس پر جو مغلوب ہو!"
اے طمانیت کے متجسس صرف ایک بار کہدے اور رفاقتین میں سب سے پیش پیش ہو
انسان کی ترقی کی شاہراہ جمہور کے لشکر سے گزری ہے!

کاؤنٹ :- تم شیخی بگھار رہے ہو مگر کیا بے نشان راستوں کا بھی علم ہے؟ تاریک مستقبل کے

نادیدہ اتفاقات! کیا قسمت نے آدھی رات گئے تم سے ملاقات کی اور تمہارے خیمے کا پردہ ہٹا کر اپنے تمام پوشیدہ راز تم پر افشا کر دیئے! کیا تمہارے سازش کرنے والے دماغ پر ہاتھ رکھ کر فتح کی مہر کندہ کر دی؟ شاید دوپہر میں جب گرمی سے مغلوب ہو کر سب سو رہے تھے یہ دیوی جس کے دل میں رحم نہیں تمہارے سامنے آئی اور مجھ پر فتحیاب ہونے کا مژدہ سنایا جو اس طرح بڑھ بڑھ کے باتیں کرتے اور مجھ کو ہزیمت کی دھمکی دیتے ہو؟ کیا تم اُس کمزور مٹی کے بنے ہوئے نہیں ہو جو میری ساخت میں صرف کی گئی؟ کیا ممکن نہیں ہے کہ پہلی گولی جو چلے تمہیں کو نشانہ بنائے؟ یا تلوار کا پہلا ہی چمکا ہوا ہاتھ تمہارے کلیجے میں در آئے؟ تمہاری زندگی بھی میری زندگی کی طرح کچے دھاگے سے بندھی ہوئی ہے، میری طرح تم بھی موت سے محفوظ نہیں ہو!

پینکراس:- یہ سب بازی گاہ خیال ہے! ایسی بے بنیاد امیدوں پر نہ بھولو! لوگ زندہ رہتے ہیں جب تک اُن کا کام ختم نہیں ہوتا کسی انسان کی چلائی ہوئی گولی مجھ پر کارگر نہیں ہو سکتی، کوئی تلوار مجھے دو پارہ نہیں کر سکتی، جب تک تمہارے مغرور فرقے کا ایک متنفس بھی زندہ ہے میرا فرض باقی ہے، میرا انجام جو کچھ ہو اس کے ظہور تک تمہاری گلو خلاصی کی صورت نہ رہے گی! (گھڑی کا گھنٹا بجتا ہے) سنو! وقت اپنے پروں پر تیزی سے اُڑ رہا ہے اور ہم دونوں کی پروا نہیں کرتا۔ اگر اپنی محزون زندگی سے عاجز ہو تو اپنے بیکس لڑکے ہی پر ترس کھاؤ!

کاؤنٹ:- اُس کی شفاف روح پہلے ہی نجات پا چکی، جب تک دنیا میں ہے اپنے باپ کی قسمت میں شریک ہے (سرنگوں ہو کر کچھ دیر خاموش رہتا ہے)

نیکراس :- اُس کے لئے بھی تمہارا دل نہیں پسیجا؟ اپنے فرزند کو موت کے سپرد کرتے ہو!

(جواب کا منتظر رہتا ہے مگر کاؤنٹ ہنری کچھ نہیں کہتا)

تم خاموش ہو . . . . . . تذبذب کا عالم ہے . . . . سوچ رہے ہو . . . . بہت مناسب ہے . . . . اس شخص کو ضرور غور کرنا چاہئے جو بحرِ ہلاکت کے کنارے پر کھڑا ہو! اپنے لڑکے کو بچاؤ!

کاؤنٹ :- جاؤ! جاؤ! اُن اسرار کے متجسس نہ ہو جو میری روح کی گہرائیوں میں تلاطم برپا کر رہے ہیں، ہٹو! ہٹو! ان کو کسی کلمۂ ناسزا سے آلودہ نہ کرو! — ---- وہ تمہارے دائرے سے خارج ہیں!

دُنیا تمہاری ہے، یہ گوشت اور شراب کی ترقی ہوئی جسمانی دنیا! اُسے گوشت سے پاٹ کر، اپنی شراب میں ڈبو دو لیکن میری روح کے رموز دریافت کرنے پر مصر نہ ہو! اے مادی نشاط کے طالب! مجھے میرے حال پر چھوڑ دے، اپنے خیالات میں محو رہنے دے! مجھے تنہائی کی خواہش ہے۔

نیکراس :- تم ایک واحد شیفتۂ خیال کے غلام ہو، ایک ہی ذات سے وابستہ ہو، مردہ ماضی کی لاش تمہاری گود میں سڑ رہی ہے! شرم! اے شاعر، سپاہی، مُلہم، عالم و دانا! شرم! میری لوچدار انگلیاں ہر شئے کو مرضی کے مطابق توڑتی مروڑتی ہیں، میں جسم و خیال دونوں کو فنا کر کے اُن کے خمیر سے موم کی طرح نئی شکلیں بنا سکتا ہوں!

کاؤنٹ :- اے وہ جس کی نمود کل ہوئی تو میرے دل کی ترجمانی نہیں کر سکتا نہ میرے خیالات کو سمجھ سکتا ہے۔

تیرے اجداد معمولی گڑھوں میں تو چلے گئے، بے جان چیزوں کی طرح اُن

بزرگوں نے نفریق و امتیاز نہیں، اُن بہادروں کی طرح دفن نہیں ہوئے جن میں ہر ایک انفرادی شان رکھتا تھا! (اپنے بزرگوں کی تصویروں کی طرف اشارہ کرتا ہے) ان تصویروں کو دیکھ! حبِ ملک، حُبِ قوم، حُبِ ملت! یہ جذبے ہیں جو ان کی پیشانیوں پر تحریر ہیں، تو ان سے بر سر پیکار ہے۔ مگر وہی جذبے میرے مایۂ حیات ہیں، میرے بزرگوں کی روحیں اُن کے آخری وارث میں حلول کئے ہوئے ہیں، میں تنہا اس دنیا میں اُن کی یادگار ہوں! اے وہ شخص جس کے اجداد کی قبروں کا بھی پتہ نہیں، مجھے بتا کہ تیرا مولد کہاں ہیں۔ تیرا ملک کون ہے؟ سر شام تو اپنا خیمہ دوسروں کے شکستہ مکانوں پر نصب کرتا ہے اور دوسرے دن علی الصباح پھر بار کرتا ہے تا کہ اسی طرح کہیں اور شب باش ہو۔ جہاں کہیں تیرے خاندان کے قدم جاتے ہیں تباہی و غارت جلو میں ہوتے ہیں۔ تیرا کوئی مسکن نہیں اور نہ ہو گا جب تک چند جو المرز میرے ساتھ یہ صدائے مبارزت بلند کرنے کو موجود ہیں

"تمام بزرگی و شہرت ہمارے اسلاف کے واسطے!"

پینکراس: - بے شک تعریف و شہرت و عزت اسلاف کے واسطے نہ صرف زمین پر بلکہ بہشت میں بھی بشرطیکہ اُن میں کوئی بات قابل ستائش ہو!

ذرا مجھے اپنے جلیل القدر بزرگوں کا جائزہ تو لینے دو! (ایک تصویر کی طرف اشارہ کرتا ہے) یہ امیر بہت مشہور تھا! کس لئے؟ بوڑھی عورتوں کو جنگلی کتوں کی طرح مارتا تھا اور یہودیوں کو کباب کی طرح زندہ بھونتا تھا!

یہ دوسرا جس کی تصویر کے نیچے وزیر مال لکھا ہوا ہے اور دا ہنے ہاتھ میں ٹوٹی سی مہر ہے فرضی قوانین ایجاد کیا کرتا تھا اور اصلی کی تکذیب اس کا شیوہ تھا، اُس نے

افوطات جلا دیے، حریفوں کو خفیہ طور پر قتل کیا اور اس طرح خون اور زہر کے ذریعے سے کثیر دولت جمع کی، اُسی کے طفیل تمہارے گاؤں تمہاری رعایا اور تمہاری حکومت تم تک پہنچی!

یہ شخص جس کے بال سیاہ اور آنکھوں میں غیر معمولی چمک ہے اعتبار کرنے والے دوستوں کی بیویوں سے زنا کا مرتکب ہوتا تھا!

وہ جس کے شانوں پر ہسپانوی چوغہ اور گولڈن فلیس کا تمغہ ہے اپنے ملک کو خطرے میں چھوڑ کر غیر ملکوں کی خدمت کیا کرتا تھا!

یہ گوری بیگم جس کے بال سیاہ لمبے اور گھونگروالے ہیں اپنے خوبصورت نوجوان ملازم سے ملوث تھی ——— قتل وہ کیا گیا!

یہ گل اندام جس کے گندھے ہوئے بالوں میں غضب کی چمک ہے اور اپنے جانباز عاشق کا خط پڑھ کر شوخی سے مسکرا رہی ہے ——— اور مسکرانا بیجا بھی نہیں، شب وعدہ قریب ہے ——— محبت جرارت کی مرادف ہے ——— شوہر کو عصمت پر بھروسا ہے اور کہیں گیا ہوا ہے!

یہ سہمی ہوئی نازنین جس کی آنکھیں گہری نیلگوں اور بال سنہری اور پُر خم ہیں، بغل میں تازی کتا اور کلائیوں میں یاقوت کی چوڑیاں چمک رہی ہیں ایک بادشاہ کی منظور نظر تھی، اور فرصت کے اوقات میں اُس کا دل بہلاتی تھی!

میں اس شخص کو پسند کرتا ہوں جس کا چہرہ خوش مزاجی کا آئینہ ہے اور سبز رنگ کا شکاری کوٹ پہنے ہوئے ہے، یہ کبھی اپنے ہوش میں نہیں رہا، دوستوں کی صحبت میں دن رات شراب لنڈھاتا تھا اور رعایا کو کتوں کے ہمراہ ہرن کے شکار کو

بھیجا تھا ـــــــــــــــ

یہ ہے صحیح مرقع تمہارے پاک اور بے داغ بزرگوں کا! ہر جگہ ظلم و تعدی، رعایا کی بے وقوفی و جہالت میں اُن کی حفاظت تھی اس طرح انھوں نے اپنی عالی دماغی کا ناقابل تردید ثبوت دیا!

یوم الحساب تمہارے لئے تیرہ و تار ہوگا، میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے مقتدر اسلاف میں ایک بھی انعام کے وقت فراموش نہ کیا جائے گا!

کاؤنٹ:۔ فرزند جمہور! تو اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے۔

اگر تیرے بھائی بندوں کے لئے اسرار رزق مہیا نہ کرتے، اُن کی نگہبانی میں اپنا خون نہ بہاتے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے بلکہ بہائم کی طرح فنا ہو جاتے۔ جب قحط ہوا تو غلہ دیا، طاعون پھیلا تو خدمت کو ڈاکٹر اور نرسیں بھیجیں، ہسپتال بنوائے اور تمہیں گور کے منھ سے نکالا، جب تمہاری وحشیانہ حالت سدھری اور آدمی بنے تمہارے لئے گرجے اور مدرسے تعمیر کئے اور ہر کام میں باستثنائے جنگ شریک کیا، جانتے تھے کہ خونخوار مجادلہ اور آتشیں حملوں کی برداشت تم میں نہیں ہے

جس طرح غیر مسیحی مبازوں کے تیر بھالے میرے اجداد کے چمکدار فولادی زرہ بکتر سے اُلجھ کر یا اُچٹ کر پاش پاش ہو جاتے تھے اُسی طرح تمہارے ناشائستہ کلمات اُن کے درخشاں کارناموں سے ٹکرا کر تمہاری طرف پلٹتے ہیں اور اُس غبار کو حرکت بھی نہیں دیتے جو شہرت کے آغوش میں سو رہا ہے، تمہارے الفاظ اُس سگ دیوانہ کی عف عف سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے جس کے منھ میں کف ہے اور کاٹنے کو دوڑتا ہے یہاں تک کہ ٹھوکریں مار مار کر بھگا دیا جاتا ہے یہی حالت تمہاری گفتگو کی ہے جو عالم

جنون میں پیدا ہو کر فنا ہو گئی : (محل کا گھنٹا پھر بجتا ہے)

صبح ہونے کو ہے اور وہ ہنگام آ گیا جب تمہیں میرے اجداد کے ایوان سے
رخصت ہو جانا چاہئے ، اے میرے مہمان بطا ظلت تمام اس کہنہ عمارت سے چلا جا!

پینکراس :- اس وقت تک رخصت جب ہم ہولی ٹرینٹی کے مورچے پر ملیں گے اور تمہارا گولہ
بارود اور سپاہی ختم ہو چکے ہوں گے !

کاونٹ :- اُس وقت تلوار میرے اور تمہارے درمیان حدِ فاصل ہو گی ! رخصت !

پینکراس :- ہم دو عقاب ہیں جو جڑواں پیدا ہوئے مگر تمہارا رفیع نشیمن بجلی نے پھونک دیا!
(اپنی سُرخ ٹوپی اور لبادہ اٹھا لیتا ہے) تمہاری چوکھٹ سے نکلنے سے پہلے وہ
بددُعا دئے جاتا ہوں انحطاط جس کا مستحق ہے "تم اور تمہارا لڑکا بہت جلد موت
کے گھاٹ اُتریں گے"

کاؤنٹ : جیکب ! (داخل ہوتا ہے) دربانوں کو بلاؤ اور کہو کہ اس شخص کو بحفاظت ہمارے
حدود کے باہر پہنچا دیں -

پینکراس :- خدا ہماری مدد کرے ! (جیکب اور پینکراس چلے جاتے ہیں)

پانچواں وقفہ

غیر مختتم تاریکی (پلاٹ)

چٹانوں کے درمیان بلندی پر ہولی ٹرینٹی کا قدیم قلعہ ہے یا عقاب پَر تولے ہوئے ہے! اس وقت اس کے برجوں کے چپ در راست و پیش و عقب مسلسل اور بے اندازہ بخارات صبح کے سوا کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ گویا یہ قلعہ اُس غضبناک طوفان نوح کی روح ہے جو کسی زمانے میں اُس ڈھلوان چٹانوں سے ٹکرایا تھا جنہیں قدامت نے فرسودہ کر دیا ہے، پہاڑ کی گھاٹی برف کے مانند سرد و سمندر کی مردہ موجوں میں دفن ہے اور نظر نہیں آتی، اس طرح لپٹی ہوئی ہے جیسے کفن میں نعش!

ہنوز آفتاب کی عنابی شعاعوں نے نم اور زرد اور تہہ در تہہ بین کی چادر میں اُتو نہیں کیا ہے!

ایک باہر نکلی ہوئی برہنہ سنگ خارا کی چٹان پر جو اس آسیب زدہ گھر سے گردن نکالے جھانک رہی ہے شاہی محل واقع ہے، یہی اس دُخانی سمندر کا جزیرۂ واحد ہے! اس کے بروج و فصیل و مینار کی جو اسی پتھر کے تراشے ہوئے ہیں یہ حالت ہے گویا متمادِ زمانہ سے پہاڑ کے سنگین دل سے اُگے ہیں جس طرح مردمِ آبی کا نصف جسم کمر تک مچھلی سے مشابہ ہوتا ہے اور وہاں سے متغیر ہو کر انسان کی شکل اختیار کرتا ہے!

یہ محل اُس عہد کا شاندار نمونہ ہے جسے گزرے ہوئے ہزار ہا سال ہو گئے۔ صرف ایک

جھنڈا سب سے بلند مناسے پر اڑ رہا ہے، دُنیا میں صلیب کا یہ آخری پسماندہ نشان ہے،

آلودۂ خواب کہرا ایک جھرجھری لے کر بیدار ہوا، سرد ہوا نے ٹھنڈی سانس بھری، خاموشی کا دور ختم ہوا، طلوع ہونے والے آفتاب کی کرنیں ٹوٹ پڑیں اور بخارات میں تہلکہ مچ گیا، تلاطم و روانی و تموج پیدا ہوا، ہوائیں ٹھٹھر رہے، روشنی پر سایے کا گمان ہوتا ہے، بادلوں کے ٹکڑے اس دھوئیں اور نمی کے پُر آشوب سمندر میں نمایاں ہوتے اور آپس میں گتھ کر بہتے چلے جاتے ہیں!

اس ہنگامۂ فطرت میں اور صدائیں بھی گونجنے لگیں، انسانوں کی آوازیں طوفان کی چلاہٹ سے ہم آغوش ہو کر نوحہ و زاری کرتی ہوئی بلند ہوتی ہیں یہاں تک کہ برجوں اور محل کی دیواروں سے ٹکرا کر شور نشور کی یاد تازہ کرتی ہیں!

اس کفدار سمندر پر لمبے لمبے سنہری تیر آڑے ترچھے چلتے ہیں اور دھوئیں کا پردہ چاک ہو جاتا ہے، بخارات کی دیواروں سے جو اس طلسمی دڑاڑ کے دونوں طرف دور تک چلی گئی ہیں، اُس گہرے قعر کی جھلک دکھائی دیتی ہے جو پستی میں منھ کھولے ہوئے ہے اور پہاڑ کی اونچائی سے قیر کی طرح سیاہ معلوم ہوتا ہے!

مستانہ لہروں کے مانند بے شمار سر ہلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، پہاڑ کی گھاٹی حیات سے اس طرح مملو ہو جاتی ہے جیسے سمندر کنارے کی دلدل میں بل کھانے والے کیڑے رینگتے، لپٹتے اور ڈستے ہیں!

پہاڑ کے جھروکے سے آفتاب نے منھ نکالا، مغلوب ایذاکش بخارات خون میں ڈوبے ہوئے بھاگے! . . . .

آمادۂ پیکار فوج کے دل بادل جو پہاڑ کے دامن میں جمع ہو رہے تھے صاف نظر آنے لگے!

لرزہ براندام دھواں سُرخ بادلوں میں منتقل ہو کر ناہموار پہاڑیوں کی سیڑھیوں پر ہانپتا کانپتا چڑھا اور آہستہ آہستہ پگھل کر نیلے اور نامحدود آسمان کے عمق میں غائب ہو گیا!

گھاٹی روشنی کے سمندر کی طرح جگمگانے لگی، دھوپ کا عکس آنکھوں کو چوندھیانے لگا کیونکہ ہر شخص کسی نہ کسی صیقل کئے ہوئے حربے سے مسلح ہے۔

سنگینوں اور برچھیوں سے شعلے نکل رہے ہیں اور آدمی اس طرح اُمنڈ رہے ہیں جس طرح آخر کار ایک دن میدانِ حشر میں بازپُرس کو طلب ہوں گے!

پہلا نظارہ

(قلعہ ہولی ٹرنیٹی کا اندرونی گرجا: امرا منصبدار وسط میں دو رویہ کسی بادشاہ، امیر یا فدائے ملک کے مجسمے کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں باقی امرا پس پشت استادہ ہیں، قربانگاہ کے سامنے بڑا پادری ایک کرسئ زرنگار پر متمکن ہے، گھٹنوں پر تلوار رکھی ہوئی ہے دوسرے پادری قربان گاہ کے گرد مجتمع ہیں)

(کاؤنٹ ہنری ہاتھ میں علم لئے ہوئے داخل ہوتا ہے۔ گرجے کی چوکھٹ پہ قدرے تامل کے بعد داخل ہوتا اور بڑے پادری کی طرف بغل کے راستے سے بڑھتا ہے۔

سب پادری (مل کر):- اے خدا تیرے آخری پادری آخری کلیسائے مسیح کے تجھ سے گڑگڑا کر عرض کرتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا کی آبرو رکھ لے اور ہم کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھ۔

پہلا کاؤنٹ:- آپ نے غور کیا کاؤنٹ ہنری کس نخوت سے ہماری طرف گھور رہا ہے!

دوسرا کاؤنٹ:- گویا تمام عالم اُس کے زیرِ قدم ہے!

تیسرا کاؤنٹ :- اب تک اس سے کوئی کارنمایاں سرزد نہیں ہوا بجز اس کے کہ کسانوں کے
کیمپ میں لڑتا ہوا گھس گیا۔ ہمارے دو سو جوان کام آئے اور غنیم کے صرف ایک سو
وہ بھی نیم مردہ دہقان!

دوسرا کاؤنٹ :- سردار سپاہ کے عہدے پر اس کا تقرر ہرگز نہ ہونا چاہئے۔

کاؤنٹ ہنری (بڑے پادری کے سامنے خم ہوکر) :- یہ نشان جو بزور شمشیر دشمنوں سے چھین لایا۔
آپ کے قدموں پر نثار کرتا ہوں!

بڑا پادری :- میں تمہیں یہ تلوار دیتا ہوں جو کسی وقت فلورنس کے مقدس ہاتھوں میں
رہ چکی ہے۔

آوازیں :- زندہ باش کاؤنٹ ہنری!

بڑا پادری (کاؤنٹ ہنری کی پیشانی پر صلیب کا نشان بناکر) :- اے بہادر کاؤنٹ
تم اس مقدس نشان کے ذریعے سے قلعہ کے افسر اعلیٰ مقرر کئے جاتے ہو یہ
ہمارا آخری مورچہ ہے، میں سب کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ تم اس کے سردار ہو!

ایک آواز :- مجھے اعتراض . . . .

بہت سی آوازیں :- خاموش! اس شخص کو نکال دو! تا دیر زندہ رہے ہمارا سردار کاؤنٹ
ہنری!

کاؤنٹ ہنری :- اگر کسی کو میرے خلاف کچھ کہنا ہے تو مردانہ وار سامنے آئے اور گفتگو کرے
مجمع کی آڑ سے شکایت کرنا پسندیدہ نہیں ہوسکتا! (کوئی جواب نہیں دیتا) فادر!
میں یہ عطیہ قبول کرتا ہوں، خدا مجھے سزا دے اگر اس تلوار سے آپ کی محافظت
میں کوتاہی کروں!

سب پادری (مل کر) :- اے خدا اُسے اپنی طاقت عنایت کر اور رحمت نازل کر ہمیں
ہمارے دشمنوں سے بچا!

کاؤنٹ :- قسم کھاؤ کہ اپنے بزرگوں کی عزت و دین و مذہب اور خدا کا نام قائم رکھنے
کو لڑو گے .... قسم کھاؤ کہ چاہے بھوک اور پیاس تمہیں ہلاک کردے
مگر اپنی تذلیل گوارا نہ کرو گے، قسم کھاؤ کہ چاہے جیسی ایذا پہنچے دشمن کی اطاعت یا صلح
نہ کرو گے کیونکہ یہ خدا کے ساتھ بد عہدی ہوگی!

سب لوگ :- ہم قسم کھاتے ہیں! (بڑا پادری جھکتا اور صلیب کو بلند کرتا ہے، سب لوگ جھک جاتے
ہیں)

سب پادری (مل کر) :- اے خدا اُن پر تیرا غضب نازل ہو جو خلاف ورزی کریں!
ایسی دغاباز روح تیرے قہر کی مستوجب ہو، ایسے باغی کو تیرا غصہ تباہ کر دے!
اے مالک اے ہمارے خدا!

سب لوگ :- ہم قسم کھاتے ہیں۔

کاؤنٹ ہنری (تلوار کھینچ کر) :- اور میں ——— میں تم سے ناموری کا وعدہ کرتا ہوں ———
فتح کی دُعا خدا سے تم مانگو!

دوسرا نظارہ

(قلعہ ہولی ٹرینٹی کا ایک صحن - کاؤنٹ ہنری، شہزادے، دیگر کاؤنٹ، بیرن، منصب دار،
پادری)

ایک کاؤنٹ (کاؤنٹ ہنری کو علحدہ لے جا کر) :- کیا کوئی اُمید نہیں رہی؟

کاؤنٹ ہنری :- ایسا تو نہیں ہے بشرطیکہ ہمت جواب نہ دے،

وہی کاؤنٹ :- ہمت کب تک ساتھ دے گی؟

کاؤنٹ ہنری :- موت کے منھ میں بھی!

ایک بیرن (کاؤنٹ ہنری کو دوسری طرف لے جاکر) :- کاؤنٹ میں نے سنا ہے کہ تم نے ہمارے خوفناک دشمن کو دیکھا ہے، اگر ہم زندہ گرفتار ہوگئے تو کیا وہ ہم پر رحم کرے گا؟

کاؤنٹ ہنری :- کیوں نہیں! رحم اور ایسا رحم جو ہمارے آباواجداد کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوگا کہ اُن کے اور ان کی اولاد کے ساتھ کیا جائے گا یعنی پھانسی!

بیرن :- تو سوائے اس کے چارہ نہیں کہ جب تک دم میں دم ہے مقابلہ کیا جائے!

کاؤنٹ ہنری :- شہزادے صاحب! آپ کیا فرماتے ہیں؟

شہزادہ :- میں تنہائی میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں (کاؤنٹ ہنری کو علحدہ لے جاکر) آپ نے جو کچھ کہا وہ عوام کی تسلّی کا باعث ہو سکتا ہے لیکن آپ کو ضرور علم ہوگا کہ اب ہم میں لڑنے کا یوتا نہیں ہے۔

کاؤنٹ ہنری :- شہزادے صاحب! اور کیا رہ گیا ہے؟

شہزادہ :- آپ ہمارے افسر ہیں آپ کا فرض ہے کہ ہماری جانب سے مناسب شرائط صلح طے . . . .

کاؤنٹ ہنری :- اتنی بلند آواز سے نہ بولئے۔

شہزادہ :- کیوں؟

کاؤنٹ ہنری :- جناب والا کی جان ضبطی کے قابل ہو جائیگی (اُن لوگوں کی طرف مخاطب ہوتا ہے جو اُس کے گرد جمع ہو رہے ہیں) جو شخص ہتھیار رکھ دے گا اُس کی سزا موت ہے!

بیرن، کاؤنٹ اور شہزادہ (ایک ساتھ) :- جو ہتھیار رکھدیگا اُس کی سزا موت ہے!

:- اُس کی سزا موت ہے، موت ہے، مرحبا! مرحبا!

تیسرا نظارہ

(قلعہ کا برج، کاؤنٹ ہنری اور جیکب)

کاؤنٹ :- جیکب، میرا فرزند کہاں ہے؟

جیکب :- شمالی برج میں زنداں کے آہنی دروازہ کے سامنے بیٹھا ہوا عجیب و غریب گیت گاتا اور پیشینگوئیاں کر رہا ہے۔

کاؤنٹ :- فصیل الینور پر کچھ اور سپاہی بھیج دو اور وہاں سے جنبش نہ کرو، سب سے زیادہ طاقتور دوربین سے باغیوں کی نقل و حرکت دیکھتے رہو،

جیکب :- خدا ہماری مدد کرے لیکن سپاہی بہت نڈھال ہیں اگر تھوڑی شراب مل جائے تو ان میں جان آئے۔

کاؤنٹ :- کوٹھریاں کھول کر شہزادوں اور کاؤنٹوں کی جمع کی ہوئی شراب اُن سپاہیوں کو تقسیم کر دو جو قلعہ کی جھانکیوں پر مامور ہیں۔ (جیکب رخصت ہوتا ہے)

(کاؤنٹ ہنری کچھ زینے اوپر چڑھ جاتا ہے اور ایک چھوٹے بڑے جھنڈے کے نیچے ٹھہرتا ہے)

آخر کار اے قابل نفرت دشمنو! میں تم کو دیکھ رہا ہوں، مجھ سے تمہاری عیاریاں نہیں چل سکتیں۔ میں ان کی مطلق پروا نہیں کرتا، فضول باتوں اور شاعری کا زمانہ ختم ہوا، سپاہیان لیبرا لڑائی کے اصلی میدان میں مڈبھیڑ ہوگی، تلوار سے تلوار کھنچے گی اور گولیاں

کی اڑان باری ہوگی جن میں میری انتہائی نفرت روح پھونکے گی ۔ میں تن تنہا تمہارے مقابلے
کو نہیں اٹھا ہوں بلکہ میرا عزم تمام پیشروؤں کی قوت کا وارث ہے۔

× × × × × × × × × × × × × × × × × × ×

نشاط انگیز ہے حکومت چاہے اس کی قیمت جان ہی سے کیوں نہ ادا کرنا پڑے!
قسمتوں کا ثالث میں ہوں ، اتنی جانیں اور اتنی ارادی قوتیں میری غلام ہیں!

دشمنوں کو پائیں قلعہ پہنچتے بلاتے ، اچھلتے کودتے اور خندق طے کرتے دیکھوں گا
لیکن ان کو اتنا مقدور نہ ہوگا کہ مجھ تک پہنچیں ، ان کی حالت یہ ہوگی جیسے ساکنان جہنم خلد بریں
کی طرف سر اٹھا اٹھا کر دیکھیں!

× × × × × × × × × × × × × × × × × ×

میں جانتا ہوں . . . . اچھی طرح جانتا ہوں کہ میرا اور ان بدنصیبوں میں سے ہزاروں
کا جو اپنے بزرگوں اور خدا کو بھول گئے عنقریب خاتمہ ہے۔ بلاشبہ کم سے کم دو دن
میری زندگی کے باقی ہیں جن میں لڑائی کی مست کرنے والی شراب سے سیر ہوکر ہوں گا،
دوسروں پر حکومت کرنے کا ذوق پورا ہو جائے گا، ہمت سرشار ، مجادلہ خونخوار ،
فتح یا شکست!

اے میرے آخری گیت نغمۂ ظفر میں منتقل ہو کیونکہ موت ہی وہ دشمن ہے جس
پر انسان دم واپسیں فتحیاب ہو سکتا ہے!

× × × × × × × × × × × × × × × × × × × ×

ناہموار پہاڑیوں کے پیچھے آمادۂ پیکار سیاہ بادلوں کے دھوئیں میں آفتاب تیزی سے
ڈوب رہا ہے اس کی لالہ گوں شعاعیں گھاٹی کو لہو میں نہلا رہی ہیں ، یہ اس خونچکاں موت

کا پیش خیمہ ہے جو میری منتظر ہے، اے دور اندکار امیدو! اے روح پرور محبت کے وعدو! اے نشاط کی خام آرزو، تمہارا کبھی اُس اطمینان و سرور سے خیر مقدم نہیں کیا جس طرح اجل کی پیشوائی کو بڑھتا ہوں!

× × × × × × × × × × × × × × × × ×

میں سازش، کمینگی یا فریب سے اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوا بلکہ ایک ہی جست میں بساطِ شہرت کو طے کیا جیسا عالمِ خواب میں القا ہوتا تھا، آج ان پر حکمراں ہوں جو کل تک میرے ہم پلہ تھے، میں موت کا تسخیر کرنے والا ہوں کیونکہ اس کی طلب خاطر تلاش ہے، کنارے پر کھڑا ہوں:-

حیاتِ جاوید یا گہری نیند!

چوتھا نظارہ

(قلعہ کا ایک وسیع کمرہ جس میں مشعلیں روشن ہیں، جارج ایک بستر پر بیٹھا ہوا ہے کاونٹ ہنری داخل ہوتا اور اپنے اسلحہ ایک میز پر رکھ دیتا ہے)

کاونٹ (جیکب سے) مورچوں پر سنتری جوان اور بھیج دو، اس گھسان کی لڑائی کے بعد میرے ساتھ کی فوج کو آرام کی ضرورت ہے۔

جیکب (باہر جاکر):- اللہ میری مدد کرے!

کاونٹ (جارج سے) تم نے بندوق کی آواز، اور لڑائی کا شور و غل سنا ہوگا، بیٹا ہمت نہ ہارنا، ہم آج مرنے والے نہیں، نہ کل!

جارج:- میں نے سب کچھ سنا، اُس کا خوف بالکل نہیں، توپ کے گولے نکل جاتے

ہیں اور نشان بھی نہیں رہتا، وہ اور ہی کوئی چیز ہے جس نے میرے تن بدن میں تھرتھری ڈال دی ہے!

کاؤنٹ:- تمہیں میری جان کا اندیشہ ہے؟ اسی سے اس قدر زرد ہو؟

جارج:- نہیں، میں جانتا ہوں کہ ابھی آپ کا وقت نہیں آیا!

کاؤنٹ:- کم سے کم آج کے لئے کوئی فکر نہیں رہی، میں نے دشمنوں کا حملہ روک کر اُن کو پسپا کر دیا، اُن کی مجروح لاشیں میدان میں بکھری ہوئی ہیں، ہم یہاں بالکل تنہا ہیں، آؤ اور مجھ کو بتاؤ کہ تمہارے دل میں کیا کیا وسوسے گزرتے ہیں، بس سمجھ لو کہ ہم تم گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں، تم باتیں کرو، میں سنوں گا۔

جارج (تعجیل کے ساتھ):- آہ! ابا جان میرے ساتھ آیئے، ہر شب ایک مہیب دیوان معدلت برپا ہوتا ہے جس میں متواتر ایک ہی فیصلہ ناطق کیا جاتا ہے جس کی آواز ان دیواروں سے ٹکرا کر گونجتی ہے، (ایک دیوار کے پاس جاتا ہے اور اُس دروازہ کو جو دیوار میں پوشیدہ ہے کھولتا ہے)

کاؤنٹ:- جارج! جارج! واپس آؤ، کہاں جاتے ہو؟ تمہیں ان تاریک تہ خانوں کا راستہ کس نے بتا دیا جہاں ظلمت کفن پوش ہے اور موت کے ماتھے پر پسینا ہے! اُف وہ خاموش زندان بلا جس کی خاک میں اُن قیدیوں کی ہڈیوں کا برادہ شامل ہے جن کو قرون ماضیہ میں سزا دی گئی!

جارج:- ابا جان! آپ کو جہاں روشنی نہیں دکھائی دیتی میری روح رہبری کرتی ہے، میرے پیچھے پیچھے آیئے، تاریکی تاریکی میں کھپ جائیگی! (دروازے میں داخل ہوتا ہے، اس کا باپ عقب میں ہے، ایک سرداب میں اُترتا ہے)

پانچواں نظارہ

(زمین دوز کمرے اور حجرے، لوہے کی سلاخیں اور سینچہ دار دروازے، زنجیریں، ہتکڑیاں اور ایذارسانی کے شکستہ آلے۔ کاؤنٹ کے ہاتھ میں ایک مشعل ہے، جارج سنگ خارا کی ایک اونچی سل پر استادہ ہے)

کاؤنٹ :- پلٹ آؤ! جارج میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ میرے پاس چلے آؤ!

جارج :- کیا آپ کو اُن کی آوازیں نہیں سنائی دیتیں اور اُن کی صورتیں نظر نہیں آتیں؟

کاؤنٹ :- جارج! قبر کی خاموشی ہمیں گھیرے ہوئے ہے اور قریب قریب ویسی ہی تاریکی بھی ہے، مشعل پوری روشنی نہیں دیتی!

جارج :- وہ اور قریب آرہے ہیں . . . . آبا جان اب مجھ کو اُن کے چہرے دکھائی دیتے ہیں . . . . وہ ایک ایک کرکے آہستہ آہستہ ان لمبے اور تنگ حجروں سے، ٹوٹے ہوئے سینچوں سے آہنی دروازوں کی کوٹھریوں سے گزر رہے ہیں . . . . سب کے سب متانت کے ساتھ پائین فرش بیٹھ گئے!

کاؤنٹ :- میرے غریب فرزند! تیرا دل ٹھکانے نہیں ہے، حواس مختل ہیں، واہمہ شکلیں بنا رہا ہے، تو جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے سمجھتا ہے کہ فی الواقع پیش نگاہ ہے، یہاں آواز ہے نہ صورت، بیٹا میرے سکون میں خلل نہ ڈالو، مجھے اپنی تمام طاقتوں کی اس وقت ضرورت ہے!

جارج :- میں اُن کے زرد زرد چہرے دیکھ رہا ہوں جن میں متانت کے ساتھ خشونت ہے وہ ایک ہولناک فیصلہ صادر کرنے کو جمع ہو رہے ہیں ——— ملزم اس دل ہلا دینے والی

عدالت کے سامنے آتا ہے ـــــ مجھے اُس کا چہرہ نہیں دکھائی دیتا ـــــ اُس کے خط وخال قائم نہیں ہیں، اور ایسا محزون ہے گویا ہو ہم سرا میں دھواں چھایا ہوا ہے . . . .

ابا جان سنئے! سنئے!

بہت سی آوازیں: ـ حق و انصاف کے پردے میں جس طاقت کے بل پر کسی زمانہ میں ہم کو طرح طرح کی تکلیفیں اور ایذائیں پہنچائی گئیں، مضروب کئے گئے جسم کو فگار اور بند سے بند جدا کیا گیا، گرم لوہے سے داغے گئے، غذا کے بدلے زہر دیا گیا، ایک عرصے تک اسیر رکھنے کے بعد دیوار میں زندہ چُن دیا گیا ـ اب ہمارے انتقام کا وقت آ گیا ـ ہم بھی وہی سزائیں دیں گے اور وہی تشدد کریں گے جو ہم پر کیا گیا لیکن پہلے باز پرس کر لیں ـــــ جلاد کا فرض ہماری طرف سے شیطان ادا کرے گا!

کاؤنٹ: ـ جارج تمہیں کیا نظر آتا ہے؟

جارج: ـ میں قیدی کو دیکھ رہا ہوں، وہ ہاتھ مل رہا ہے، آہ! ابا جان! ابا جان!

کاؤنٹ: ـ جارج، وہ کون ہے؟

جارج: ـ کیا میرے ابا؟ . . . . آہ! میرے ابا . . . .

ایک آواز: ـ تجھ پر اُس مردود نسل کا خاتمہ ہوتا ہے جس کی تمام طاقت، وحشیانہ جذبے، اور خود غرضانہ غرور تجھ میں جمع ہو گئے ہیں اور تجھی میں نیست و نابود ہو جائیں گے!

بہت سی آوازیں: ـ کیونکہ تو نے بجز اپنے نفس کے کسی سے محبت نہیں کی، سوا اپنے اور اپنے خیالات کے کسی کی عزت نہیں کی، تجھ کو سزا دی جاتی ہے ـــــ ابد الآباد تک جہنم تیرا مستقر ہے!

کاؤنٹ :- مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا لیکن ہر طرف سے رونے اور سسکیوں کی آوازیں چلی آتی ہیں، وہی فیصلہ اور سزائے دوام کی دھمکی ہے!

جارج :- ابا جان! قیدی نے اپنا سر مغرورانہ انداز سے بلند کیا جس طرح آپ دیکھتے ہیں، جب کوئی آپ کو ناراض کرتا ہے، اور آپ کی طرح تکبر آمیز الفاظ میں جواب دیتا ہے جس وقت آپ حقارت، ــــــ . . . .

آوازیں :- بیکار ہے! برات کی بحث بیکار ہے! اب اُمید اُس کے سینے میں کبھی بیدار نہ ہوگی، دنیا میں یا آسمان پر، کہیں اُس کے واسطے نجات نہیں: مقدمہ ختم کرو — فیصلہ سنا دیا گیا!

ایک آواز :- قصہ گو چند روز تیرے غرور اور ڈھلتی ہوئی شہرت کا افسانہ کہیں گے اُس کے بعد تیرا نام تک صفحۂ ہستی سے ہٹ جائے گا تو اس طرح مرے گا کہ دھوم سے جنازہ اُٹھنا تو کیسا گور گڑھا نصیب نہ ہوگا، گرجے کا گھنٹا تیرے غم میں نوحہ خواں نہ ہوگا، کوئی رونے والا نہ ہوگا، دوست مشایعت جنازہ کے واسطے نہ ہوں گے، غرور و تہور کام نہ آئیں گے، ہماری طرح تیری موت پر بھی ویرانی و غمناکی و بیکسی سوگوار ہوگی اور ہماری طرح زنجیروں سے جکڑے ہونے کی حالت میں آلام روحانی برداشت کرنا ہوں گے!

کاؤنٹ :- کمبخت ارواحو! . . . . . . آخر کار میں نے تم کو پہچان لیا! (تاریکی میں قدم بڑھاتا ہے)

جارج :- ابا جان! میں آپ کو حضرت مسیح کا واسطہ دیتا ہوں کہ آگے نہ بڑھیئے، یہیں ٹھہریئے!

کاؤنٹ (رُک کر) :- جارج! جلد بتاؤ! نیچے کیا دکھائی دیتا ہے؟

جارج :- قیدی . . . .

کاؤنٹ :۔ جارج وہ کون ہے ؟

جارج :۔ ابّا ! دوسرا باپ ! .... آپ ہی ہیں .... آہ ابّا جان !

برف کی طرح سفید .... بھاری زنجیروں میں جکڑے ہوئے ...... وہ

آپ کو ایذا پہنچا رہے ہیں .... میں آپ کی چیخیں سُن رہا ہوں ......

(گھٹنوں کے بل ہوکر) ابا جان آپ سے معافی کا خواستگار ہوں ! .... لیکن

اماں جان آرہی ہیں .... تاریکی دور ہوئی .... وہ مجھ کو

حکم دیتی ہیں .... (غش کھاکر گر پڑتا ہے)

(جارج کو گود میں سنبھال کر) :۔ بس اسی آخری ضرب کی کسر تھی ! میرا اکلوتا فرزند

مجھے جہنم کے کنارے لے آیا ....

مریم ! اے نہ معاف کرنے والی روح ! .... اے خدا ! اے دوسری

مریم جن سے میں نے اکثر دُعا مانگی ....

یہاں سے نہ ختم ہونے والے درد کی ابتدا ہے :۔ ابدی تاریکی وعقوبت !

× × × × × × × × × × × × × × × ×

اے روح بیدار ہو اور میدان عمل کی طرف مراجعت کر ! ناموری کا ایک

دن ابھی باقی ہے ، پہلے اپنے ہی نوع سے خونخوار محاربہ .... اُس کے

بعد دائمی کشاکش ....

(لڑکے کو لئے ہوئے باہر نکلتا ہے)

آوازیں (جو دور سے ختم ہوتی ہوئی آتی ہیں) :۔ کیونکہ تو نے کسی سے بجز اپنے نفس کے محبت

نہیں کی ، صرف اپنی اور اپنے خیالات کی عزت کی ، عقوبت دوام تیری سزا ہے !

چھٹا نظارہ

(قلعہ ہولی ٹرنیٹی کا ایک وسیع ہال، دیواروں سے مختلف اسلحہ آویزاں ہیں، کاؤنٹ ہنری۔ بوڑھے، بچے، عورتیں اور امرا کاؤنٹ ہنری کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہیں، منھ بولا باپ وسط ہال میں استادہ ہے، پس پشت آدمیوں کا جم غفیر ہے)

کاؤنٹ ہنری :۔ نہیں! اپنے فرزند کی قسم نہیں! اپنی مرحومہ بیوی کی قسم، ہرگز نہ مانوں گا!

عورتیں :۔ آہ! رحم! رحم! بھوک ہماری آنتیں چبا رہی ہے، ہمارے بچے بھوکوں مر رہے ہیں! ہم خوف اور قحط کا شکار ہیں!

مرد :۔ ابھی وقت ہے! ایلچی کا پیغام سنو اور شرائط صلح قبول کرلو ——— اُس کو بغیر سُنے ہوئے تو رخصت نہ کرو!

منھ بولا باپ :۔ میں نے اپنی پوری عمر بحیثیت ایک محب وطن کے بسر کی اور اے کاؤنٹ ہنری تمہاری سرزنش کا خوف نہیں، بینکر اس کا ایلچی بن کر اس لئے آیا ہوں کہ رنگ زمانہ پہچانتا ہوں اور اُس کے پیغام کی صحیح ترجمانی کرسکتا ہوں، بینکر اس اس عہد کا سچا نمائندہ ہے اور اگر میں یہ کہنے کی جرأت کروں ———

کاؤنٹ ہنری :۔ میرے سامنے سے دور رہو! (جیکب سے علٰحدہ) فوراً سو سپاہیوں کا ایک دستہ لاؤ! (جیکب چلا جاتا ہے، عورتیں روتی ہوئی کھڑی ہو جاتی ہیں، مرد چند قدم پیچھے ہٹ جاتے ہیں)

ایک بیرن :۔ کاؤنٹ ہنری! ہمیں تمہاری بدولت یہ روز بد دیکھنا پڑا!

دوسرا بیرن :۔ ہم تمہاری اطاعت سے انکار کرتے ہیں، صلح کی گفتگو کرو!

ایک شہزادہ:۔ ہم خود اس نیک شہری سے طے کر لیں گے کہ قلعہ کن شرائط پر حوالے کیا جا سکتا ہے!

منہ بولا باپ:۔ جس سردار نے مجھے بھیجا ہے وعدہ کرتا ہے کہ سب کی جاں بخشی کی جائے گی بشرطیکہ جمہور کا ساتھ دو اور اس صدی کی ضروریات کا اعتراف کرو!

آوازیں:۔ ہم جمہور کا ساتھ دیتے اور اُس کے حقوق تسلیم کرتے ہیں!

کاؤنٹ ہنری:۔ سچا ہیو! میں جس وقت تمہارا سردار منتخب ہوا تھا میں نے قسم کھائی تھی کہ مغلوب ہونے اور قلعہ حوالے کرنے کے بجائے اُس کی دیواروں پہ جان دوں گا۔ تم نے بھی خدا کے گھر میں سوگند کھائی تھی، یہ باہمی معاہدہ تھا جس کی رو سے مجھے اور تمہیں ایک ساتھ مرنا چاہیئے! ہاں اے امرا کیا تم درحقیقت زندگی کے متمنی ہو؟ اچھا تو اپنے بزرگوں سے دریافت کرو کہ انھوں نے اپنے دور میں اس قدر جبر و تعدی کیوں روا رکھا؟ (ایک کاؤنٹ سے مخاطب ہو کر) تم نے اپنی بزدل رعایا پر اتنے مظالم کیوں کئے؟ (دوسرے کاؤنٹ سے) تم نے اپنی جوانی قمار بازی اور عیاشانہ سفر میں کیوں گزاری اور اپنے مصیبت زدہ وطن کے حقوق کیوں فراموش کئے؟ (تیسرے سے) تم اپنے سے بالاتر لوگوں سے ملنے کے خواہشمند اور زیردستوں سے متنفر کیوں رہے؟ (ایک شریف عورت سے) خوبصورت بیگم صاحبہ آپ کے لڑکے موجود تھے ان کو بہادر سپاہی کیوں نہ بنایا کہ اس وقت آپ کی محافظت کرتے،

بات یہ ہے کہ تم سب نے اپنے عیش و آرام کو مقدم سمجھا یہودیوں اور قانون پیشہ لوگوں سے روپیہ قرض لے لے کر خوب گلچھرے اڑائے اب انھیں سے مدد کے بھی طالب ہو! (کھڑے ہو کر ایک ہاتھ ان کی طرف پھیلاتا ہے)

کیوں ذلت برداشت کرنے کو بیتاب ہو، کیوں زندگی کے آخری لمحوں کو بزدلی کا داغ لگاتے ہو؟ ——— مردانہ وار میرے ساتھ وہاں چلو جہاں تلواریں چمکتی اور گولیوں کا مینھ برستا ہے، وہاں نہ جاؤ جہاں پھانسی اور اس کے گھنونے پھندے ہیں، جہاں جلاد خاموش اور منھ پر ٹوپ چڑھائے ہوئے تمہارا منتظر ہے کہ شرمناک حلقہ ڈال کر نامردوں کے گلے گھونٹ دے!

چند آوازیں :- وہ سچ کہتا ہے، سنگینیں لے کر بڑھو!

دوسری آوازیں :- بھوک ہمیں ہلاک کئے دیتی ہے، رسد ختم ہوگئی،

آوازیں :- ان بچوں پر ترس کھاؤ کیا یہ ہمارے نہیں ہیں؟

منھ بولا باپ :- میں سب سے آزادی اور جاں بخشی کا وعدہ کرتا ہوں!

کاؤنٹ ہنری (بڑھ کر منھ بولے باپ کو جھنجھوڑتا ہے) :- میں ایلچی کو قتل نہیں کرسکتا اور نیو فاٹ کے خیموں میں جہاں کمینے پیشہ ور لوگوں سے سازش ہورہی ہے اپنے سفید بال چھپا کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کو تیرے ہی خون سے خضاب کر دوں! (جیکب سپاہیوں کا دستہ لے کر داخل ہوتا ہے) اس بوڑھے کی پیشانی تاکو جس پر حماقت کی جھریاں پڑی ہوئی ہیں اس کی عنابی ٹوپی کا نشانہ باندھو جو میرے الفاظ سے کانپ رہی ہے، اس کے سر کی چپنی اڑا دو جس میں مغز نہیں ہے! (منھ بولا باپ بے تحاشا بھاگتا ہے)

سب مل کر :- کاؤنٹ ہنری کو گرفتار کرلو اور پینکرا اس کے پاس بھیج دو!

کاؤنٹ ہنری :- اے گروہ امرا تمہیں میرے حکم کی تعمیل کرنا ہوگی! (فرداً فرداً ہر سپاہی کے پاس جاکر کہتا ہے) تمہیں یاد ہے جب ایک پہاڑی پر ہم تم ساتھ ساتھ چڑھے تھے ایک وحشی بھیڑیا ہمارا تعاقب کررہا تھا، گھبراہٹ میں تمہارا پاؤں پھسلا،

میں نے عین کنارے پر تم کو سنبھالا اور اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر تمہیں بچایا، اُس وقت تو تم احسان مند معلوم ہوتے تھے! (اوروں سے) سپاہیو! کیا تم بھول گئے جب ہماری کشتی طوفان میں اُلٹی اور دریائے ڈینیوب کی چٹانیں قریب تھیں، ہم سب اُس وقت جوان تھے اور ایک دوسرے کو ڈھارس دیتے ہوئے، تیرتے اور موجوں کو چیرتے ہوئے پار ہو گئے! (دوسروں سے) جیروم اور تھیڈیوس تم دونوں بحر اسود کے سفر میں میرے ساتھ تھے، اُس وقت تو تم بہادر ملاح تھے، (دوسروں سے) سپاہیو! تم اپنے ظالم مالکوں سے بھاگ کر میرے پاس آئے اور میں نے تمہاری حمایت کی، کیا اس وقت میرے ساتھ بے وفائی کرو گے؟

(دوسرے سے) جس وقت تمہارے مکان جل گئے کس نے از سر نو تعمیر کرائے؟

(سب کو ایک ساتھ مخاطب کر کے) بتاؤ اپنے حقوق کی نگہداشت کی خاطر میری سرکردگی میں لڑو گے یا مجھے اکیلا مرنے کو چھوڑ دو گے، میں نفرت سے مسکراؤں گا کہ اتنے آدمیوں میں ایک بھی مرد نہ تھا!

مرد :- تا دیر زندہ رہے کاؤنٹ ہنری!

کاؤنٹ ہنری :- جس قدر گوشت اور شراب موجود ہے آدمیوں میں تقسیم کر دی جائے، پھر ہم قلعہ کی دیواروں پر ہوں گے!

مرد :- ہاں گوشت، شراب، اور اُس کے بعد مورچے!

کاؤنٹ ہنری : جیکب اُن کے ساتھ جاؤ، ایک گھنٹے کے اندر اُنہیں جنگ کے واسطے کمر بستہ ہونا چاہیئے!

جیکب :- خدا میری مدد کرے!

عورتیں :- ہمارے بچے فاقے کر رہے ہیں ہم اُن معصوموں کے نام پر کاؤنٹ ہنری کو کوستے ہیں!

آوازیں :- ہم اپنے بزرگوں کی طرف سے!

دوسری آوازیں :- ہم اپنی بیویوں کی طرف سے!

کاؤنٹ ہنری :- اور میں ہر ہر دل روح پر لعنت کی بوچھار کرتا ہوں!!

ساتواں نظارہ

(قلعہ ہولی ٹرینٹی کے مورچے، لاشیں جھنکی ہوئی ہیں، کہیں شکستہ توپیں سنگینیں اور بندوقیں پڑی ہیں، سپاہی عالت سراسیمگی میں آتے جاتے ہیں۔ کاؤنٹ ہنری ایک پشتے کے سہارے کھڑا ہے، جیکب اُس کے قریب ہے)

کاؤنٹ ہنری (تلوار کو نیام کرکے) کوئی نشہ تجربے کی طرح متوالا کرنے والا نہیں، آدمی جان کی بازی لگاتا ہے تاکہ فتح ہو یا اگر شکست تا گر پڑے تو شکست! خیر! انسان یہ بازی صرف ایک مرتبہ ہارتا ہے اور اُسی کے ساتھ خلفشار ختم ہوجاتا ہے!

جیکب :- ہماری آخری باڑھ نے اُن کو تھوڑی دیر کے لئے پسپا کر دیا لیکن وہ پھر حملہ کرنے کو جمع ہو رہے ہیں، ہم کیا کر سکتے ہیں؟ دنیا دنیا ہے اور کوئی قسمت سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا!

کاؤنٹ :- کیا کارتوس نہیں رہے؟ آخری بندوق داغ چکی؟

جیکب :- گولیاں ہیں نہ گراب نہ بارود، سب ختم ہو گئے!

کاؤنٹ :- میرے لڑکے کو یہاں لے آؤ تاکہ آخری مرتبہ اُس کو گلے سے لگا لوں (جیکب

چلا جاتا ہے) دھوئیں نے میری بینائی کم کر دی ـــــ کچھ نہیں دکھائی دیتا ـ ــــ
گھائی بلند ہو کر میرے قدموں کے پاس آتی اور پھر اُسی طرح آہستہ آہستہ واپس جاتی
ہے ـــــ چٹانیں اور پہاڑیاں شق ہو رہی ہیں عجیب و غریب زاویے بناتی ہیں ـ
لڑکھڑاتی ہیں گرتی ہیں ـ میری روح کے سامنے یہی حال میرے خیالات کا ہے ـ چراغ
سحری کے مانند جھلملا رہے ہیں! (دیوار پر بیٹھ جاتا ہے) انسان ہونا سخت ونارت ہے
فرشتہ بننا اتنی زحمت کا مستحق نہیں کیونکہ چند صدی زندہ رہنے کے بعد جلیل ترین فرشتے
بھی اُسی طرح جینے سے عاجز آجاتے ہوں گے جس طرح انسان چند سال کے بعد بارِ حیات
محسوس کرنے لگتا ہے اور خواہش ہوتی ہے کہ مزید قدرت حاصل ہو . . . .
روحیں بھی ہماری طرح تمناؤں سے آزاد نہ ہونگی! . . . . انسان یا
تو خدا ہو یا کچھ نہ ہو! . . . . (جیکب جارج کے ساتھ داخل ہوتا ہے)

کاؤنٹ ہنری (جیکب سے): ـ کچھ آدمی لے کر محل کے اندر جاؤ اور جتنے لوگ وہاں چھپے ہوئے
ہیں اُن کو قلعہ کی چار دیواری کی طرف بھگاؤ!

جیکب :ـ کاؤنٹ، بیرن، اور شہزادے سب کو؟ (جیکب چلا جاتا ہے)

کاؤنٹ ہنری :ـ بیٹا میرے پاس آؤ، اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو اور مجھے اپنی پیشانی کا
بوسہ لینے دو! تیری ماں کی پیشانی ایسی ہی پاک و صاف . . . .

جارج :ـ آج لڑائی شروع ہونے کے قبل میں نے اُن کی آواز سُنی تھی . . . . بہت دور
معلوم ہوتی تھی . . . . نرم اور شیریں ہوا کے دوش پر خوشبو کی طرح مجھ تک عطر بیز
آئی اور کہا کہ جارج آج تو میرے پاس آئے گا اور میرے پہلو میں بیٹھے گا!

کاؤنٹ ہنری :ـ جارج میرا نام تو نہیں لیا؟

جارج :۔ اُنھوں نے کہا کہ آج میں اپنے فرزند کی منتظر ہوں۔

کاؤنٹ ہنری (علٰحدہ) :۔ کیا قبل از مرگ میری طاقت جواب دے جائے گی؟ اے خدا ایسا نہو! . . . .

صرف چند لمحوں کے لئے مجھے آتشیں قوت دیدے، اُس کے بعد ابد الآباد تک تیرا قیدی ہونا منظور ہے! (جارج سے) اے فرزند میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں کہ زندگی کی میعاد بدل نہیں سکتا! ہم دونوں میں بہت جلد جدائی ہونے والی ہے . . . . . آہ جارج کون کہہ سکتا ہے کہ یہ مفارقت کب تک رہے گی . . . .

خدا حافظ!

جارج :۔ ابّا جان مجھ سے دستبردار نہو جیئے، مجھ کو نہ چھوڑیئے! ـــــــ میں آپ سے محبت کرتا ہوں، ہم ایک ہی رشتے سے وابستہ ہیں اور ہماری منزل ایک ہے!

کاؤنٹ ہنری :۔ افسوس اے فرزند افسوس! ہماری راہیں مختلف ہیں اور اُنمیں بعد المشرقین ہے، مغنی فرشتوں کے غول میں میرا جارج مجھ کو بھول جائے گا، اتنا بھی تو نہو گا کہ بہشتی شبنم کا ایک قطرہ میری تشنگی بجھانے کو ٹپکا دے! آہ جارج! اے میرے فرزند!

جارج :۔ یہ چیخیں کیسی سُنائی دیتی ہیں؟ میں کانپ رہا ہوں . . . . . . مجھے ڈر لگتا ہے! یہ بادلوں کی سی گرج اور قریب ہوتی جاتی ہے، کڑ کڑاہٹ بڑھ رہی ہے اور توپ کی کڑک سُنائی دیتی ہے! ابّا جان! میرا وقت برابر ہو گیا! وہ آخری ساعت آگئی جس کی پیشینگوئی کی گئی تھی!

کاؤنٹ ہنری :۔ جلد آؤ جیکب جلد آؤ! (ایک غول کاؤنٹ اور شہزادوں کا بے ترتیبی سے بھاگتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جیکب مع سپاہیوں کے اُن کے عقب میں ہے)

ایک آواز:۔ تم ہم کو شکستہ اسلحہ دے کر لڑنے پر مجبور کرتے ہو!

دوسری آواز:۔ ہنری ہم پر رحم کرو!

تیسری آواز:۔ ہم فاقے سے ہیں!

دوسری آوازیں:۔ اے خداوند ہمیں کیوں بھگائے ہیں؟ کہاں لے جائیں گے؟

کاؤنٹ ہنری:۔ موت کے منہ میں! (جارج کو آغوش میں لے کر)۔ اس ایک طویل بوسے میں اپنی روح کو ہمیشہ کے واسطے تجھ سے وابستہ کرتا ہوں! .... نہیں یہ ممکن نہیں! .... قسمت مجھے دوسری راہ پر لگا رہی ہے (جارج کے گولی لگتی ہے اور کاؤنٹ ہنری کی گود میں دم توڑتا ہے)

ایک آواز بلندی سے:۔ مجھے! مجھے! یہ پاک روح! میرا فرزند مجھے!

کاؤنٹ ہنری:۔ کوئی ہے، میری مدد کو دوڑو! (تلوار کھینچ کر جارج کے ہونٹوں کے پاس لے جاتا ہے) پہل صاف ہے، اس کی سانس اور روح نے ایک ساتھ مفارقت کی، میرا جارج! میرا فرزند! ....

بہادرو! آگے بڑھو! بڑھو! دشمن فصیل پر چڑھ رہے ہیں! خدا کا شکر ہے کہ اب میری تیغ آبدار کی زد میں ہیں! جاؤ اُسی غار میں واپس جاؤ اے فرزندان آزادی!

(جھپٹ کر حملہ کرتا ہے، ہنگامہ، حملہ، مقابلہ، مجادلہ)

آٹھواں نظارہ

(دہس کا ایک دوسرا حصہ، صدائے جنگ آرہی ہے، جیکب ایک دیوار پر پڑا ہوا ہے، کاؤنٹ ہنری خون میں نہایا ہوا بعجلت اُس کے پاس جاتا ہے)

کاؤنٹ ہنری :۔ اے میرے قدیم اور وفادار خادم کیا حال ہے؟

جیکب :۔ شیطان تم سے تمہاری ضد کا بدلہ لے اور وہ تمام تکلیفیں جو مجھ پر گذریں بھگتنا پڑیں! خدا میری مدد کرے (مر جاتا ہے)

کاؤنٹ ہنری (اپنی تلوار پٹک کر):۔ اے میرے بزرگوں کی تیغ اب کبھی تیری مدد کی ضرورت نہ ہوگی، تو یہاں پڑی ہوئی زنگ آلودہ ہو، جو میرے تھے مجھ سے بچھڑ گئے لڑکا بہشت میں امن ہے، اور میرا آخری ملازم میرے قدموں میں مردہ پڑا ہے! بزدل امرائے دغا دی اور فاتح کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہوئے جاں بخشی کے لئے گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے ہیں۔

(چاروں طرف نظر دوڑاتا ہے) دشمن ابھی تک دور ہے دم بھر آرام کر لوں قبل اس کے کہ ——— ہا! تازہ دم سپاہی شمالی برج کی طرف چڑھ رہے ہیں اور میرا نام لے لے کر کہتے ہیں کہ اُس کو ڈھونڈھ نکالو! ہاں! میں یہاں موجود ہوں! دیکھو! دیکھو! میں کاؤنٹ ہنری ہوں، مگر تمہارے ہاتھوں میں میرا انصاف نہیں ہے! میں اُس راستے سے تنہا گذروں گا جو میرے عقائد نے وضع کیا ہے! خدا کے حضور جا کر اپنے آپ کو اُس کے حوالے کروں گا! (خندق کے اوپر کی شکستہ دیوار پر چڑھ جاتا ہے)

اے ہولناک دوام! تجھ کو دیکھ رہا ہوں، تو میری طرف تیزی سے بہہ رہا ہے گویا تاریکی کا ایک عظیم حجم ہے جس کی تھاہ ہے نہ کنارہ اور جس سے پناہ کی کوئی صورت نہیں، وسط میں خدا ہے ——— چندھیانے والا آفتاب جو ہمیشہ تاباں ہے لیکن کسی چیز کو روشن نہیں کرتا (لمحہ بھر غور سے دیکھتا اور ایک قدم اور آگے بڑھتا ہے دیوار کے کنارے جس کے نیچے وادی ہے توقف کرتا ہے) ——— انھوں نے مجھے دیکھ لیا ——— میری طرف لپکے ——— پہاڑی پر چڑھے ——— قریب آپہنچے! یا عیسیٰ! یا مریم!

اے شاعری میں تجھ پر لعنت کرتا ہوں جس طرح مجھ پر ابدالآباد تک لعنت بھیجی جائے گی ——— اے قوی بازوؤ اور دراز ہو جاؤ اور ان تاریک موجوں میں راستہ تراشو! (گھاٹی میں کود پڑتا ہے)

نواں نظارہ

(محل کا ایوان، پینکراس، لیونارڈ، بیانچیٹی سپاہیوں کی کمان میں آگے کھڑا ہوا ہے، اُس کے پیچھے فوج ہے، باقیماندہ شہزادے اور کاؤنٹ مع اپنی بیویوں اور بچوں کے پابزنجیر پینکراس کے سامنے لائے جاتے ہیں)

پینکراس :۔ تمہارا نام ؟

کاؤنٹ کرسٹوفر :۔ وسل میر کا کاؤنٹ کرسٹوفر،

پینکراس :۔ یہ آخری مرتبہ اس دنیا میں تمہارا نام تمہاری زبان پر جاری ہوا! اور تم ؟

پرنس آف دی بلیک فاریسٹ :۔ پرنس لیڈسلا،

پینکراس :۔ آئندہ یہ نام نہ سنا جائے گا! اور تم ؟

بیرن :۔ میں گوڈلیبرنگ کا الکزانڈر ہوں ۔

پینکراس :۔ زندوں کی فہرست سے خارج ! ——— جاؤ

بیانچیٹی (لیونارڈ سے) :۔ ان لوگوں نے بے مصرف توپوں سے جو شکستہ دیواروں پر نصب تھیں دو مہینے تک ہمارے حملوں کو روکا ۔

لیونارڈ :۔ کیا ان اُمرا میں بہت سے زندہ ہیں ؟

پینکراس :۔ سب کو سزائے موت ! ان کا خون بہنے دو تاکہ دنیا عبرت حاصل کرے لیکن جو مجھے کاؤنٹ ہنری کا پتہ دے گا اس کی جان بخشی کی جائے گی ۔

بہت سی آوازیں :۔ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے غائب ہو گیا۔

منہ بولا باپ :۔ اے شاندار شہریو میں ان لوگوں کی سفارش کرتا ہوں، ان قیدیوں کا

قصور بحل کرو، انھوں نے قلعہ کی کنجیاں تمہارے سپرد کر دیں، اسے عظیم انسانو صلے میں ان کی جانیں ان کو واپس دو!

پینکراس :- جہاں میں نے اپنی جائز قوت سے فتح پائی ہے کسی کی سفارش کو دخل نہیں، یہ لوگ تمہاری ہی نگرانی میں فوراً تہ تیغ کئے جائیں گے۔

منھ بولا باپ :- میں تمام عمر ایک اچھا شہری خیال کیا گیا، اکثر حُب ملک کا ثبوت دیا، میں نے اس لئے تمہارا ساتھ نہیں دیا کہ اپنے ہم رُتبہ شرفا کے گلے رسی سے گھونٹوں، یہ تمام شریف ——————

پینکراس (قطع کلام کرکے) اس غیر دلچسپ تیم ملا کو بھی گرفتار کر لو تاکہ اپنے شریف بھائیوں میں جا ملے! (سپاہی منھ بولے باپ اور دیگر قیدیوں کو گھیر کر لے جاتے ہیں)

کیا کسی نے کاؤنٹ ہنری کو زندہ یا مُردہ نہیں دیکھا؟ ایک تھیلی اشرفی انعام خواہ اُس کی لاش ہی کیوں نہ ملے!

(مورچوں سے مسلح سپاہی آتے ہیں)

تم نے تو کاؤنٹ ہنری کو نہیں دیکھا؟

سپاہیوں کا افسر :- جنرل بیا چینٹی کے حکم سے مغربی فصیل کی طرف گیا اور دیوار کے قریب ایک غیر مسلح مگر زخمی شخص کو ایک لاش کے پاس دیکھا، میں نے اپنے سپاہیوں کو آواز دی کہ اسے گرفتار کر لو مگر قبل اس کے کہ ہم اُس تک پہنچیں وہ دیوار سے اُتر کر اُس دُہس کے کنارے پر تھا جو گھاٹی کے اوپر واقع ہے۔ اُس نے دم بھر توقف کیا اور تھکی ہوئی آنکھوں سے پیچھے کی طرف دیکھا، پھر جس طرح کوئی تیراک جان پر کھیل کے پُر خطر غوطہ لگاتا ہے دونوں ہاتھ پھیلا کر ایک زبردست زغند بھری اور اپنے

کشادہ ہاتھوں سے ہوا کو چیرتا ہوا کود پڑا، ہم نے دیکھا کہ اُس کا جسم ایک چٹان سے اُچھل کر دوسری چٹان سے ٹکراتا ہوا قعرکوہ میں گرا، یہ تلوار اس جگہ سے چند قدم کے فاصلہ پر ملی جہاں اُسے اوّل اوّل دیکھا تھا (تلوار پیش کرتا ہے)

پینکراس (تلوار کا معائنہ کرکے):- خون کے بڑے بڑے قطرے قبضے پر جم رہے ہیں اور اُس کے خاندان کا مارکہ کندہ ہے، یہ تلوار کاؤنٹ ہنری کی ہے، تمام عزت اس کے لئے! تم میں صرف وہ اپنے عہد پر قائم رہا اُسی کے لئے ناموری ہے اور اے اصرا تمہارے لئے جلاد کا تیغہ! بیاپنٹی اس قلعۂ ہولی ٹرینٹی کو زمین سے برابر کردو اور ان لوگوں کو جن کے متعلق حکم دے چکا ہوں قتل کر ڈالو۔ لیونارڈ تم میرے ساتھ آؤ!

(دونوں ایک فصیل پر چڑھ جاتے ہیں)

لیونارڈ:- کئی راتوں سے متواتر جاگ رہے ہو ضرورت ہے کہ تھوڑی دیر آرام کرو، چہرے سے تعب اور تکان کے آثار نمایاں ہیں۔

پینکراس:- ابھی میرے آرام کا وقت نہیں آیا، میرے آخری دشمن کا افسوسناک انجام میری منزل کا درمیانی میل ہے، اس میدان اور اس وسعت کی طرف نگاہ کرو جو میرے اور میرے خیالات کے مابین حائل ہے، دنیا کے تمام صحرا آباد کرتا ہیں، چٹانیں ہٹاتا ہیں، دلدل صاف کرتا ہے، پہاڑوں سے زمیں دوز سرنگیں نکالتا ہیں، سمندر، جھیلوں اور دریاؤں کو ملاکر اُن میں راستے قائم کرتا ہیں، کرۂ ارض کے گرد سڑکیں بناتا ہیں تاکہ تجارت کی آمد و شد ہو اور تبادلۂ اجناس دلوں کو سنہری زنجیروں سے وابستہ کر دے، ہر شخص کی ملکیت ایک قطعہ زمین ہونا چاہئے، خیال برقی بازوؤں پر بوسیدہ نقابوں کو چیرتا ہوا گزرے، زندوں کی تعداد اُن مردوں سے

زیادہ ہو جائے جو اس خونخوار جنگ میں کام آئے، جہاں موت اور تباہی ہے وہاں زندگی اور فراغت کا دور دورہ ہونا چاہیئے تاکہ اُس خون کی تلافی ہو جو پانی کی طرح بہایا گیا، لیونارڈ یہ کام ضرور ہونا چاہیئے، اگر ہم ایسے عہد کا افتتاح نہ کر سکے جس میں معاشرتی آسائش اور مادی فراغت و آرام حاصل ہو تو یہ تمام خونریزی و خانماں بربادی، محنت و جانکاہی لاحاصل اور ہمارے تمام منصوبے مہمل ثابت ہوں گے!

لیونارڈ :- خدا ئے آزادی ان عظیم و دشوار امور کے سرانجام کی قدرت عطا کرے گا۔

پینکراس :- تم خدا کا نام لیتے ہو! دیکھتے نہیں کہ ہم نے اس نام کو خون سے رنگ دیا، اور ہم اس گاڑھے خون میں گھٹنوں گھٹنوں غرق ہیں، یہ کس کا خون ہے جو ہمارے قدموں سے اُبل رہا ہے، ہمارے پس پشت صحن قلعہ کے علاوہ کچھ نہیں، جو کچھ ہے میں دیکھ رہا ہوں اور کوئی نزدیک نہیں —————— ہم تم تنہا ہیں ——

تاہم بلا شبہ کوئی میرے اور تمہارے درمیان کھڑا ہوا ہے!

لیونارڈ :- یہاں تو سوا اس خوں آلود لاش کے کوئی نہیں!

پینکراس :- یہ لاش اُس کے بوڑھے وفادار ملازم کی ہے، یہ تو مُردہ ہے لیکن ایک اور زندہ روح کا اس جگہ ورود ہے! یہ اُس کی ٹوپی اور کمر پیچ ہے، وہ اس کے بازو ہیں وہ جہاں ایک چٹان غار کے اوپر لٹک رہی ہے —————— اور اُس مقام پہ اُس کا پُر حوصلہ دل ٹوٹا!

لیونارڈ :- پینکراس تمہارے منہ پہ ہوائیاں اُڑ رہی ہیں!

پینکراس :- کیا تم نہیں دیکھتے؟ وہ ہے، اُس بلندی پہ!

لیونارڈ :- مجھے تو ابر کے ٹکے نظر آتے ہیں جو اُس ڈھلوان چٹان پر جو غار کے اوپر

آویزاں ہے تیزی سے حرکت کر رہے ہیں، بلند ہوتے جاتے ہیں اور غروب ہونے والے آفتاب کی شعاعوں میں عنابی رنگ اختیار کیا ہے۔

پینکراس :- وہاں ایک خوفناک نشانی فروزاں ہے!

لیونارڈ :- تمہاری آنکھیں دھوکا دے رہی ہیں!

پینکراس :- اب میرے پیرو کہاں ہیں جن کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی تھی، جو میری توقیر اور میرے احکام کی عزت کرتے تھے۔

لیونارڈ :- تم اُن کے نعرہائے تہنیت سُن رہے ہو، تمہارے منتظر ہیں، پینکراس ڈھلوان چٹان کی طرف نہ دیکھو، تمہاری آنکھیں اپنے حلقوں میں بے نور ہوئی جاتی ہیں!

پینکراس :- عورتیں اور بچے اکثر کہتے تھے کہ وہ اس شان سے ظاہر ہوگا، مگر صرف قیامت کے دن!

لیونارڈ :- کون؟ کہاں؟

پینکراس :- وہ ایک بلند ستون سے مشابہ اور چوندھیانے والی سپیدی میں لپٹا ہوا اُس چٹان پر استادہ ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی صلیب پر جھکا ہوا ہے، جس طرح کوئی منتقم اپنی تلوار پر جھکتا ہے، لیونارڈ! اُس کے کانٹوں کے تاج میں بجلی چمک رہی ہے!

لیونارڈ :- پینکراس! بولو! بولو! یہ تمہارا کیا حال ہوا جاتا ہے؟

پینکراس :- اُس کی نگاہ کی خیرہ کن روشنی میں موت ہے!

لیونارڈ :- تم مُردے کی طرح زرد ہوئے جاتے ہو، یہاں سے چلو!

پینکراس :- آہ لیونارڈ! اپنے ہاتھ میری آنکھوں کے سامنے پھیلا کر سایہ کر دو۔

آہ میری آنکھوں کو دباؤ، خوب دباؤ، یہاں تک کہ میں کچھ نہ دیکھ سکوں! آہ مجھے یہاں سے لے چلو، مجھے اُن نگاہوں سے بچاؤ، اُف! وہ مجھے بیرں کو مسدود کیے دیتی ہیں!

لیونارڈ (آنکھوں پہ ہاتھ رکھدیتا ہے) بس؟

پینکراس :- تمہارے ہاتھ سایے سے زیادہ نہیں ——— ان میں یہ قدرت نہیں ——— ان میں نہ تو گوشت ہے نہ ہڈیاں ہیں بلکہ پانی یا بلور یا ہوا کی طرح اِدھر سے اُدھر دکھائی دیتا ہے، کسی چیز کے دیکھنے میں حائل نہیں ہوتے! میں دیکھ رہا ہوں، اب بھی دیکھ رہا ہوں!

لیونارڈ :- تمہاری پتلیاں پھری جاتی ہیں، مجھ پہ سہارا دو!

پینکراس :- کیا تم مجھ کو تاریکی نہیں دے سکتے؟ تاریکی! تاریکی! وہ ساکت و بے حرکت ہے ——— تین کیلیں اُس کے جسم میں پیوست ہیں ——— تین ستارے! ——— اُس کے پھیلے ہوئے ہاتھوں میں بجلی کی چمک ہے! ——— تاریکی! ———

لیونارڈ :- مجھے تو کچھ نہیں دکھائی دیتا! اے میرے سردار! میرے سردار!

پینکراس :- تاریکی!

لیونارڈ :- اے شہریو! اے جمعیت جمہور مدد! مدد!

پینکراس :- اے گیلیلیٔن تو فتحیاب ہوا (مرکر گر پڑتا ہے)

نوٹ :-

کاؤنٹ ہنری کو اپنی بیوی کی وفات سے سزا ملی کیونکہ اُس نے تاہل کے فرائض کو ایک غلط نصب العین پر قربان کر دیا، اپنے لڑکے کی اور خود اپنی موت اور شکست عزائم سے سزا ملی کیونکہ اُس نے اصلی حبّ وطن کو مصنوعی حُبّ جاہ پر نثار کر دیا۔

پنکراس انقلاب پسندوں کا پیشوا اس وجہ سے مستوجب تعزیر ہوا کہ اُس نے قتل و غارت کے ذریعے سے وہ کام انجام دینا چاہا جو صرف محبت سے ہو سکتا تھا۔

——— (✳) ———

قیمت ـــــ/